



نمازِ نبوی

صحیح احادیث کی روشنی میں

صحیح بخاری سے مترجم ہدایہ ایڈیشن

تولیت
صحیح بخاری
دیانتیں الارجمن
ایرانی طرفی تحریری عین زبانی

صحیح بخاری
ما فی مسالک الائیت ایڈٹ
ویلیم مکنتی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

* توجہ فرمائیں *

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الکٹرانک کتب ---

- * عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- * مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد اپ لوڈ[UPLOAD] کی جاتی ہیں۔
- * متعلقہ ناشرین کی تحریری اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- * دعویٰ مقاصد کی خاطر ڈاون لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی شرو اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

** تنبیہ **

- * کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- * ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

نشر و اشاعت اور کتب کے استعمال سے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں :

ٹیم کتاب و سنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.kitabosunnat.com

بُلْجِيَّقِي اشاعت مارے دارالسلام محفوظین



سعودی عرب (منطقہ)

پست مکس: 4021659 فون: 1 4043432-4033962 00966 1 11416 سودی عرب فون: 01 4735220 تکس: 4735221 01 2860422 01 4614483 تکس: 4644945 • المازن: 01 4735220 تکس: 4735221 • سالمان: 01 2860422

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

- الريفي، اثنين، فون: 01 4614483 تکس: 4644945 • المازن: 01 4735220 تکس: 4735221 01 2860422
- مندوب الرياض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قصيم (بريدة): فون/تکس: 06 3696124 سریال: 0503417156
- مکركش: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ فون: 04 8234446 تکس: 8151121 سریال: 0503417155
- پندرہ فون: 02 6879254 • الجفر فون: 03 8692900 تکس: 8691551
- بیان، بصر فون/تکس: 04 3908027 موبائل: 0500887341 • خیں، شیخا فون/تکس: 07 2207055 سریال: 0500710328

ٹکٹوں نام: 00971 6 5632623 • ٹکٹوں نام: 001 713 7220419 • ٹکٹوں نام: 001 718 6255925 • ٹکٹوں نام: 0061 2 9758 4040: 0044 208 539 4885:

پاکستان (عہدہ الف و عہدہ خلود و موم)

• 36- لاہور، سکریٹریٹ شاپ لاہور

نام: 7354072 تکس: 0092 42 7240024-7232400 7110081 فون: 0322-8484569

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

ٹکٹوں نام: 7320703 تکس: 0321-4439150 غریب، اندھرا پردیش فون: 7320703 موبائل: 0321-4439150

ٹکٹوں نام: 7846714 تکس: 0321-4156390 مون ماگیٹ اقبال ناگر فون: 7846714 موبائل: 0321-4156390

ٹکٹوں نام: 042-5084895 تکس: 0321-4212174 بلاک کرشم ایریا، فیزیا، لاہور فون: 042-5084895 موبائل: 0321-4212174

ٹکٹوں نام: 051 2281513 تکس: 0321-5370378 F-8، مرکز، فون/تکس: 051 2281513 موبائل: 0321-5370378

ٹکٹوں نام: 0321-2441843 تکس: 4393937 موبائل: 0321-2441843 (D.C.H.S / 110, 111-Z) میں طارق روڈ، ڈالنی بال سے (بہار آیا کی طرف) ذریں کی کراچی

ٹکٹوں نام: 021 4393936 تکس: 4393937 موبائل: 0321-2441843

Darussalamkhi@darussalampk.com

صلوٰکما رأیتمونی اصلیٰ

نماز اُنی ملک پر حمد برس طیح مجتبی پڑھتے منجے دیکھتے ہو اخواں توک



نمازِ نبوی

صحیح احادیث کی روشنی میں

ترتیب: فاکٹریفیق الرحمن تحقیق و تعریج: ابوالطاہ ہارفاظ زیر علی زنی

تصویر تحقیق: حافظ صلاح الدین یوسف عبد الصمد شیعی

مولا عبدالولی خان





مضامین

21	عرض ناشر
25	ابتدائیہ
31	مقدمة تحقیق (جدید ایڈیشن)
32	اکاذیب
34	موضوع احادیث (من گھڑت روایتیں)
36	ضعیف روایات
37	تناقضات
39	کتاب و سنت کی اتباع کا حکم
41	حدیث کے معاملے میں چجان بین اور احتیاط
47	خطبہ رحمۃ اللعائیں
48	نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت
48	اولاً کونماز کھانے کا حکم
48	ترک نماز، کفر کا اعلان ہے

50.....	فضیلت نماز ●
54.....	نمازی اور شہید ●
55.....	اہمیت نماز ●
59.....	احکام طہارت ●
59.....	پانی کے احکام ●
61.....	رفع حاجت کے آداب و مسائل ●
61.....	بیت الحلا میں جاتے وقت کی دعا ●
61.....	بیت الحلا سے نکلتے وقت کی دعا ●
62.....	رفع حاجت کے مسائل ●
64.....	پیشاب کے چھینتوں سے بچنے کی سخت تاکید ●
66.....	نجاستوں کی تطہیر کا بیان ●
66.....	حیض آسودگی کے حکم ●
67.....	منی کا دھونا ●
67.....	شیرخوار بچے کا پیشاب ●
67.....	نجاست آسود جوتا ●
68.....	کتے کا جھوٹا ●
68.....	مردار کا چڑا ●
69.....	بلی کا جھوٹا ●
69.....	سونے چاندی کے برتن میں کھانا ●
70.....	جنابت اور حیض سے متعلقہ احکام و مسائل ●

- صحبت اور غسل جنابت 70
- عورت کو بھی احتمام ہوتا ہے 71
- جنپی عورت کے بالوں کا مسئلہ 72
- جنپی سے میل جوں اور مصافحہ جائز ہے 73
- حائضہ سے جماع کرنے کی ممانعت 74
- نڈی کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا 75
- نڈی، ننی اور وودی میں فرق 75
- سیلان رحم موجب غسل نہیں 76
- حائضہ کو چھونا اور اس کے ساتھ کھانا جائز ہے 76
- جنپی کے قرآن پڑھنے کی کراہت 77
- کیا حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے؟ 78
- استحاضہ کا مسئلہ 79
- حائضہ کے لیے نماز اور روزے کی ممانعت 80
- نفس کا حکم 81
- غسل کا بیان 82
- غسل جنابت کا طریقہ 82
- دیگر غسل 83
- جمعہ کے دن غسل 83
- میت کو غسل دینے والا غسل کرے 84
- نوسلم کے لیے غسل 85

85.....	عیدین کے روز غسل ●
85.....	احرام کا غسل ●
86.....	کے میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا ●
86.....	مسواک کا بیان ●
87.....	وضو کا بیان ●
87.....	نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھ دھونا ●
87.....	تین بار ناک جھائزنا ●
88.....	مسنون وضو کی مکمل ترتیب ●
91.....	تبیهات ●
92.....	وضو کے بعد کی مسنون دعائیں ●
93.....	وضو کی خود ساختہ دعائیں ●
93.....	وضو کے دیگر مسائل ●
94.....	مسنون وضو سے گناہوں کی بخشش ●
95.....	خشک ایڑیوں کو عذاب ●
96.....	وضو سے بلندی درجات ●
96.....	تحیۃ الوضو پڑھنے کی فضیلت ●
97.....	ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کرنا ●
97.....	دودھ پینے سے کلی کرنا ●
98.....	موزوں وغیرہ پرس کے متعلق احکام و مسائل ●
99.....	جرابوں پر مسح کرنے کا بیان ●

●	صحابہؓ کا جرایوں پر مسح کرنا
●	لغت عرب سے ”جورب“ کے معنی
●	گپڑی پر مسح
●	نواقف وضو
●	نمی خارج ہونے سے وضو
●	شرمنگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو
●	نیند سے وضو
●	ہوا خارج ہونے سے وضو
●	تے، نکیر اور وضو
●	تیم کا بیان
●	جنابت کی حالت میں تیم
●	تیم کا طریقہ
●	نمازی کالباس
●	مسجد کے احکام
●	مسجد کی فضیلت
●	بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب
●	تحیۃ المسجد (مسجد کا تحفہ)
●	پیاز اور ہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت
●	مسجد میں تھوکنا
●	مسجد میں سوتا

●	مسجد میں خرید و فروخت.....
●	مسجد میں جانے کی فضیلت.....
●	مسجد سے دل لگانے والے کے لیے عظیم خوشخبری.....
●	مسجد میں خوشبو کا اہتمام کرنا.....
●	مسجد میں آکر نماز ادا کرنے والوں کے لیے خوشخبری.....
●	مسجد کی خبر گیری کرنے والا مومن ہے.....
●	قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت.....
●	مسجد میں داخل ہونے کی دعا.....
●	مسجد سے نکلنے کی دعا.....
●	مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا منع ہے.....
●	اوقات نماز.....
●	نماز منجگانہ کے اوقات.....
●	نماز فجر اندر ہیرے میں پڑھنی چاہیے.....
●	گرمی اور سردی کے موسم میں نماز ظہر کے اوقات.....
●	نماز جمعہ کا وقت.....
●	نماز عصر کا وقت.....
●	نماز مغرب کا وقت.....
●	نماز عشاء کا وقت.....
●	انہمہ مساجد کو نماز اول وقت میں پڑھانی چاہیے.....
●	نماز کے ممنوعہ اوقات.....

132.....	نوت شدہ نمازوں کا حکم ●
133.....	سفر میں اذان دے کر نماز پڑھنا ●
134.....	نمازیں مجبوراً نوت ہو جائیں تو کیسے پڑھیں؟ ●
135.....	اذان و اقامت ●
135.....	اذان کی ابتداء ●
136.....	اذان کے جفت کلمات ●
136.....	نجر کی اذان ●
138.....	اقامت کے طاق کلمات ●
139.....	دو ہری اذان ●
140.....	اذان اور موذن کے فضائل ●
141.....	اذان کا جواب دینا ●
142.....	اذان کے بعد کی دعائیں ●
143.....	ویلے کی تشرع ●
144.....	دعائے اذان میں خود ساختہ کلمات کے اضافے کی حقیقت ●
145.....	اذان و اقامت کے دیگر مسائل ●
150.....	قبلہ اور سترہ ●
150.....	اکام قبلہ ●
151.....	سترے کا بیان ●
153.....	نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ ●
155.....	نماز باجماعت ●

155.	اہمیت
157.	عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت
157.	نماز بآجاعت کے متفق مسائل
159.	صفوں میں مل کر کھڑا ہونے کا حکم
164.	صفوں کی ترتیب
165.	ستونوں کے درمیان صاف بنانا
165.	صف کے چھپے اکیلنے نماز پڑھنا
166.	صف بندی میں مراتب کا لحاظ رکھنا
167.	امامت کا بیان
168.	زیادہ بھی نماز پر نبی کریم ﷺ کا غصہ
169.	نماز کے لیے پر سکون انداز سے آنا
170.	اماوموں پر و بال
171.	نماز پڑھا کر امام مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے
172.	امام کی اقتداء کے احکام
173.	امام کو لئے دینا
173.	عورت کی امامت
174.	امامت کے چند مسائل
177.	نمازِ نبوی: تکبیر اولی سے سلام تک
177.	گیارہ صحابہ کرام ؓ کی شہادت
178.	نماز کی نیت

181.....	تیام ●
183.....	عکبر اولی ●
184.....	سینے پر ہاتھ باندھنا ●
185.....	عورتوں اور مردوں کی ہیئت نماز میں کوئی فرق نہیں ●
185.....	سینے پر ہاتھ باندھنے کے بعد کی دعائیں ●
190.....	نماز اور سورہ فاتحہ ●
192.....	آمین کا مسئلہ ●
194.....	آدابِ تلاوت ●
196.....	نماز کی مسنون قراءت ●
197.....	سورہ اخلاص کی اہمیت ●
197.....	نماز جمعہ اور عیدین میں تلاوت ●
198.....	جمعہ کے دن نماز فجر میں تلاوت ●
198.....	نماز فجر میں تلاوت ●
200.....	عصر و ظہر کی نماز میں قراءت ●
202.....	نماز مغرب میں قراءت ●
202.....	نماز عشاء میں قراءت ●
203.....	مختلف آیات کا جواب ●
204.....	نماز میں شیطانی و سو سے کا علاج ●
205.....	نماز میں رونا ●
205.....	رفع الیدين ●

● رفع الیدین نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ	209.....
● رکوع کا بیان	214.....
● رکوع کی دعائیں	215.....
● اطمینان، نماز کا رکن ہے	217.....
● توئے کا بیان	219.....
● مسجدے کے احکام	224.....
● عورتیں بازوں پر بچھائیں	227.....
● سجدہ، قرب الہی کا باعث	228.....
● سجدہ جنت میں داخلے کا باعث ہے	229.....
● لہسا سجدہ کرنا	229.....
● کثرتِ تجوید، بہشت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا باعث	229.....
● سجدے کی دعائیں	231.....
● درمیانی جلسہ (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا)	234.....
● جلسے کی مسنون دعائیں	235.....
● دوسرا سجدہ	236.....
● جلسہ استراحت	236.....
● دوسری رکعت	237.....
● پہلا شہید	237.....
● مسئلہ رفع سباب	239.....
● آخری قعدہ (تشہد)	241.....

244.	دروڑ کے بعد کی دعائیں	●
246.	نماز کا اختتام	●
247.	چند مزید احکام	●
250.	سجدہ سہو کا بیان	●
250.	تین یا چار رکعات کے شک پر سجدہ	●
251.	قعدہ اولیٰ کے ترک پر سجدہ	●
252.	نماز سے فارغ ہو کر باشیں کر لینے کے بعد سجدہ	●
252.	چار کی جگہ پانچ رکعات پڑھنے پر سجدہ	●
255.	نماز کے بعد مسنون اذکار	●
255.	تنبیہ: دعائے رسول ﷺ میں اضافہ	●
261.	آیت الکرسی	●
263.	فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا	
269.	سنتوں کا بیان	●
269.	موکدہ سنتیں اور ان کی فضیلت	●
270.	رسول اللہ ﷺ سنتیں گھر میں پڑھتے تھے	●
270.	رموکدہ سنتیں	●
271.	مغرب سے پہلے دور کعتیں	●
271.	جماع کے بعد کی سنتیں	●
272.	فجر کی سنتوں کی فضیلت	●
272.	فجر کی سنتیں فرضیوں کے بعد پڑھنے کا جواز	●

273.....	نمازوں کی رکعات ●
275.....	تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر ●
275.....	فضیلت ●
276.....	نبی رحمت ﷺ کا شکر کرنے کا انداز ●
277.....	بنند سے بیدار ہونے کی دعائیں ●
281.....	تہجد کی دعائے استفاضہ ●
283.....	رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کی کیفیت ●
285.....	آپ ﷺ کی تین دعائیں ●
287.....	رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کا معمول ●
288.....	قیام اللیل کا طریقہ ●
290.....	پانچ، تین اور ایک وتر ●
290.....	تین وتروں کی قراءت ●
293.....	وتروں کے سلام کے بعد کی دعا ●
294.....	دعائے ثبوت ●
296.....	تبیہات ●
297.....	قوت نازلہ ●
298.....	قیام رمضان ●
299.....	رسول اللہ ﷺ نے تین راتیں باجماعت قیام رمضان کیا ●
300.....	رمضان میں تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے ●
301.....	قیام رمضان: گیارہ رکعات ●

302.....	● سحری اور نماز فجر کا درمیانی وقته
303.....	● نمازِ سفر
305.....	● قصر کی حد
306.....	● سفر میں اذان اور جماعت
306.....	● سفر میں دو نمازیں جمع کرنا
307.....	● سفر میں سنتیں معاف ہیں
308.....	● حضر میں دو نمازوں کا جمع کرنا
310.....	● نماز جمع
310.....	● جمع کے دن کی فضیلت
310.....	● جمع کی فضیلت
311.....	● جمع کے متفرق مسائل
316.....	● دوران خطبہ میں دور کتیں پڑھ کر بیٹھنا
317.....	● گرد نیں پھلا گلنے کی ممانعت
317.....	● جمع کے لیے پہلے آنے والوں کا ثواب
318.....	● خطبہ جمع کے مسائل
320.....	● ظہراً حتیاٹی بدعت ہے
320.....	● محض جمع کے دن روزہ رکھنا
320.....	● جمع کی اذان
322.....	● نماز عیدیں
322.....	● احکام و مسائل

324.	عورتوں کے لیے عیدگاہ میں آنے کا حکم	●
325.	عکبیرات عید کا وقت	●
327.	نماز عید کا طریقہ	●
328.	عید سے متعلقہ مسائل	●
331.	نماز کسوف: سورج اور چاند گرہن کی نماز	●
332.	سورج اور چاند گرہن کی نماز کا طریقہ	●
335.	نماز استقنا	●
340.	نماز اشراق	●
342.	نماز استخارہ کا بیان	●
344.	نماز تسبیح	●
348.	احکام الجناز	●
348.	بیمار پرستی	●
350.	عیادت کی دعائیں	●
355.	تجھیز و تکفین	●
355.	عالم نزع میں تلقین	●
356.	موت کی آرزو کرنا	●
356.	خود کشی سخت گناہ ہے	●
357.	میت کو یوسہ دینا	●
357.	میت کا غسل	●
358.	میت کا کفن	●

358.....	میت کا سوگ ●
359.....	میت پر رونا ●
362.....	تعزیت کے مسنون الفاظ ●
363.....	نماز جنازہ ●
364.....	جنازے میں سورہ فاتح ●
364.....	پہلی دعا ●
365.....	دوسرا دعا ●
366.....	تیسرا دعا ●
366.....	جنازے کے مسائل ●
368.....	غائبانہ نماز جنازہ ●
369.....	قبر پر نماز جنازہ ●
371.....	تدفین و زیارت ●
373.....	قبوں کو پختہ بنانے کی ممانعت ●
374.....	قبوں کی زیارت ●
375.....	زیارت قبور کی دعائیں ●
377.....	دیگر نمازیں ●
377.....	نماذ توبہ ●
377.....	لیلة القدر کے نوافل ●
377.....	پندرھویں شعبان کے نوافل ●
379.....	کلمہ اختتام ●

روزانہ بلا نامہ نمازِ پڑھنا ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرض لازم ہے۔ یہ فرض خیر و برکت کے بے شمار امکانات و مظہرات کا خزینہ ہے۔ نماز آخرت ہی کی کامیابی کی ضامن نہیں، یہ اس دنیا میں بھی مہذب زندگی کا ایسا عظیم الشان سلیقہ سکھاتی ہے جس کی نظر دنیا کے کسی اور نظام میں نہیں ملتی۔ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کا اعزاز، مسلمانوں کا روزانہ پڑھنا ہے اجتماع، قلم جماعت، اطاعت امیر، پابندی اوقات اور طہارت و نظافت کا جوڑ وح پرور نظارہ نماز میں دکھائی دیتا ہے، وہ روئے زمین کے کسی اور مذہب میں نظر نہیں آتا۔ نماز کی اس سے بڑھ کر اہمیت اور ضرورت کیا ہوگی کہ یہ مومن اور کافر کے درمیان خطِ امتیاز ہے۔ جس نے نماز ترک کی اُس نے کفر کیا۔ نماز فواحش و مکررات سے روکتی ہے۔ عزت و سرخودی کی ضامن ہے۔ رسالت آبَ اللہِ عَزَّلَهُ کی آنکھوں کی مختنڈک ہے۔ قرآن کریم نے بشارت دی ہے کہ جو اہل ایمان نمازوں میں اللہ کے حضور گزر گڑاتے ہیں، رب جلیل انھیں ضرور کامیاب فرماتا ہے۔ رسالت آبَ اللہِ عَزَّلَهُ کو نماز کی اہمیت و عظمت کا کس قدر زبردست احساس تھا؟ اس کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جاسکتا ہے کہ عین اُس وقت بھی جبکہ نزع کا عالم طاری تھا اور آپَ اللہِ عَزَّلَهُ اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے، آپَ اللہِ عَزَّلَهُ کی لسانِ مبارک پر یہی وصیت جاری تھی «الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ وَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ» نماز کی اسی فرضیت، اہمیت اور ابدی افادیت کے پیش نظر دارالسلام نے نماز کی تعلیم و تفہیم

کے لیے ایک جامع کتاب ”نماز نبوی“ شائع کی تھی۔ اس کتاب کی جان اور جواز یہ ہے کہ اس میں نماز کے احکام و تعلیمات، اصول و مبادیات اور جزئیات و تفصیلات کے ساتھ ٹھیک و بہی نماز سکھانے کی ملخصانہ کوشش کی گئی ہے جیسی نماز امام انسانیت حضرت محمد ﷺ پر ہا کرتے تھے۔ اب یہ کتاب دارالسلام لاہور کے خوش خصال مدیر عزیزی حافظ عبدالعزیزم اسد کی سمعی جمیل سے ضروری اصلاحات اور جدید اضافوں کے ساتھ نئی نئی دھنچ سے دوبارہ جلوہ گر ہو رہی ہے۔

اس کتاب کے مؤلف محترم ڈاکٹر شفیق الرحمن ہیں۔ ان کا اسلوب تحریر بڑا سادہ اور موثر ہے۔ اس کی تحقیق و تحریج علامہ ابوالاطا ہر حافظ زبیر علی زینی نے کی تھی۔ موصوف نے دوبارہ زحمت فرمائی اور نہایت باریک بینی سے اس کی ازرسن تحقیق و تحریج کی۔ بزرگ عالم دین حافظ صلاح الدین یوسف اور مولانا عبدالصمد رفیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح و تنتیح فرمائی۔ فاضل اجل مولانا عبدالولی خان نے اس کا حتمی جائزہ لیا، جا بجا جہاں ضرورت محسوس کی تصحیح و ترمیم فرمائی اور حسب ضرورت نہایت اہم مضامین بڑھا کر اس کتاب کی افادیت اور قدر و قیمت میں بدرجہ اضافہ کر دیا۔

نقاش کا نقش ثانی، نقش اول سے ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔ اب آپ جوں جوں اس جدید ایڈیشن کا مطالعہ فرمائیں گے اس کی اہمیت اور منفعت آپ پر روشن ہوتی چلی جائے گی۔ فہرست پر نظر ڈالیے۔ پہلی ہی نگاہ میں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کتاب ایسا کوزہ ہے جس کے 384 صفحات میں جزئیات سیمت نماز کے تمام اصول و مبادیات کا انحریف خارست آیا ہے۔ ہر صفحے کے مندرجات قرآن و سنت کے حوالوں سے مزین ہیں۔ ابتدائے نگارش ہی میں بتا دیا گیا ہے کہ اصل نماز وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھی اور صحابہ کرام کو سکھلانی۔ آپ ﷺ کو نماز سکھانے کا اس قدر اہتمام تھا کہ ایک موقع پر آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر

عملانماز پڑھ کر دکھائی تاکہ صحابہ کرام اداۓ نماز کا ہر جو اچھی طرح دیکھ لیں اور ہمیشہ کے لیے اپنے عمل میں محفوظ کر لیں۔

نماز کے لیے خوب پاک صاف ہو کر اچھے اور پاکیزہ لباس میں ملبوس ہونا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے پیش نظر کتاب میں احکامِ طہارت بڑی وضاحت سے بتائے گئے ہیں۔ خواتین کے لیے مخصوص ایام کی مناسبت سے حصولِ طہارت کی علیحدہ تشریع کی گئی ہے۔ نجاست آسود کپڑے پاک کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ غسلِ جنابت کے احکام، وضو اور تیمّ کے طریقے دلشیں انداز میں سمجھائے گئے ہیں۔

مسجد کے ادب اور فضیلت کے باب میں نہایت ضروری باتیں بتائی گئی ہیں۔ تحفیۃ المسجد کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اوقاتِ نماز کی صراحت کی گئی ہے، اذان و اقامۃ کے احکام بتائے گئے ہیں۔ باجماعت نماز کے فضائل و فیوض کھول کھول کر سمجھائے گئے ہیں۔ صفائی بندی کی اہمیت جتنی گئی ہے۔ محترم خواتین مسجد میں آئیں تو کون کون سے اختیاطی لوازم ملحوظ رکھیں؟ یہ بات خوب روشن کر دی گئی ہے۔ ائمہ کرام کے فرائض اُجَارَگَر کیے گئے ہیں۔ نماز میں اعدال کی شان بتائی گئی ہے۔ طویل نماز پڑھانے پر رسول اللہ ﷺ کا رد عمل بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ تکبیر اولیٰ کی اہمیت اور سکون و وقار ملحوظ رکھنے کی ضرورت عیاں کی گئی ہے۔ نماز سفر، نمازِ جمعہ اور نمازِ عیدین کے احکام و آداب الگ الگ عنوانات کے تحت درج کیے گئے ہیں۔ نمازِ توبہ، نوافلِ لیلة القدر، نماز استقاء، نماز اشراق، نماز استخارہ اور نماز جنازہ کی خداؤگانہ تعلیمات اور طریقے ضمی عنواؤں میں نمایاں کیے گئے ہیں۔

موت ایک ناقابل تغیر حقیقت ہے۔ اس سے پہلے کہ فرقہ اجل آپنیچے، جلد از جلد بارگاہِ ربائی میں جھک جائیے۔ اس مقدس کتاب کے مطالعے کو روزمرہ کا معمول بنائیے۔ نہایت اہتمام سے تکبیر اولیٰ کے دوام کے ساتھ نماز پڑھیے۔ اس طرح آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے

صحیفہ خوشنودی میں درج ہو جائے گا اور آپ صحیح معنوں میں 'احسن تقویم' قرار پائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اس کتاب کی مقدس تعلیمات ہر مسلمان بہن اور بھائی کے ذہن اور زندگی میں ہمیشہ بیدار اور تازہ کار رہیں اور فوز و فلاح کے برگ و بارلا کیں۔

یہ کتاب دارالسلام کے شعبہ فقہ و متفرقات کی نگرانی میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اس شعبے کے سربراہ حافظ محمد ندیم اور ان کے معاونین مولانا نامیر احمد رسول پوری، مولانا مشتاق احمد اور کپوزنگ سیکشن کے محمد رمضان شاد، خرم شہزاد اور حافظ عبدالماجد کو اپنی رحمتوں سے نوازے!

خادم کتاب و سنت

عبدالمالك مجاهد

نجنگ ڈائریکٹر دارالسلام الریاض، لاہور

اگست 2008ء



ابتدائیہ

تمام ترحم و شنا اس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندوں پر نماز فرض کی، اسے قائم کرنے اور اچھے طریقے سے ادا کرنے کا حکم دیا، اس کی قبولیت کو خشوع و خضوع پر موقوف فرمایا، اسے ایمان اور کفر کے درمیان امتیاز کی علامت اور بے حیائی اور برے کاموں سے روکنے کا ذریعہ بنایا۔ اللہ کی حمد و شنا کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام ہو، جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاطب کرتے ہوئے فرمایا:

(وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ رَبُّكُمْ)

”اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (قرآن) اتنا را ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کے لیے نازل کیا گیا ہے آپ اس کی توضیح و تشریع کر دیں۔“^①
 چنانچہ آپ اللہ کے حکم کی تعمیل میں کمر بستہ ہو گئے اور جو شریعت آپ پر نازل ہوئی، آپ نے اسے پوری وضاحت کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کر دیا، تاہم نماز کی اہمیت کے پیش نظر اسے نسبتاً زیادہ واضح شکل میں پیش کیا اور اپنے قول و عمل سے اس کا عام پر چار کیا یہاں تک کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے منبر پر نماز کی امامت فرمائی، قیام اور کوع منبر پر کیا، نیچے اتر کر سجدہ کیا، پھر منبر پر چڑھ گئے اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا:

«إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتُمُوا بِي وَلِتَعْلَمُوا صَلَاتِي»

”میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے کہ تم نماز ادا کرنے میں میری اقتداء کر سکو اور میری

. ① النحل 44:16

نماز کی کیفیت معلوم کر سکو،^①

نیز اس سے بھی زیادہ زور دار الفاظ میں اپنی اقتدا کو واجب قرار دینے کے لیے فرمایا:

«صلُوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصْلِي»

”تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو،“^②

مزید فرمایا:

«خَمْسُ صَلَواتٍ افْتَرَضْهُنَّ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَالَهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَعْفُرَ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَئِسَ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ»

”اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو شخص ان کے لیے اچھی طرح وضو کرے، انہیں وقت پر ادا کرے اور ان میں مکمل صحیح رکوع کرے اور خشوع کا اہتمام کرے تو اس انسان کا اللہ پر ذمہ ہے کہ اسے معاف کر دے اور جو شخص ان باтолوں کو ملحوظ نہ رکھے گا اس کا اللہ پر کوئی ذمہ نہیں ہے، چاہے تو اسے معاف کرے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔“^③

نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام کے ساتھ اہل بیت اور صحابہؓ کرام ﷺ پر بھی درود وسلام ہو، جو کیکوار اور پرہیز گار تھے۔ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی عبادت، نماز، اقوال اور افعال کو نقل کر کے امت تک پہنچایا اور صرف آپ کے اقوال، افعال اور تقریات کو دین اور قبل اطاعت قرار دیا، نیز ان نیک انسانوں پر بھی درود وسلام ہو جو ان کے نقش قدم پر چلتے رہے

① صحيح البخاري، الجمعة، باب الخطبة على المنبر، حديث: 917، وصحيح مسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة.....، حديث: 544. ② صحيح البخاري، الأذان، باب الأذان للمسافرين.....، حديث: 631. ③ [صحيف] سنن أبي داود، الصلاة، باب في المحافظة على الصلوات، حديث: 425، وسنده صحيح.

اور چلتے رہیں گے۔

اما بعد! اسلام میں نماز کا اہم مرتبہ ہے اور جو شخص اسے قائم کرتا ہے اور اس کی ادائیگی میں کوتائی نہیں کرتا وہ اجر و ثواب اور فضیلت و اکرام کا مستحق ہوتا ہے۔ پھر اجر و ثواب میں کمی بیشی کا معیار یہ ہے کہ جس قدر کسی انسان کی نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز کے زیادہ قریب ہوگی وہ اسی قدر زیادہ اجر و ثواب کا حقدار ہوگا اور جس قدر اس کی نماز نبی کریم ﷺ کی نماز سے مختلف ہوگی اسی قدر کم اجر و ثواب حاصل کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْعَبْدَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتٍ يَهُ تُسْعَهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبْعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا»

”بے شک بندہ نماز ادا کرتا ہے لیکن اس کے نامہ اعمال میں اس (نماز) کا دسوال،
نوال، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا یا نصف حصہ لکھا جاتا ہے۔“^①

شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ہمارے لیے رسول اکرم ﷺ کی مانند نماز ادا کرنا اس وقت ممکن ہے جب ہمیں تفصیل کے ساتھ آپ کی نماز کی کیفیت معلوم ہو اور ہمیں نماز کے واجبات، آداب، ہیئت اور ادعیہ و اذکار کا علم ہو، پھر اس کے مطابق نماز ادا کرنے کی کوشش بھی کریں تو ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ پھر ہماری نماز بھی اسی نوعیت کی ہوگی جو بے حیائی اور منکر با توں سے روکتی ہے اور ہمارے نامہ اعمال میں وہ اجر و ثواب لکھا جائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔“^②

تفصیلیہ: عرض ہے کہ واجبات و آداب وغیرہ کا علم ہونا ضروری نہیں بلکہ صرف یہی کافی ہے کہ خود تحقیق کر کے یا کسی متعدد اور صحیح العقیدہ عالم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا علم حاصل کیا جائے اور پھر سنت کے مطابق نماز پڑھی جائے۔

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب ماجاء في نقصان الصلاة، حدیث: 796، بعد
الحدیث: 789. ② صفة صلاة النبي ﷺ، ص: 36، مطبوعة مکتبۃ المعارف.

ابتداء

یہاں یہ ذکر کرنا بھی انہائی ضروری ہے کہ تو حید تمام اعمال صالحی کی اصل ہے۔ اگر تو حید نہیں تو تمام اعمال بے کار، لغو اور بے سود ہیں۔ تو حید نہیں تو ایمان نہیں۔ تو حید اور شرک ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ تو حید کے بغیر نجات نہیں اور شرک کی موجودگی میں نجات ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكُ بِاللَّهِ فَقَدْ أَفْتَرَ إِنَّمَا عَظِيمًا ۝)

”بے شک اللہ شرک نہیں بخشنے گا اور اس کے علاوہ جس گناہ کو جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔“^①
نیز فرمایا:

(الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْمِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْشَدُونَ ۝)

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے ملوٹ نہیں کیا تو ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“^②
آیت بالامیں ظلم سے مراد شرک ہے۔^③
اس سے ثابت ہوا کہ بعض لوگ ایمان لانے کے بعد بھی شرک کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:

(وَمَا يُؤْمِنُ الظَّاهِرُهُ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُنَّ مُشْرِكُوْنَ ۝)

① النساء: 48: ② الأنعام: 6: 82: ③ صحيح البخاري، التفسير، سورة الأنعام، باب: **(وَلَمْ يَلْمِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ)** (الأنعام: 6: 82) حدیث: 4629 و 4776، والإيمان، باب ظلم دون ظلم، حدیث: 32، وصحیح مسلم، الإيمان، باب صدق الإيمان وإخلاصه، حدیث: 124.

”اور بہت سے لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔“^①

لہذا نماز کی قبولیت کے لیے شرط اول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات میں یکتا مانا جائے اور تسلیم کیا جائے کہ اللہ کی نہ یوبی ہے اور نہ ہی اولاد۔ کوئی اللہ کے نور کا عکسرا نور من نور اللہ نہیں۔ اللہ کا کسی انسان میں اتر آنے کا عقیدہ، حلول، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کھلا شرک ہے۔ یہ بھی مانا جائے کہ کائنات کے تمام امور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ عزت و ذلت اسی کے پاس ہے۔ ہر یہی و بد کا وہی مشکل کشا اور حاجت روایہ۔

نفع و نقصان کا مالک بھی وہی ہے اور اللہ کے مقابلے میں کسی کو ذرا سا بھی اختیار نہیں۔ ہر چیز پر اسی کی حکومت ہے اور کوئی اللہ کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کے علاوہ ہر چیز کو فنا ہے۔ یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کا طریقہ، یعنی دین نازل کرے کیونکہ حلال و حرام کا تعین کرنا اور دین سازی اسی کا حق ہے اور حقیقی اطاعت صرف اللہ کے لیے ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دین، محمد ﷺ کے ذریعے سے ہمارے پاس بیجتا، لہذا آج اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ وہ احکام ہیں جو محمد ﷺ نے صحابہ کرام ؓ نے اور ان کے ذریعے سے پوری امت تک پہنچائے۔ اور انہے حدیث (ﷺ) نے کتب احادیث میں اس طریقے کو جمع کر دیا۔

کتاب و سنت کی بجائے کسی مرشد، پیر یا امام کے نام پر فرقہ بندی کی اسلام میں کوئی اجازت نہیں ہے اور کسی پارلیمنٹ کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کے تمام معاملات پر مشتمل ایسے تقریریاتی، مالیاتی، سیاسی، اقتصادی، سماجی اور بین الاقوامی قوانین

. 106:12 یوسف

بنائے جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے خلاف ہوں۔ نماز کی ادائیگی سے قبل مذکورہ تمام عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے۔^①

احمد لله اس کتاب کی ترتیب میں کوشش کی گئی ہے کہ احادیث صحیح سے مدلی جائے۔ اس سلسلے میں ”القول المقبول في تحریج صلاة الرسول“^② سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور جن دوستوں نے اس کتاب کی ترتیب و تزئین میں تعاون کیا ہے ان تمام معاونین کی اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ خصوصاً مولانا عبدالرشید صاحب (ناظم ادارہ علوم اسلامیہ، مکن آباد، جھنگ) کو اللہ تعالیٰ جزاً خیر دے جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر پوری کتاب کا مطالعہ کیا اور بعض مقامات پر اصلاح فرمائی۔ آمین!

میں دارالسلام پبلیشرز کے ذمہ داران خصوصاً برادرم حافظ عبدالعظیم اسد مینجنگ ڈائریکٹر لاہور کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے خصوصی دلچسپی لے کر اس کتاب کی تصحیح و تنقیح میں کوئی دقیقت فروغ کرنا شروع کیا اور نہایت محبت سے اس کتاب کی شایان شان اشاعت کا اہتمام کیا۔

سید شفیق الرحمن

① کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں کسی عمل کی قبولیت کا انحصار بالترتیب تین چیزوں پر ہے: ① عقیدے کی درستی ② نیت کی درستی ③ عمل کی درستی۔ ان میں سے کسی ایک میں خلل واقع ہونے سے سارا عمل مردود ہو جاتا ہے۔ اور یاد رہے کہ کتاب اللہ، سنت ثابتہ، محلہ کرام صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجموعی طرز عمل اور اجماع امت ہی وہ کسوئی ہے جس پر کسی عقیدے یا عمل کی صحت کو پرکھا جاسکتا ہے۔ (ع، ر)

② یہ کتاب مولانا عبدالرؤف سندو فضل مدینہ یونیورسٹی کی تالیف ہے اور مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی رَبِّكُمْ کی کتاب ”صلوٰۃ الرسول ﷺ“ میں مذکور احادیث و آثار کی تحقیق و تجزیع پر مشتمل ہے۔



مقدمة التحقیق
(جدید ایڈیشن)

قارئین کرام!

نماز، دین کا انتہائی اہم رکن ہے۔ اس کی فرضیت قرآن مجید اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ تمام مسلمانوں کا نماز کے فرض عین ہونے پر اجماع ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا:

«فَأَعْلَمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةً»

”پھر انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا اور انھیں حکم دیا:

«صَلُوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصَلِّي»

”تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔“^②

نماز کی اسی اہمیت کے پیش نظر بہت سے ائمہ مسلمین نے نماز کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں، مثلاً: ابویسم فضل بن دکین رضی اللہ عنہ (متوفی 218ھ) کی ”کتاب الصلاۃ“ وغیرہ۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں بھی اردو اور علاقائی زبانوں میں متعدد کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر کتابیں اکاذیب، موضوع احادیث، ضعیف و مردود روایات،

^① صحيح البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة، حديث: 1395. ^② صحيح البخاري، الأذان، باب الأذان للمسافرين، حديث: 631.

~~~~~ مقدمة التحقیق ~~~~

- تضادات اور علمی مغالطوں پر مشتمل ہیں، مثلاً:
- ”الدلائل السنیۃ فی إثبات الصلاۃ السنیۃ“ تصنیف: محمد امان اللہ ابو بکر محمد کریم اللہ۔
  - ”رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز“ تصنیف: مفتی جمیل احمد نذیری۔
  - ”دیسغمبر خدا ﷺ مونخ“ (پشتو) تصنیف: ابو یوسف محمد ولی درویش۔
  - ”نماز مدل“ تصنیف: فیض احمد گکروی ملتانی۔
  - ”نماز پیغمبر“ تصنیف: محمد الیاس فیصل۔
  - ”نماز مسنون کلاں“ تصنیف: صوفی عبد الحمید سواتی۔
  - ”نبوی نماز مدل“ پہلا حصہ (سندهی) تصنیف: علی محمد حقانی۔
- گویہ محصر مقدمہ تفصیلی بحث کا متحمل نہیں ہے، تاہم بطور نمونہ مذکورہ بالاقاصل کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

اکاذیب

- ”الدلائل السنیۃ“ میں ہے:  
 ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : إِعْتَمُوا تَرْزُدَادُوا حِلْمًا“ رواہ أبو داود، والبیهقی والبزار، والطبرانی (ص: 65, 64).
- ”ابن عباس رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عما مہ باندھا کرو (اس سے) حلم بڑھے گا۔“ (ابو داود، بیهقی، بزار، طبرانی) الدلائل السنیۃ اردو نسخہ، ص: 45)
- حالانکہ اس روایت کا سترن ابو داود میں کوئی وجود نہیں ہے بلکہ صحاح ستہ کی کسی کتاب میں بھی یہ روایت نہیں ہے۔ غیر صحاح ستہ میں بھی یہ سخت ضعیف سندوں سے مردی ہے۔
- اسی طرح صاحب کتاب نے ایک اور موضوع روایت کو ترمذی اور ابو داود کی طرف منسوب کر کے اس کی تحسین امام ترمذی سے اور صحیح امام ابن حزم سے نقل کی ہے۔ (دیکھیے

الدلائل السنیة (عربی)، ص: 132، 131. اردو، ص: 74.

حالانکہ یہ روایت بھی جامع ترمذی اور سنن ابو داود میں موجود نہیں ہے اور اسے امام ترمذی نے حسن کہا ہے نہ ابن حزم نے صحیح، البتہ یہ روایت امام ابن جوزی کی کتاب "الموضوعات" (جهوٹی حدیثوں کا مجموع) میں ضرور پائی جاتی ہے۔<sup>①</sup>

● ام المؤمنین عائشہؓ کی صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے کہ نبیؐ اکرمؐ رمضان اور غیر رمضان میں (رات کو) گیارہ رکعات پڑھتے تھے، پہلے چار پڑھتے، پھر چار پڑھتے، پھر تین پڑھتے..... اخ<sup>②</sup>

اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی جیل احمد نڈیری صاحب فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں ایک سلام سے چار چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو دور رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔"<sup>③</sup>

حالانکہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں "ایک سلام سے" کے الفاظ قطعاً نہیں ہیں۔ بلکہ صحیح مسلم میں ام المؤمنین عائشہؓ کی روایت درج ذیل الفاظ کے ساتھ مردی ہے:

«يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلَّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوَتِرُ بِوَاِحْدَةٍ»

"آپ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔"<sup>④</sup>

● شرح معانی الآثار (1/129)، ایک نسخے کے مطابق، ص: 151، ایک اور نسخے کے مطابق، ص: 219) اور نصب الرایہ (2/12) میں ابن عمر، زید بن ثابت اور جابرؓ سے ایک حدیث مردی ہے جبکہ جناب فیض احمد گروی صاحب اسے سیدنا عمرؓ کی طرف منسوب

① دیکھیے الموضوعات: 96/2. ② صحيح البخاری، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، حدیث: 2013.

③ رسولؐ کا طریقہ نماز، ص: 296.

④ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد رکعات النبیؐ، حدیث: 736.

کرتے ہیں۔<sup>①</sup>

## ر موضع احادیث (من گھڑت روایتیں)

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں فائد بن عبدالرحمن أبوالورقاء عن عبد اللہ بن أبي أوفی کی سند سے «صلاتۃ الحاجۃ» والی حدیث مردی ہے۔<sup>②</sup>

اسے ابوالقاسم رفیق دلاؤری نے "عماد الدین" (ص: 440, 439) بحوالہ جامع ترمذی و قال: حدیث غریب، میں نقل کیا ہے۔ حالانکہ فائد مذکور کے بارے میں امام ابو حاتم رازی (متوفی 277ھ) فرماتے ہیں:

«وَأَحَادِيثُهُ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى بَوَاطِيلٌ»

”اور اس کی سیدنا ابن ابی اوفری رض سے روایت کردہ احادیث باطل ہیں۔“<sup>③</sup>  
حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں:

『یَزِوْیِ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَیِ أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً』

”وہ سیدنا ابن ابی اوفری رض (کے حوالے) سے موضوع روایات بیان کرتا تھا۔“<sup>④</sup>  
محمد زکریا صاحب کے ”تبیغی نصاب“ میں بھی فائد مذکور کو ”متروک“ لکھا گیا ہے۔<sup>⑤</sup>  
محمدث ابن جوزی نے فائد کی یہ روایت اپنی کتاب ”الموضوعات“: 2/140 میں ذکر کی ہے۔

① ثماز مدل، ص: 91۔ ② جامع الترمذی، الوتر، باب ما جاء في صلاتۃ الحاجۃ، حدیث: 479، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ما جاء في صلاتۃ الحاجۃ، حدیث: 1384۔ ③ تهذیب التهذیب: 8/229, 230، وكتاب الجرح والتعديل: 7/84۔ ④ المدخل إلى الصحيح ص: 184 - 55، وتهذیب التهذیب: 8/230۔ ⑤ تبیغی نصاب، ص: 599، وفضائل ذکر، ص: 121، حدیث: 35۔

● سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک موضوع روایت کا تذکرہ ص: 10 پر گز رچکا ہے۔ متعدد مصنفین نے یہ روایت بطور استدلال ذکر کی ہے، مثلاً: ابو یوسف درویش نے ”دیسغمبر خدا ﷺ مونخ“ (پتو، ص: 293) میں، فیض احمد گکروی نے ”نماز مل“ (ص: 131) میں اور صوفی عبدالحیمد سواتی نے ”نماز مسنون کلام“ (ص: 343) میں۔

درویش صاحب نے اس روایت کے مرکزی راوی محمد بن جابر کا دفاع کرنے کی کوشش

کی ہے اور خود اپنی اسی کتاب میں ص: 52 پر لکھا ہے:<sup>①</sup>

اس حدیث میں مرکزی راوی محمد بن جابر ہے اور اسے یہ سب ضعیف کہتے ہیں۔

● مسعود احمد بن ایس سی نے اپنی کتاب ”صلاتُ الْمُسْلِمِينَ“ کے بارے میں یہ بلند و بالادعویٰ کر رکھا ہے کہ ”اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی۔“

حالانکہ اسی کتاب کے صفحہ: 305 تا صفحہ: 307 پر مصنف عبد الرزاق: 116 سے ”معمر عن عمرو عن الحسن“ کی سند سے ایک اثر نقل کر کے لکھا ہے: ”سنده صحيح“ یعنی اس کی سند صحیح ہے۔ عمرو سے مراد، ابن عبید ہے۔ (ویکیپیڈیا مصنف عبد الرزاق: 11/83، حدیث: 19985)۔ تہذیب الکمال وغیرہ میں یہ صراحت ہے کہ امام حسن بصری کا شاگرد، عمرو بن عبید معتزلی تھا۔ اس شخص کے بارے میں امام ایوب سختیانی وغیرہ نے کہا: ”یَكْذِبُ“ یعنی ”جھوٹ بولتا ہے۔“ امام حمید الطویل نے کہا: ”کَانَ يَكْذِبُ عَلَى الْحَسَنِ“ ”وَ حَسَنُ (بصری) پر جھوٹ بولتا تھا۔“ بلکہ امام یحییٰ بن معین نے گواہی دی:

”کَانَ عَمْرُو بْنُ عَبَيْدٍ رَجُلًا سُوءً مِنَ الدَّهْرِيَّةِ“

”عمرو بن عبید گند آدمی تھا (اور) دہریوں میں سے تھا۔“<sup>②</sup>

① بہ ہفہ حدیث کتب محدث بن جابر راوی دے، او دہ تہ دونی ہوں ضعیف وائی۔

② تہذیب الکمال: 276/14

ایسے دہریہ کذاب کی روایت کو «سننہ صحیح» کہنا بہت بڑی جرأت اور جو صلے کی بات ہے۔ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

● متدرک حاکم: 2/563، 563/2 میں صحیح مسلم کے ایک راوی (اسماعیل بن عبد الرحمن بن أبي کریمہ السُّدَّی) کی ایک روایت ہے جسے امام حاکم اور حافظ ذہبی دونوں صحیح مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیتے ہیں۔ متدرک کی اسی جلد میں (ص: 258-260 پر) السُّدَّی کے ساتھ اسماعیل بن عبد الرحمن (اس کے نام) کی صراحت ہے۔ مسعود صاحب اس سنن کے بارے میں لکھتے ہیں:

”سنن میں السُّدَّی کذاب ہے۔“<sup>①</sup> حالانکہ اسماعیل بن عبد الرحمن السُّدَّی صحیح مسلم کا راوی اور ”حسن الحدیث“ ہے۔<sup>②</sup> اس پر امام ابو حاتم وغیرہ کی معمولی جرح مردود ہے۔ اسے کسی محدث نے کذاب نہیں کہا، البتہ جوز جانی (ناصی) نے محمد بن مروان السُّدَّی کو ”کذاب شتم“ لکھا ہے۔ جو غلطی سے اسماعیل مذکور کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ اب ان عدی (جو مختلف راویوں کی بابت جوز جانی کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں) نے اسماعیل مذکور کے ترجمہ میں جوز جانی کا یقین کرنے کیا۔ یہ ہے مسعود صاحب کا مبلغ علم کہ وہ موضوع کو صحیح اور صحیح کو موضوع گردانے ہیں! اور پھر وہ اپنی زندگی میں عام مسلمانوں کی تکفیر پر بھی کبرستہ رہے!

### ضعیف روایات

ان کتب میں بے شمار ایسی روایات موجود ہیں جن کے ضعیف و مردود ہونے پراتفاق ہے، مثلاً: یزید بن ابی زیاد کی ترک رفع یہین والی روایت۔ دیکھیے ”نبوی نماز (سنہ گھی)“ ص: 355 ”دِیْغَمْبَرُ خَدَّاَ مُونَحٌ“ ص: 294 اور ”نماز مدل“ ص: 131، 130 وغیرہ۔

<sup>①</sup> تاریخ اسلام و المسلمين مطول: 1/95، حاشیہ: 8، طبع دوم۔ <sup>②</sup> الكاشف للذهبي: 1/79

## مقدمہ تحقیق

ان کے علاوہ درج ذیل کتابوں میں بھی ضعیف روایات موجود ہیں: ”صفة صلاة النبي ﷺ“، ص: 135، ”دیکھیے القول المقبول فی تخریج صلاة الرسول“، ص: 440، حدیث: 382) ”صلاۃ النبی ﷺ“ از خالد گرجا کھنی، ص: 243، 342 اور ”صلاۃ الرسول ﷺ“، ص: 214 (دیکھیے القول المقبول، حدیث: 310) وغیرہ۔

### رتاقضات

علی محمد حقانی دیوبندی اپنی ایک پسندیدہ روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ”یزید بن ابی زیاد کوئی پر بعض محدثین<sup>①</sup> نے کلام کیا ہے مگر وہ ثقہ ہے۔“ (نبوی نمازوں، سندی پا گو بھریوں، ص: 355)

اور جب یہی یزید بن ابی زیاد ”مخالفین“ کی حدیث (مسح علی الجورین میں آ جاتا ہے تو ”حقانی“ صاحب فرماتے ہیں: ”زیلیعی فرماتے ہیں کہ<sup>②</sup> اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ ضعیف ہے۔“ (نبوی نمازوں، ص: 165)

کیا انصاف اسی کا نام ہے!

محمد شام شیخ ناصر الدین البانی رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب سہو ہوا ہے، انہوں نے ”صفة صلاۃ النبی ﷺ“ (ص: 80) میں ایک ضعیف اور غیر صریح روایت کی بنا پر جھری نمازوں میں قراءت فاتحہ کو منسوخ قرار دیا ہے، حالانکہ ان کی مستدل روایت کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جھری وسری دونوں نمازوں میں مقتدى کا سورہ فاتحہ پڑھنا ثابت ہے۔<sup>③</sup>

<sup>①</sup> یزید بن ابی زیاد کوفیٰ تی توڑی جو بعض محدثین کلام کیو آهي مگر اهو ثقة آهي.

<sup>②</sup> زیلیعی فرمائندو آهي ته هن جی سند یزید بن ابی زیاد آهي ؟ اهو ضعیف آهي.

<sup>③</sup> دیکھیے: صحیح مسلم، الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحة فی کل رکعة.....، حدیث: 395، وصحیح ابی عوانة: 2/128، وسندہ صحیح.

محضر یہ کہ نماز کے موضوع پر اردو اور دیگر زبانوں کی اکثر کتب پر انداختہ اعتماد صحیح نہیں ہے بلکہ ایسی متعدد کتابوں نے عوام کو شکوہ و شہابات میں بیٹلا کر رکھا ہے۔ ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب نے عوام و خواص کے لیے عام فہم اردو میں ”نماز نبوی“ کے نام سے کتاب مرتب کی ہے۔ جس میں انہوں نے کوشش کی ہے کہ کوئی ضعیف حدیث شامل نہ ہونے پائے۔ راقم نے بھی تحقیق و تخریج کے دوران میں اس بات کی بھرپور سی کی ہے کہ اس میں صرف مقبول احادیث کو لایا جائے اب ماشاء اللہ جدید ایڈیشن میں تحقیق و تخریج کی نظر ثانی کی گئی ہے، لہذا اوثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اس میں کوئی ضعیف روایت نہیں ہے۔ لیکن چونکہ انسان غلطی اور خطأ کا پتلا ہے، لہذا اہل علم سے درخواست ہے کہ اگر کسی حدیث کی علت پر مطلع ہوں تو راقم کو آگاہ کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تلافی کی جاسکے۔

یہ انہتائی مسرت کی بات ہے کہ کتاب و سنت کی نشر و اشاعت کے معروف عالمی ادارے ”دارالسلام“ کو اسے جدید ترین اور اعلیٰ ترین انداز میں شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سلسلے میں جناب مولانا عبدالمالک مجاهد ڈاکٹر دارالسلام، حافظ عبد العظیم اسد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر وابستگان دارالسلام کی گروں قدر مساعی قبول فرمائے اور اسے لیے بھی تو شے آ خرت ہنائے۔ آمین!

ابو طاہر حافظ زیر علیہ السلام

(اگست 2008ء)

کتاب ہذا کے حواشی میں ”ع۔ و۔“ سے دارالسلام لاہور کے سینئر ریسرچ سکالر ز مولانا مفتی عبدالولی خان اور ”ع۔ ر۔“ سے مولانا عبد الصمد رفیقی مراد ہیں۔



## کتاب و سنت کی اتباع کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**(الْيَوْمَ أَكْلَمْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَّمَتُ عَلَيْكُمْ فَضْلَقِي وَرَفَعْتُ لَكُمْ  
الْإِسْلَامَ دِينَنَا)**

”(اے مسلمانو! ) آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی  
نعمت پوری کر دی ہے، اور تمھارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا ہے۔“<sup>①</sup>  
یہ آیت 9 ذوالحجہ 10 ہجری کو میدان عرفات میں نازل ہوئی۔ اس کے نازل ہونے کے  
تین ماہ بعد رسول اللہ ﷺ یہ کامل اور مکمل دین امت کو سونپ کر رفیق اعلیٰ سے جاملے اور  
امت کو یہ دیست فرمائے:

『تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرِيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا إِكْتَابَ اللهِ وَسُنْنَةَ  
نَبِيِّهِ』

”میں تمھارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم انھیں مضبوطی  
سے پکڑے رہو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی اکرم  
(ﷺ) کی سنت۔“<sup>②</sup>

① المآئدة: 3:5. ② [حسن] السنن الکبریٰ للبیهقی، آداب القاضی، باب ما یقضی به  
القاضی و یفتی به المفتی: 10/114، حدیث: 20337، الموطأ للإمام مالک، القدر، باب  
النهی عن القول بالقدر، حدیث: 1708. یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

~~~~~ کتاب و سنت کی ابتداء کا حکم ~~~~

معلوم ہوا کہ اسلام، کتاب و سنت میں محدود ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ و فتویٰ صرف وہی صحیح اور قابل عمل ہے جو قرآن و حدیث سے مل ہو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

«كُلُّ أَمْتَى يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ : مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى»

”میری تمام امت جنت میں داخل ہو گئی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔“ لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! انکار کرنے والا کون ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔“^①

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور موثر تصحیح فرمائی۔ وعظ سن کر ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل دال گئے۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ وعظ تو ایسا ہے جیسے کسی رخصت کرنے والے کا ہوتا ہے، اس لیے ہمیں خاص وصیت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تحسین وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور (اپنے امیر کی جائز بات) سنبھالنا اور ماننا اگرچہ (تمہارا امیر) جیشی غلام ہی ہو۔ میرے بعد جو تم میں سے زندہ رہے گا، وہ سخت اختلاف دیکھے گا۔ اس وقت تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا طریقہ لازم پکڑنا، اسے ڈائرھوں سے مضبوط پکڑنے کے اندر (دین کے اندر) نئے نئے کاموں (اور طور طریقوں) سے پہنچنے کیونکہ (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“^②

^① صحیح البخاری، الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، حدیث: 7280. ^② [صحیح] سنن أبي داود، السنة، باب في لزوم السنة، حدیث: 4607، وسننه صحيح، وجامع الترمذی،

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر بدعت گرا ہی ہے۔ کوئی بدعت حسنہ نہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ نے شفہا فرماتے ہیں: ”ہر بدعت گرا ہی ہے، خواہ لوگ اسے اچھا سمجھیں۔“^①

ر حدیث کے معاملے میں چھان بین اور احتیاط

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَشْكُرُونَ﴾ ۝

”اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن مجید) نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے بیان کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔“^②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا! إِنِّي أُوْتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ»

”یاد رکھو! مجھے قرآن مجید اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز (حدیث) دی گئی ہے۔“^③

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو فرض کیا ہے، اسی طرح اپنے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت بھی فرض قرار دی ہے۔ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ ۝

”اے اہل ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اور (اس اطاعت سے ہٹ کر) اپنے اعمال باطل نہ کرو۔“^④

”العلم، باب ماجاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، حدیث: 2676. امام ترمذی نے اسے سن صحیح کہا ہے۔ ① السنۃ لمحمد بن نصر المروزی، ص: 82 و سندہ صحیح. ② النحل 44:16. ③ [صحیح] سنن أبي داود ، السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، حدیث: 4604، و سندہ صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 97 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ محمد 47:33.

~~~~~ کتاب و سنت کی ایجاد کا حکم ~~~~

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی طرح حدیث نبوی بھی شرعی دلیل اور جلت ہے مگر حدیث سے دلیل لینے سے قبل اس بات کا علم ضروری ہے کہ آیا وہ حدیث، رسول اللہ ﷺ سے ثابت بھی ہے یا نہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَكُونُ فِي أَخْرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ  
بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آباؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا  
يَقْتُلُونَكُمْ»

”آخر زمانے میں دجال اور کذاب ہوں گے، وہ تمھیں ایسی ایسی احادیث سنائیں گے جنھیں تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نہیں سنा ہوگا، لہذا ان سے اپنے آپ کو بچانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمھیں گمراہ کر دیں اور فتنے میں ڈال دیں۔“<sup>①</sup>

مزید فرمایا:

«مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلَيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»  
”جو شخص مجھ پر عمدًا اجھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے۔“<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كَفَىٰ بِالْمَرءِ كَذِبَاً أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ»

”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سُنی سنائی بات بیان کر دے۔“<sup>③</sup>  
ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ سے ایسی کوئی

① صحیح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الروایة عن الضعفاء والاحتیاط في تحملها، حدیث: 7. ② صحیح البخاری، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، حدیث: 107، 108 و 110. ③ صحیح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ماسمع، حدیث: 5، ترقیم دارالسلام.

حدیث بیان کی جسے وہ جانتا ہے کہ جھوٹ ہے تو شخص جھوٹوں میں سے ایک ہے۔“ اس حدیث کے بارے میں امام ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اسے سلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو آدمی بھی نبی اکرم ﷺ سے ایسی حدیث بیان کرتا ہے جس کے بارے میں اُسے شک ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا صحیح نہیں تو یہ شخص جھوٹوں میں سے ایک ہے۔“<sup>①</sup>

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت ہے کہ وہ حدیث بیان کرنے میں انتہائی احتیاط برتبتے تھے۔

حافظ ابن عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے سے محض اس لیے گریز کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حدیث بیان کرنے میں غلطی، زیادتی یا کمی ہو جائے اور وہ آپ کے اس فرمان (جو شخص مجھ پر عمداً جھوٹ بولتا ہے، اس کا ٹھکانا آگ ہے۔) کے مصدق قرار پائیں۔“<sup>②</sup>

امام سلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جو شخص حدیث کے ضعف راوی کا ضعف جانے کے باوجود ضعف بیان نہیں کرتا تو وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے گناہ گار ہے اور عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی بیان کردہ احادیث سننے والا ان سب پر یا ان میں سے بعض پر عمل کرے اور ممکن ہے کہ وہ سب احادیث یا ان میں سے اکثر اکاذیب (جھوٹ) ہوں اور ان کی کوئی اصل نہ ہو جکہ صحیح احادیث اس قدر ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ضعیف احادیث کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پھر بہت سے لوگ علم ہو جانے کے باوجود عمداً ضعیف اور محبول اسناد والی احادیث محض اس لیے بیان کرتے ہیں کہ عوام الناس میں ان کی شہرت

① أطراف الغرائب والأفراد للدارقطني، تاليف محمد بن طاهر المقدسي: 1/22، وسنده صحيح. ② الكامل لابن عدی: 1/80.

## کتاب و سنت کی ایجاد کا حکم

ہوا اور یہ کہا جائے کہ ”اس کے پاس بہت احادیث ہیں اور اس نے بہت کتابیں تالیف کر دی ہیں۔“ جو شخص علم کے معاملے میں اس روشن کو اختیار کرتا ہے۔ اس کے لیے علم میں کچھ حصہ نہیں اور اسے عالم کہنے کی بجائے جاہل کہنا زیادہ مناسب ہے۔<sup>①</sup>

امام ابن تیمیہ رض فرماتے ہیں: ”انہ میں سے کسی نے نہیں کہا کہ ضعیف حدیث سے کسی عمل کا واجب یا مستحب ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے، اس نے اجماع کی مخالفت کی۔<sup>②</sup>“

جمال الدین قاسی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین، ابن حزم اور ابو بکر ابن العربي رحمۃ اللہ علیہ کے نزد یک فضائل اعمال میں بھی صرف مقبول احادیث ہی قابل استدلال ہیں۔<sup>③</sup>

شیخ احمد شاکر، شیخ البانی اور شیخ محمد مجی الدین عبدالحمید اور دیگر محققین کا بھی یہی موقف ہے۔<sup>④</sup>

① صحیح مسلم، المقدمة، باب بیان أن الإسناد من الدين (کے آخر الفاظ) ② التوسل والوسيلة، ص: 95. ③ قواعد التحدیث، ذکر المذاہب فی الأخذ بالضعف.....، ص: 113.

④ یاد رہے کہ ضعیف حدیث (جسے مسلکی تعصب کی بنیاد پر نہیں بلکہ اصول حدیث کی روشنی میں خالص فنی بنیادوں پر دلیل کے ساتھ ضعیف قرار دیا جائے) سے استدلال کے ضمن میں محدثین کرام کے مختلف آقوال ہیں، مثلاً:

- اگر عمل قوی دلائل سے ثابت ہے اور ضعیف حدیث میں صرف اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے تو لوگوں کو اس عمل کی ترغیب دینے کے لیے اس ضعیف حدیث کو بیان کرنا جائز ہے۔

- کسی مسئلے کے متعلق قرآن مجید اور مقبول احادیث مکمل طور پر خاموش ہوں، صرف بعض ضعیف روایات سے کچھ راجه نمای ملتی ہو تو اس مسئلے میں کسی امام کے قول پر عمل کرنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ اس ضعیف حدیث پر عمل کر لیا جائے۔

مگر دونوں گروہوں اس بات پر متفق ہیں کہ صرف وہی ضعیف حدیث بیان کی جائے گی جس کا ضعف معمولی ہو، نیز اس کے ضعیف ہونے کی صراحت کی جائے گی۔

- تیسری رائے یہ ہے کہ اگر ضعیف حدیث کی تائید میں دیگر قوی دلائل موجود ہوں تو پھر اسے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

“

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”محققین، محدثین اور ائمہ رض کا کہنا ہے کہ جب حدیث ضعیف ہو تو اس کے بارے میں یوں نہیں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا آپ نے کیا ہے۔ یا آپ نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ یامنع کیا ہے۔ یا اس لیے کہ جزم کے صیغہ روایت کی صحت کا تقاضا کرتے ہیں، لہذا ان کا اطلاق اسی روایت پر کیا جانا چاہیے جو ثابت ہو رہہ وہ انسان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کے ماند ہوگا مگر (افسوس کر) اس اصول کو جمہور فقہاء اور دیگر اہل علم نے ملحوظ نہیں رکھا، سو ائمہ محققین محدثین کے اور یہ تبعی قسم کا تسلیم ہے کیونکہ وہ (علماء) بہت سی صحیح روایات کے بارے میں صیغہ تبریض کے ساتھ کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی۔ اور بہت سی ضعیف روایات کے بارے میں صیغہ جزم کے ساتھ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ یا اسے فلاں نے روایت

● چوتھا قول یہ ہے کہ ضعیف حدیث کے بیان کا دروازہ نہ کھولا جائے کیونکہ:

● کسی عمل کی جس فضیلت کو بیان کیا جائے گا، سنن والا اس فضیلت کی سچائی پر ایمان لائے گا (تبھی اس عمل کو بجا لائے گا) اور اسی بات کا نام عقیدہ ہے اور عقائد میں ضعیف حدیث سے استدلال بالاتفاق ناجائز ہے۔

● تقریباً ہر باطل فرقہ، کتاب و سنت کے فہم میں صحابہ و تابعین کے مجموعی فہم و عمل سے کافی دور ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنے خود ساختہ امتیازی مسائل کا دفاع نہیں کر سکتا، اب اگر ضعیف احادیث کے بیان کا دروازہ کھول دیا گیا تو وہ یہ جھوٹا دعویٰ کرے گا کہ ”فلا حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تائید فلاں آیت کریمہ یا مقبول حدیث سے ہو رہی ہے، لہذا یہ حدیث ضعف کے باوجود قابل استدلال ہے۔“ حالانکہ فہم سلف کے مطابق اس فلاں آیت یا مقبول حدیث سے اس ضعیف حدیث کی قطعاً تائید نہیں ہوتی۔

● آج کل عملاً جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ مفاد پرست علمائے سوء صرف فضائل ہی نہیں بلکہ عقائد و اعمال کو بھی مردو بلکہ موضوع روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ”اول تو یہ احادیث بالکل صحیح ہیں اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہوئی تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بالاتفاق قابل قبول ہوتی ہے۔“

## ڪتاب و سنت کی اتباع کا حکم

کیا ہے۔ اور یہ صحیح طریقے سے ہٹ جانا ہے۔<sup>①</sup> معلوم ہوا کہ صحیح اور ضعیف روایات کی پہچان اور ان میں تمیز کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف غیر ثابت شدہ حدیث کی نسبت کرنے سے چا جاسکے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: «ولا فرق في العمل بالحديث في الأحكام أو في الفضائل إذ الكل شرع» ”احکام ہوں یا فضائل، حدیث پر عمل کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ یہ سب شریعت میں سے ہیں۔<sup>②</sup>

● اس میں شک نہیں کہ دینِ محمدی کا اصل محافظ اللہ تعالیٰ ہے، لہذا نہیں ہو سکتا کہ دینِ الہی کی کوئی بات مروی نہ ہو یا مروی تو ہو گرائی کی تمام روایات ضعیف ہوں، اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک چیز دینِ الہی نہ ہو گر مقبول احادیث کے ذخیرے میں موجود ہو، دوسرے الفاظ میں جو اصول دین ہے وہ مقبول روایات میں موجود ہے اور جو دین نہیں ہے اس روایت پر مؤثر جرج موجود ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر بہتر یہی ہے کہ ضعیف حدیث سے استدلال کا دروازہ بند ہی رہنے دیا جائے۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے: ”ریاض الصالحین“ (اردو) طبع ”دارالسلام“، فوائد حدیث: 1381. (ع، ر)

① مقدمة المجموع: 1/63. ② تبیین العجب بما ورد في فضائل رجب، ص: 73.

خُطْبَةٌ رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ ﷺ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِي اللَّهَ فَلَا مُضِلٌّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلُ فَلَا هَادِي لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدِيٍّ هَدِيُّ مُحَمَّدٍ [صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، وَكُلُّ بُدْعَةٍ ضَلَالٌ ①

” بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اپنے در سے دھنکار دے اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

”حمد و صلاۃ کے بعد:

یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

① صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة، حديث: 867، 868،  
وسنن النسائي، النكاح، باب ما يستحب من الكلام عند النكاح، حديث: 3280.

## نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

اولاد کو نماز سکھانے کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مُرْوُا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ»

”اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب وہ دس برس کے ہوں تو انھیں ترک نماز پر مارہ اور ان کے بستر جدا کر دو۔“<sup>①</sup>

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ والدین کو حکم فرمائے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو سات برس کی عمر ہی میں نماز کی تعلیم دے کر نماز کا عادی بنانے کی کوشش کریں اور اگر وہ دس برس کے ہو کر نماز نہ پڑھیں تو والدین تادبی کارروائی کریں، انھیں سزا دے کر نماز کا پابند بنائیں اور دس برس کی عمر کا زمانہ چونکہ بلوغت کے قریب ہے اس لیے انھیں اکٹھانے سونے دیں۔

ترک نماز، کفر کا اعلان ہے

سیدنا جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان اور شرک و کفر

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاحة؟ حديث: 494، وسنده حسن، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء متى يؤمر الصبي بالصلاحة؟ حديث: 407 وقال: ”حسن صحيح“ اس حدیث کو امام ابن خزیمہ، (حدیث: 1002)، حاکم (1/201 علی شرط مسلم) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

کے درمیان فرق، نماز کا چھوڑ دینا ہے۔<sup>①</sup>

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اور کفر کے درمیان نماز دیوار کی طرح حائل ہے۔ دوسرے لفظوں میں ترک نماز مسلمان کو کفر تک پہنچانے والا عمل ہے۔

سیدنا بریڈہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور ان (منافقوں) کے درمیان عہد نماز ہے۔ جس نے نماز چھوڑ دی، پس اس نے کفر کیا۔“<sup>②</sup> اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ منافقوں کو جو امن حاصل ہے کہ وہ قتل نہیں کیے جاتے اور ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک روا رکھا جاتا ہے اور انھیں مسلمان سمجھا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اور ان کا نماز پڑھنا ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ایک عہد ہے جس کے سبب منافقوں کی جان اور ان کا مال مسلمانوں کی تکوار اور یلغار سے محفوظ ہے اور جس نے نماز ترک کی تو اس نے اپنے کفر کا اظہار کر دیا۔ مسلمان بھائیو! غور کرو، کس قدر خوف کا مقام ہے کہ ترک نماز، کفر کا اعلان ہے۔

عبداللہ بن شقین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں سے کسی چیز کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے۔<sup>③</sup>

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جو شخص نماز چھوڑ دے تو یقیناً اس سے (اللہ کی حفاظت کا) ذمہ ختم ہو گیا۔“<sup>④</sup>

① صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق إسم الكفر على من ترك الصلاة، حدیث: 82.

② [صحيح] جامع الترمذی، الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة، حدیث: 2621، وسنده صحيح، وسنن النسائي، الصلاة، باب الحكم في تارك الصلاة، حدیث: 464. اسے امام ترمذی، ابن حبان (الإحسان: 1452)، حاکم (المستدرک: 1/ 7,6,7) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

③ [صحيح] جامع الترمذی، الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة، حدیث: 2622، وسنده صحيح وللحديث طریق آخر عند الحاکم: 1/7، حدیث: 12، وسنده حسن. ④ [حسن] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب الصبر على البلاء، حدیث: 4034، وسنده حسن، وحسنہ البوصیری.

ابن عمر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی نماز عصر فوت ہو جائے تو گویا اس کا اہل (گھر بار) اور مال لوٹ لیا گیا۔“<sup>①</sup>

سیدنا بریڈہ رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز عصر چھوڑ دی، اس کے اعمال باطل ہو گئے۔“<sup>②</sup>

### فضیلت نماز

سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَارَةً لِمَا بَيْتَهُنَّ مَا لَمْ تُعْشَ الْكَبَائِرُ»

”پانچ نمازوں، ان گناہوں کو جوان نمازوں کے درمیان ہوئے، مٹا دیتی ہیں اور (اسی طرح) ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، جب کہ کبیرہ گناہوں سے احتساب کیا گیا ہو۔“<sup>③</sup>

مثلاً: فجر کی نماز کے بعد جب ظہر پڑھیں گے تو دونوں نمازوں کے درمیانی عرصے میں جو گناہ، لغشیں اور خطا میں ہو چکی ہوں گی، اللہ تعالیٰ انھیں بخش دے گا۔ اسی طرح رات اور دن کے تمام صغيرہ گناہ نماز بخیگانہ سے معاف ہو جاتے ہیں، گویا پانچوں نمازوں پر یعنی مسلمانوں کے نامہ اعمال کو ہر وقت صاف اور سفید رکھتی ہے حتیٰ کہ انسان نماز کی برکت سے آہستہ آہستہ صغار سے باز رہتے ہوئے کبیرہ گناہوں کے تصور ہی سے کانپ

① صحيح البخاري، مواقیت الصلاة، باب إثم من فاتته العصر، حديث: 552، وصحیح مسلم، المساجد، باب التغليظ في تقویت صلاة العصر، حديث: 626. ② صحيح البخاري، مواقیت الصلاة، باب من ترك العصر، حديث: 553، وباب التبکير بالصلاۃ في يوم غيم، حديث: 594. ③ صحيح مسلم، الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة..... حديث: 233.

۱  
امتحنا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رض سے فرمایا: ”بھلا مجھے بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے باہر نہ ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ بار نہائے، کیا پھر بھی اس کے جسم پر میں باقی رہے گا؟“ صحابہ رض نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔“ سیدنا انس رض روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ (میں نے گناہ کیا اور بطور سزا) میں حد کو پہنچا ہوں، لہذا مجھ پر حد قائم کریں۔ آپ نے اس سے حد کا حال دریافت نہ کیا (یہ نہ پوچھا کہ کون سا گناہ کیا ہے۔) اتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ اس شخص نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نے نماز پڑھ لی تو وہ شخص پھر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! تحقیق میں حد کو پہنچا ہوں، لہذا مجھ پر اللہ کا حکم نافذ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تو نے ہمارے ساتھ نمازوں نہیں پڑھی؟“ اس نے کہا: پڑھی ہے تو آپ نے فرمایا: ”اللہ نے تیرا گناہ بخش دیا ہے۔“

اللہ کی رحمت اور بخشش کتنی وسیع ہے کہ نماز پڑھنے کے سبب اللہ نے اس کا گناہ، جسے وہ اپنی سمجھ کے مطابق ”حد کو پہنچنا“ کہہ رہا تھا، معاف کر دیا۔ معلوم ہوا کہ نماز گناہوں کو مٹانے والی ہے۔

<sup>①</sup> اگر عقیدہ، طریقہ نماز اور نیت درست ہو تو نماز پڑھنے کے سبب اللہ نے اس کا گناہ، جسے وہ نماز پڑھنے کے باوجود کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہو تو یقیناً مذکورہ تین اوصاف میں سے کسی ایک میں ابھی تک خلل موجود ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ (ع، ر)

<sup>②</sup> صحيح البخاری، مواقیت الصلاة، باب الصلوات الخمس کفارۃ، حدیث: 528، وصحیح مسلم، المساجد، باب المشی إلى الصلاة تمحی به الخطایا .....، حدیث: 667. <sup>③</sup> صحيح مسلم، التوبۃ، باب قوله تعالیٰ: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْفَنُونَ الشَّيْئَاتِ﴾ (ہود: 114: 11)، حدیث: 2764

نماز: فرضت، فضیلت اور اہمیت

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اُس کے سر اور کنڈوں پر آ جاتے ہیں، پھر جب وہ رکوع یا سجده کرتا ہے تو یہ گناہ ساقط، یعنی معاف ہو جاتے ہیں۔<sup>①</sup>

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے ان کے لیے اچھا وضو کیا، انھیں وقت پر ادا کیا، انھیں خشوع کے ساتھ پڑھا اور ان کا رکوع پورا کیا تو اس نمازی کے لیے اللہ کا عہد ہے کہ وہ اسے بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا، اس کے لیے اللہ کا عہد نہیں ہے، چاہے وہ اُسے بخش دے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔"<sup>②</sup>

سیدنا عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص آفتاب کے طلوع و غروب سے پہلے (فجر اور عصر کی) نماز پڑھے گا، وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہیں ہو گا۔"<sup>③</sup>

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص نے نماز عشاء باجماعت ادا کی (تو اس کے لیے اتنا ثواب ہے کہ) گویا اس نے آدمی رات تک قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی (تو اتنا ثواب پایا کہ) گویا اس نے تمام رات نماز پڑھی۔"<sup>④</sup>

سیدنا جندب قسری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص نے

① السنن الکبریٰ للبیهقی: 10/3 وسنده حسن، وشرح معانی الآثار للطحاوی: 1/477.

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب المحافظة على الصلوات، حدیث: 425، وسنده صحيح، والسنن الکبریٰ للبیهقی: 215 فی الصنایع وہ أبو عبد اللہ وللحديث طریق آخر عند ابن حبان (الموارد: 252، الإحسان: 1728) وسنده حسن. ③ صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما، حدیث: 634. ④ صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، حدیث: 656.

صحیح کی نمازوں پر ڈھنی، وہ اللہ کے ذمے (عہد و امان) میں ہے۔<sup>①</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کو باری باری آتے ہیں۔ وہ (آنے اور جانے والے فرشتے) نمازوں نجمر اور نمازوں عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ جو فرشتے رات کو تمہارے پاس رہے وہ آسمان پر جاتے ہیں تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں کا حال خوب جانتا ہے: ”تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟“ وہ کہتے ہیں: ہم نے انھیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ نمازوں پر ڈھنر ہے تھے اور ہم ان کے پاس اس حال میں گئے کہ وہ نمازوں پر ڈھنر ہے تھے۔<sup>②</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منافقوں پر نجمر اور عشاء سے زیادہ بھاری کوئی نمازوں نہیں۔ اگر انھیں ان نمازوں کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ ان میں ضرور پہنچیں اگرچہ انھیں سرین پر گھست کر ہی آتا پڑے۔<sup>③</sup>

سرین پر گھست کرانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر پاؤں سے چلنے کی طاقت نہ ہو تو ان نمازوں کے ثواب اور اجر کی کشش انھیں چوتزوں کے بل چل کر مسجد پہنچنے پر مجبور کر دے، یعنی ہر حال میں پہنچیں۔

بی کریم ﷺ کو نمازوں عصر اس قدر پیاری تھی کہ جب جنگ خندق کے دن کفار کے حملے اور تیراندازی کے سبب یہ نمازوں کی ہو گئی تو آپ کوشیدی رنج پہنچا، اس پر نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ لکھے: ”ہمیں کافروں نے درمیانی نماز، یعنی نمازوں عصر سے باز رکھا

<sup>①</sup> صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، حدیث: 657.

<sup>②</sup> صحیح البخاری، مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، حدیث: 555، وصحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر.....، حدیث: 632. <sup>③</sup> صحیح البخاری، الأذان، باب فضل صلاة العشاء في الجماعة، حدیث: 657، وصحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجمعة، حدیث: 651.

حتیٰ کہ سورج بھی غروب ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔<sup>①</sup>

### نمازی اور شہید

سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ ایک قبیلے کے دشمن ایک ساتھ مسلمان ہوئے، ان میں سے ایک جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب ایک سال کے بعد فوت ہوئے۔ سیدنا طلحہ رض نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا، اس شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گئے۔ سیدنا طلحہ رض کہتے ہیں: مجھے بڑا تجھ ہوا (کہ شہید کا رتبہ تو بہت بلند ہے، اس لیے جنت میں اسے پہلے داخل ہونا چاہیے تھا۔) میں نے صحیح کے وقت خود ہی رسول اللہ ﷺ سے اس (تفقیم و تاخیر) کی وجہ پرچھی تو آپ نے فرمایا: ”جس شخص کا بعد میں انتقال ہوا (کیا تم اس کی نیکیاں نہیں دیکھتے، کس قدر زیادہ ہو گئیں؟) کیا اس نے ایک رمضان کے روز نہیں رکھے؟ اور سال بھر کی (فرض نمازوں کی) چھ ہزار یا تینی اتنی رکعتیں زیادہ نہیں پڑھیں؟“<sup>②</sup>

فائڈہ: یہ دونوں صحابی مہاجرین میں سے تھے اور دونوں نے اکٹھے بھرت کی تھی۔ جہاد وغیرہ تمام اعمال صالح میں یہ دونوں شریک و یکساں تھے۔ ان میں سے ایک میدانِ جہاد میں شہید ہو گیا اور دوسرا جہاد کی تیاری میں معروف و مرابط رہا اور ساتھ ساتھ اعمال صالح بھی کرتا رہا۔ چونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مرابط کا اجر و عمل جاری رہتا ہے، لہذا یہ اپنے اس بھائی سے بڑھ گیا جو پہلے شہید ہو گیا تھا۔<sup>③</sup>

① صحيح البخاري، الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، حدیث: 2931، وصحیح مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال الصلاة الوسطى هي صلاة العصر، حدیث: 627. ② [حسن] مسند أحمد: 2/333، وسنده حسن، اے حافظ منذری نے الترغیب والترہیب: 1/244 میں حسن کہا ہے۔ ③ ویکھیے مشکل الآثار للطحاوی: 3/301. معلوم ہوا کہ مکرین جہاد کا اس حدیث سے استدلال غلط ہے۔

## ر اہمیت نماز

- سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وقت پر نماز پڑھنا۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”ماں باپ کے ساتھ یک سلوک کرنا۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔“<sup>(1)</sup>
- اور فرمایا: ”آدمی اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔“<sup>(2)</sup>
- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بعض دوزخیوں پر رحمت کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ دوزخ سے ایسے لوگوں کو باہر نکال لائیں جو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ فرشتے انھیں نشانِ سجدہ سے پہچان کر دوزخ سے نکال دیں گے (کیونکہ) سجدے کی جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے وہاں آگ کا کچھ اثر نہ ہو گا۔“<sup>(3)</sup>
- نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے افضل عمل اول وقت پر نماز پڑھنا ہے۔“<sup>(4)</sup>
- آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو رحمتِ الہی

(1) صحيح البخاري، مواقف الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها، حدیث: 527، وصحیح مسلم، الإيمان، باب بیان کون الإيمان بالله تعالیٰ أفضـل الأعـمال، حدیث: 85. (2) صحیح مسلم، الإيمان، باب بیان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، حدیث: 82. (3) صحيح البخاري، الأذان، باب فضل السجود، حدیث: 806، وصحیح مسلم، الإيمان، باب معرفة طریق الرؤیة، حدیث: 182. (4) [صحیح] صحيح ابن خزیمہ، الصلاة، باب اختیار الصلاة فی أول وقتھا، حدیث: 327. امام ابن خزیمہ نے صحیح ابن خزیمہ میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 280 میں، امام حاکم نے المستدرک: 1/188,189 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔<sup>①</sup>

● رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”میں نے خواب میں اپنے با برکت اور بلند قدر پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا، پس اس نے کہا: اے محمد! میں نے کہا: اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ اللہ نے فرمایا: مقرب فرشتے کس بات میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے میرے پروردگار! میں نہیں جانتا۔ اللہ نے تین بار پوچھا۔ میں نے ہر بار یہی جواب دیا۔ پھر میں نے اللہ کو دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی الگلیوں<sup>②</sup> کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان محسوس کی۔ پھر میرے لیے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے سب کو پیچان لیا۔<sup>③</sup> پھر فرمایا: اے محمد! میں نے کہا: میرے رب! میں حاضر ہوں۔ اللہ نے فرمایا: مقرب فرشتے کس بات میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے کہا: کفارات (گناہوں کا کفارہ بننے والی نیکیوں) کے بارے میں۔

<sup>①</sup> [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، حدیث: 945، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في كراهة مسح الحصى في الصلاة، حدیث: 379، وسنن النسائی، السهوء ، باب النهي عن مسح الحصى في الصلاة، حدیث: 1192، وسننه حسن، امام ترمذی نے اسے حسن اور حافظ ابن حجر نے، بلوغ المرام، حدیث: 238 میں صحیح کہا ہے۔

<sup>②</sup> اللہ کا ہاتھ اور الگلیاں: ہاتھ اور الگلیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، ان کی کیفیت ہم نہیں جانتے، ہم انھیں مخلوق کے ہاتھوں اور الگلیوں سے تشبیہ نہیں دیتے بلکہ دیگر غیبی امور کی طرح اللہ کی ان صفات پر بھی ایمان بالغیب رکھتے ہیں۔ الحمد للہ۔ (ع، ر)

<sup>③</sup> خواب کے وقت زمین و آسمان کی ہر وہ چیز میں نے دیکھی اور پیچان لی جو اللہ نے مجھے دکھانا چاہی۔ سوال و جواب سے بھی یہی شہیوم اخذ ہو رہا ہے، نیز ایک روایت میں صرف مشرق و مغرب کا ذکر ہے (جنوب و شمال کا نہیں)، لہذا اس حدیث کا ہرگز یہ معنی نہیں ہے کہ پیدائش آدم سے لے کر لوگوں کے جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کائنات کے ہر زمان و مکان کی ہر چیز اور ہر راز مجھے معلوم ہو گیا، اگر ایسے ہوتا تو خواب کے بعد نبی اکرم ﷺ پر وہی نہیں آئی چاہیے تھی کیونکہ جو چیز آپ کو پہلے ہی معلوم کروادی گئی اس کی وہی بھیجا تھی میں حاصل ہے مگر ایسا نہیں ہوا اور وہی آتی رہی بلکہ با اوقات آپ وہی کا انتظار فرمایا کرتے تھے۔ (ع، ر)

نماز، فرمیت، فضیلت اور اہمیت

اللہ نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا: نماز باجماعت کے لیے پیدل چل کر جانا، نماز کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور مشقت (سردی یا بیماری وغیرہ) کے وقت پورا وضو کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: درجات کی بلندی کے بارے میں۔ اللہ نے پوچھا: وہ کن چیزوں میں ہے؟ میں نے کہا: لوگوں کو کھانا کھانے، نرم بات کرنے اور رات کو نماز پڑھنے میں جبکہ لوگ سور ہے ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب جو چاہو دعا کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں نے یہ دعا کی:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ  
الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ  
فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ  
يُقَرِّبُ إِلَى حُبُّكَ»

”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیکیوں کے کرنے کا، برائیوں کے چھوڑنے کا، مسکینوں کے ساتھ محبت کرنے کا اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرمائے، اگر تیرا کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنے کا ارادہ ہو تو مجھے آزمائش سے بچا کر موت دے دینا اور میں تجھ سے تیری محبت اور ہر اس شخص کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور میں تجھ سے وہ عمل کرنے کی توفیق مانگتا ہوں جو (مجھے) تیری محبت کے قریب کر دے۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہ خواب حق ہے، پس اسے یاد رکھو اور دوسرا لے لوگوں کو بھی یہ خواب سناؤ۔“<sup>①</sup>

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے صح کی نماز پڑھی، وہ اللہ کی حفاصلت اور ذمے میں

<sup>①</sup> [حسن] جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة ص، حدیث: 3235، وسنده حسن، ومسند أحمد: 5/243. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تم سے اپنی حفاظت کے بارے میں کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے، اس لیے کہ جس سے وہ یہ مطالبہ کرے گا، یقیناً اسے اپنی گرفت میں لے کر منہ کے مل جہنم میں پھیک دے گا۔<sup>①</sup> مطالبے کا مطلب یا تو نماز میں کوتاہی پر مطالبہ و مواخذہ الہی سے ڈرانا ہے یا مجرم کی نماز پڑھنے والے سے تعریض کرنے کی صورت میں مطالبہ و مواخذہ الہی سے ڈرانا ہے۔

● ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ»

”جبریل (علیہ السلام) نے خانہ کعبہ کے پاس میری دو دفعہ امامت کرائی ہے۔“<sup>②</sup>

اماamt جبریل کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کا درجہ اتنا بلند، اس کی اہمیت اللہ کے نزدیک اتنی اعلیٰ وارفع اور اسے مخصوص ہیئت، مقررہ قاعدوں، متعینہ ضابطوں اور نہایت خشوع و خضوع سے ادا کرنا اس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم امت کے لیے جبریل کو ہادی عالم ﷺ کے پاس بھیجا۔ جبریل نے اللہ کے حکم کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو نماز کی کیفیت، ہیئت، اس کے اوقات اور اس کے قاعدے سکھائے اور پھر آپ ﷺ جبریل کے بتائے اور سکھائے ہوئے وقوتوں، طریقوں، قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق نماز پڑھتے رہے اور امت کو بھی حکم دیا: ”اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔“<sup>③</sup>

① صحيح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، حدیث: 657.

② [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في المواقف، حدیث: 393، وسنده حسن، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في مواقف الصلاة.....، حدیث: 149. اے امام ترمذی نے اور ابن خزیم نے صحیح ابن خزیم، حدیث: 325 میں، ابن ابی رود نے المتنقی: 150، 149 میں، حاکم نے المستدرک: 1/193 میں اور ابو بکر ابن العربي نے عارضة الأحوذی: 1/202 میں صحیح کہا ہے۔

③ صحيح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين، حدیث: 631.

## احکامِ طہارت

### پانی کے احکام

نماز کے لیے وضو شرط ہے۔ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح وضو کے لیے پانی کا پاک ہونا شرط ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا ہم بضاعة کے کنویں سے وضو کر سکتے ہیں۔ یہ ایسا کنوں ہے جس میں جیض والے کپڑے، کتوں کا گوشہ اور بدبودار اشیاء (بعض اوقات) گر جاتی ہیں۔ بضاعة کا کنوں ڈھلوان پر تھا اور بارش وغیرہ کا پانی ان چیزوں کو بہا کر کنویں میں لے جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنْجِسُهُ شَيْءٌ»

”اس کا پانی پاک ہے (اور اس میں دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت ہے۔) اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“<sup>①</sup>  
معلوم ہوا کہ کنویں کا پانی پاک ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دریا اور سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار

① [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب ما جاء في بشر بضاعة، حديث: 66، وسنده حسن، وجامع الترمذى، الطهارة، باب ما جاء أن الماء لا ينجسه شيء، حديث: 66. امام ترمذى نے اسے حسن جبکہ ابن حزم نے محلی: 100 میں اور نووی رض نے المجموع: 1/82 میں صحیح کہا ہے۔ نیز دیکھیے التلخیص الحبیر: 13، حدیث: 2.

(محصلی) حلال ہے۔<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے جبکی کو ظہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے سے منع فرمایا۔<sup>②</sup>

نبی اکرم ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشتاب کرنے اور پھر اس سے غسل کرنے سے منع فرمایا۔<sup>③</sup>

نبی اکرم ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشتاب کرنے اور پھر اس سے وضو کرنے سے منع فرمایا۔<sup>④</sup>

① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، حدیث: 83، وسنده صحيح، وجامع الترمذی، الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، حدیث: 69. اس حدیث کو امام ترمذی، ابن خزیمہ نے صحیح، حدیث: 111 میں، ابن حبان نے صحیح (الموارد): 119 میں، حاکم نے المستدرک: 140/1، 141 میں، امام ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اور نووی نے المجموع: 82/1 میں صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، الطهارة، باب البول في الماء الدائم، الماء الراکد، حدیث: 283. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب البول في الماء الدائم، حدیث: 239. ④ [صحیح] جامع الترمذی، الطهارة، باب ماجاء في كراهة البول في الماء الراکد، حدیث: 68، وسنده صحيح. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں۔

کنوں کا پانی بھی ساکن ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ پاک ہوتا ہے اور پاک کرتا بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی مقدار عوماً قلتین (227 کلوگرام) سے زیادہ ہوتی ہے اور کسی نجاست کے گرنے سے اس کا وصف (ریگ، بیوازاً لقہ) تبدیل نہیں ہوتا لیکن اگر اس سے کم مقدار والے ساکن پانی میں نجاست گر جائے تو اس سے غسل یا وضو نہیں کرنا چاہیے، خواہ اس کا وصف تبدیل ہو یا نہ ہو، یاد رہے کہ ایک کلوگرام، ایک سیر آٹھ تولہ کے برابر ہوتا ہے۔ (ع، ر)

جبکہ بعض دیگر محققین یہ کہتے ہیں کہ پانی کم ہو یا زیادہ، یعنی دو قلوں سے کم ہو یا زیادہ، نجاست پڑنے سے جب تک اس کے تین اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل نہیں ہوتا، وہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: تہذیب السنن علی هامش عنون المعہود لابن القیم: 1/73. (ع۔ و)

## رفع حاجت کے آداب و مسائل

ر بیت الخلا میں جاتے وقت کی دعا

سیدنا انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لیے بیت الخلا میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے:

**اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبُثِ وَالْخَبَاثَ**

”اے اللہ! یقیناً میں تیری پناہ پکڑتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں (کے شر) سے۔<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیت الخلا جنوں اور شیطانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہے جب تم بیت الخلا میں جاؤ تو کہو:

**أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْجُبُثِ وَالْخَبَاثَ**

”میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں نہ اور مادہ خبیث جنوں (کے شر) سے۔<sup>②</sup>

ر بیت الخلا سے نکلتے وقت کی دعا

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے نکلتے تو فرماتے:

① صحیح البخاری، الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء؟ حدیث: 142، وصحیح مسلم، الحیض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء؟ حدیث: 375. ② [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء؟ حدیث: 6، وسنده حسن. امام حاکم نے

## غُفرانَكَ

”اے اللہ! میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔“<sup>①</sup>

### رفع حاجت کے مسائل

<sup>(2)</sup> نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم قضاۓ حاجت کے لیے آؤ تو قبلے کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ۔“

<sup>(3)</sup> نبی اکرم ﷺ نے گورا اور ہڈی کے ساتھ استخراج کرنے سے منع فرمایا۔

<sup>(4)</sup> نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لعنۃ کا سبب بننے والے دو کاموں سے بچو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”لوگوں کے راستے میں اور ان کے سائے کی جگہوں میں رفع حاجت کرنا۔“<sup>④</sup>

<sup>(5)</sup> نبی اکرم ﷺ نے دائیں ہاتھ سے استخراج کرنے سے منع فرمایا۔

<sup>(6)</sup> نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی پھر سے استخراج کرے وہ طاق پھر لے۔“

المستدرک: 1/187 میں، ذہبی نے تلخیص المستدرک میں، ابن حبان نے الإحسان: 1400 میں اور ابن خزیمہ نے حدیث: 69 میں اسے صحیح کہا ہے۔ <sup>(1)</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا خرج من الخلاء؟ حدیث: 30، وسننه صحيح، وجامع الترمذی، الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء؟ حدیث: 7، وسنن ابن ماجہ، الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء؟ حدیث: 300. امام ترمذی نے اسے حسن، جبکہ امام حاکم نے المستدرک: 1/158 میں، ذہبی نے اور نووی نے المجموع: 2/75 میں صحیح کہا ہے۔ <sup>(2)</sup> صحیح البخاری، الصلاة، باب قبلة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، حدیث: 394، وصحیح مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، حدیث: 265، 264. اگر بیت الخلاہی قبلہ رخ بنے ہوئے ہوں تو پھر قبلے کی طرف منہ کی بجائے پشت کی جائے۔ <sup>(3)</sup> میکھیے صحیح البخاری، الوضوء، باب التبرز في البيوت، حدیث: 148. (ع، ر) <sup>(4)</sup> صحیح مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، حدیث: 262. <sup>(5)</sup> صحیح البخاری، الطهارة، باب النهي عن التخلی في الطرق و الظلال، حدیث: 269. <sup>(6)</sup> صحیح البخاری، الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمین، حدیث: 154، 153، وصحیح مسلم، الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمین، حدیث: 267.

- نبی اکرم ﷺ نے تین ڈھیلوں سے استخا کرنے کا حکم دیا۔<sup>①</sup>
- رسول اللہ ﷺ نے تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استخا کرنے سے منع فرمایا۔<sup>②</sup>
- نبی اکرم ﷺ جب رفع حاجت کے لیے جاتے تو دور چلے جاتے۔<sup>③</sup>
- آپ ﷺ پانی کے ساتھ بھی استخا فرماتے تھے۔<sup>④</sup>
- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے آپ کو سلام کیا مگر آپ نے اس کا جواب نہ دیا۔<sup>⑤</sup>
- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع حاجت کی حالت میں کلام کرنا مکروہ ہے۔
- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ قضاۓ حاجت کے لیے جاتے تو میں ایک برتن میں پانی لے آتا، آپ اس سے استخا کر لیتے، میں پھر ایک اور برتن میں پانی لے آتا جس سے آپ وضو کر لیتے۔<sup>⑥</sup>
- جس شخص کو رفع حاجت کی طلب ہو اور نماز کھڑی ہو تو پہلے وہ حاجت سے

«الاستئثار في الوضوء، وباب الاستجمار وتراء،» حدیث: 162، 161، وصحیح مسلم، الطهارة، باب الإيتار في الاستئثار، حدیث: 237. ① [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب کراہیہ استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، حدیث: 8، وسننه حسن، وسنن النسائي، الطهارة، باب النهي عن الاستطابة بالروث، حدیث: 40. امام نووی نے المجموع: 104/2 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، حدیث: 262. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب التخلی عند قضاء الحاجة، حدیث: 1، وسننه حسن، وجامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء أن النبي كان إذا أراد الحاجة أبعد في المذهب، حدیث: 20، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے، امام ابن خزیر نے حدیث: 50 میں اسے صحیح کہا ہے، نیز اسے حکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ④ [کیہے المستدرک] 140/1. ⑤ صحيح البخاری، الوضوء، باب الاستنجاء بالماء، حدیث: 150، وصحیح مسلم، الطهارة، باب الاستنجاء بالماء من التبرز، حدیث: 270. ⑥ صحيح مسلم، الحیض، باب التیمم، حدیث: 370. ⑦ [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب الرجل يدلّك يده بالأرض إذا استنجى، حدیث: 45، وسننه»

## ~~~~ رفع حاجت کے آداب و مسائل ~~~~

فراغت پائے، پھر نماز پڑھے۔<sup>①</sup>

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب کھانا حاضر ہو یا پاخانہ و پیشاب کی حاجت شدید ہو تو نماز نہیں ہوتی۔“<sup>②</sup>

بول و براز کے دباو کی حالت میں انسان اگر نماز پڑھے گا تو نماز میں خشوع، خضوع اورطمینان حاصل نہ ہوگا، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے ان سے فراغت حاصل کرنے کو مقدم فرمایا۔

پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی سخت تاکید

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ و قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعث عذاب (بچنے کے لحاظ سے تمہارے نزدیک) کوئی بڑی (مشکل) چیز نہیں (اگرچہ گناہ کے لحاظ سے بہت بڑی ہے) ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔“<sup>③</sup>

» حسن۔ ابن حبان نے الموارد، حدیث: 138 میں اسے صحیح کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ استنبغاً اور وضو کا بتن علیحدہ ہوتا بہتر ہے۔ ① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب أبي الصلي الرجل وهو حاقن؟ حدیث: 88، وهو حدیث صصحیح، وجامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء، حدیث: 142، وسنن ابن ماجه، الطهارة، باب ما جاء في النهي للحاقن أن يصلى، حدیث: 616. امام ترمذی نے، حاکم نے المستدرک: 1/168 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضور الطعام.....، حدیث: 560. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب من الكبار أن لا يستتر من بوله، حدیث: 216، وصحیح مسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاست البول ووجوب الاستبراء منه، حدیث: 292.

غیب کی یہ خبر آپ کو اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی ملی تھی۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو ہر انسان کے دنیوی اور برزخی حالات کا مفصل علم عطا کیا گیا تھا۔ میکی وجہ ہے کہ جب آپ سے مشرکین کے فوت شدہ بچوں کے انجام کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ (بڑے ہوتے)“

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیشتاب کے چھینٹوں سے سخت پر ہیز کرنا چاہیے۔ وہ لوگ جو پیشتاب کرتے وقت چھینٹوں سے پر ہیز نہیں کرتے، اپنے کپڑوں کو نہیں بچاتے، پیشتاب کر کے (پانی یا ڈھیلوں کی عدم موجودگی میں ٹشویاٹا کی وغیرہ سے) استنجا کیے بغیر فروز اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے پاجائے، پتلون اور جسم وغیرہ پیشتاب سے آلوہ ہو جاتے ہیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ پیشتاب سے نہ بچتا باعث عذاب اور بڑا گناہ ہے۔

”تو کیے اعمال بجالاتے (اتجھے یا برے)؟“ دیکھیے صحيح البخاری، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين ؟ حدیث: 1384. اس سے معلوم ہوا کہ غیب کی ہر خبر جانا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ صرف وہی خبر جانتے تھے جو اللہ آپ کو بتا دیتا تھا جیسا کہ بعد میں آپ کو بتا دیا گیا کہ سب نبے چلتی ہوں گے۔ دیکھیے صحيح البخاری، التعبير، باب تعییر الرؤیا بعد صلاة الصبح، حدیث: 7047 (ع، ر)



## نجاستوں کی تطہیر کا بیان

ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا اور لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا:

«دَعْوَهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلَا مِنْ مَاءٍ»

”اسے چھوڑ دو اور (جگہ) کو پاک کرنے کے لیے) اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بھاؤ۔“<sup>①</sup>

پھر آپ نے اسے بلا کر فرمایا: ”مسجد میں پیشاب اور گندگی کے لیے نہیں بلکہ اللہ کے ذکر، نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے (ہوتی) ہیں۔“<sup>②</sup>

### حیض آسود کپڑے کا حکم

اماء بنت ابو بکر رض راویت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جس عورت کے کپڑے کو حیض (ماہواری) کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ”اسے کھرج لے، پھر چٹکیوں سے مل کر پانی سے ڈھولے، پھر اس میں نماز ادا کر لے۔“<sup>③</sup>

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الوضوء، باب صب الماء على البول في المسجد، حدیث: 220، صحيح مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات إذا حصلت في المسجد.....، حدیث: 285,284. <sup>②</sup> صحيح مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل البول.....، حدیث: 285، وسن ابن ماجہ، الطهارة وسننها، باب الأرض يصيبيها البول كيف تغسل، حدیث: 529. <sup>③</sup> صحيح البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، حدیث: 227، صحيح مسلم، الطهارة، باب نجاسة الدم وكيفية غسله، حدیث: 291.

رمنی کا دھونا

امی عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی دھوڈتی تھی اور آپ اس کپڑے میں نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تھے جبکہ دھونے کا نشان کپڑے پر <sup>①</sup> ہوتا تھا۔

شیر خوار بچ کا پیشاب

ام قیس رض اپنے چھوٹے (شیر خوار) بچ کو جواہی کھانا نہیں کھاتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس لا میں اور آپ نے اسے اپنی گود میں بھالیا۔ بچ نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی ملنگا کر کپڑے پر چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں۔ <sup>②</sup>  
لبابہ بنت حارث رض راویت کرتی ہیں کہ حسین بن علی رض نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا (جواہی شیر خوار ہی تھے) میں نے عرض کیا: کوئی اور کپڑا اپنے لیں اور یہ تہ بند مجھے دے دیں تاکہ میں اسے دھو دوں تو آپ نے فرمایا: ”لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔“ <sup>③</sup>

رجاست آلو د جو تا

سیدنا ابوسعید رض راویت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو وہ دیکھ لے اگر جتوں میں گندگی لگی ہو تو (زمین پر) رکڑنے کے بعد ان میں

① صحیح البخاری، الوضوء، باب غسل المني وفرکه، حدیث: 229-232، وصحیح مسلم، الطهارة، باب حکم المني، حدیث: 289. ② صحیح البخاری، الوضوء، باب بول الصیبان، حدیث: 223، وصحیح مسلم، الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضیع، حدیث: 287. ③ [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب بول الصبی یصیب الشوب، حدیث: 376، وسنن ابن ماجہ، الطهارة، باب ماجاء فی بول الصبی الذی لم یطعم، حدیث: 522. امام ابن خزیم نے حدیث: 282 میں، حاکم نے المستدرک: 1/166 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

نماز پڑھے،<sup>①</sup>

### رکتے کا جھوٹا

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کتنا کسی کے برتن میں منہ ڈال جائے (یا بعض روایات کے مطابق پانی وغیرہ پی لے) تو برتن کو سات بار پانی سے دھوڑا لے اور پہلی بار مٹی سے مانجھے۔“<sup>②</sup>

### مردار کا چجزا

میمونہ رض کی بکری مرگی جوان کی لوٹدی کو کسی نے صدقے میں دی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ تم نے اس کا چجزا اتنا کر رنگ کیوں نہیں لیا تاکہ اس سے فائدہ اٹھاتے؟ لوگوں نے کہا: وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا صرف کھانا حرام ہے۔“<sup>③</sup> امام المؤمنین سودہ رض نے فرمایا کہ ہماری بکری مرگی۔ ہم نے اس کا چجزا رنگ کر مشک بنا لی، پھر ہم اس میں نبیذ (کھجور کا مشروب) بنا تے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہو گئی۔<sup>④</sup> نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔<sup>⑤</sup>

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، حدیث: 650، وسنده صحيح. امام حاکم نے المستدرک: 260 میں اور ابن خزیم نے حدیث: 1017 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

② صحيح مسلم، الطهارة، باب حکم ولوغ الكلب، حدیث: 2221، وصحیح مسلم، الحیض، باب طهارة جلود المیتة بالدباغ، حدیث: 363. ③ صحيح البخاری، الأیمان، باب إذا حلف أن لا يشرب نبیذا فشرب طلاء أو سکرا أو عصيرا لم يحنث.....، حدیث: 6686.

[حسن] سنن أبي داود، اللباس، باب في جلود النمور، حدیث: 4132، وجامع الترمذی، اللباس، باب ما جاء في النهي عن جلود السباع، حدیث: 1770 م. امام حاکم نے المستدرک: 144/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وله شاهد حسن عند البیهقی: 1/21.

رہلی کا جھونٹا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رہلی بخس نہیں ہے۔“<sup>①</sup>

لہذا رہلی کا جھوٹا پاک ہے۔

سو نے چاندی کے برتن میں کھانا

ام سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سو نے چاندی کے برتوں میں کھاتا پیتا ہے۔ وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ داخل کرتا ہے۔“<sup>②</sup>

① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب سُور الهرة، حدیث: 75، وسنده صحيح، وجامع الترمذی، الطهارة، باب ماجاء فی سُور الهرة، حدیث: 92. امام ترمذی نے، حاکم نے المستدرک: 160/1 میں، ذہبی نے اور نووی نے المجموع: 1/172 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاری، الأشربة، باب آنية الفضة، حدیث: 5634، وصحیح مسلم، اللباس، باب تحريم استعمال أوانی الذهب والفضة في الشرب وغيره، حدیث: 2065.



## جنا بت اور حیض سے متعلقہ احکام و مسائل (۱)

مندرجہ ذیل حالتوں میں غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے:

- جوش اور شہوت کے ساتھ منی خارج ہونے کے بعد (اس میں احتلام بھی داخل ہے)۔
- جماع کے بعد، خواہ ازال ہو یا نہ ہو۔
- حیض کے بعد۔
- <sup>①</sup> نفاس کے بعد۔

### رجاحت اور غسل جنابت

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان غسل جنابت کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ غسل صرف دخول پر فرض ہو جاتا ہے ازال شرط نہیں۔ دوسرا گروہ بیان کرتا تھا کہ وجوب غسل کے لیے دخول کے ساتھ ازال بھی شرط ہے۔ یہ طویل مباحثہ کسی فیصلہ کن نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔ آخر کار سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے کے حل کی ذمے داری لی، انہوں نے امام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا جَلَسَ يَئِنْ شُعِّبَهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ»

<sup>①</sup> وہ خون جو بچ کی پیدائش پر جاری ہوتا ہے۔ (مؤلف)

”جب مرد، عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور اس کا محل ختنہ عورت کے ساتھ مس کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے“<sup>①</sup>۔ تو مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ صرف دخول پر مرد اور عورت جبکی ہو جاتے ہیں اور ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اذال شرط نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مرد، عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ کر صحبت کرے تو غسل واجب ہو گیا، اگرچہ منی نہ نکلے۔“<sup>②</sup>

### عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے

ام المؤمنین ام سلمہ بنت خمار راویت کرتی ہیں کہ ام سلمہ بنت خمانے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً اللہ حق سے نہیں شرما تا (میں بھی آپ سے مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں) کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسے احتلام ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، جب وہ پانی (منی کا نشان) دیکھے۔“ اس پر ام سلمہ بنت خمانے (شرم سے) منه چھپالیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں (ہوتا ہے) تیرا داہنا ہاتھ خاک آ لود ہو (اگر ایسا نہیں) تو بتاؤ کہ پھر بچے کی ماں کے ساتھ مشابہت کیے ہو جاتی ہے؟“<sup>③</sup>

معلوم ہوا کہ عورت یا مرد نہیں سے اٹھ کر اگر تری، یعنی نشان منی دیکھے تو (یہ احتلام کی

<sup>①</sup> صحيح مسلم، الحيض، باب نسخ: [الماء من الماء] ووجوب الغسل بالقاء الختانين، حدیث: 349.

<sup>②</sup> صحيح البخاري، الغسل، باب إذا التقى الختانان، حدیث: 291، وصحیح مسلم، الحيض، باب نسخ (الماء من الماء)، حدیث: 348. یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

<sup>③</sup> صحيح البخاري، الغسل، باب إذا احتملت المرأة، حدیث: 282، نیز دیکھیے حدیث: 130، وصحیح مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المنی منها، حدیث: 313.

آخری جملہ بدعا نہیں، مخفی ایک محاورہ ہے، مراد تنبیر کرنا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (ع، ر)

علامت ہے، لہذا) ان پر غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے اور اگر احتلام کی کیفیت انھیں یاد ہو لیکن نشان نہ پائیں تو غسل فرض نہیں ہوگا، ایسی صورت میں شک کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

### جنبی عورت کے بالوں کا مسئلہ

ام سلمہ رض روایت کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال خوب مضبوط گوندھتی ہوں۔ کیا میں انھیں غسل جذابت کے وقت کھولا کروں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کا کھولنا ضروری نہیں۔ تیرے لیے بھی کافی ہے کہ تین لپ پانی اپنے سر پر ڈالے، پھر اپنے سارے بدن پر پانی بھائے، پس تو پاک ہو جائے گی۔“ <sup>①</sup>

عائشہ رض کو خبر ملی کہ عبد اللہ بن عمرو رض عورتوں کو غسل جذابت کے لیے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ فرمائے لگیں: ابن عمرو پر تعجب ہے، انہوں نے عورتوں کو تکلیف میں ڈال دیا ہے کہ وہ عورتوں کو غسل کے وقت سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ انھیں سرمنڈوانے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے؟ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے اور میں اپنے (بال کھولے بغیر) سر پر تین چلو سے زیادہ پانی نہیں ڈالتی تھی۔ <sup>②</sup> معلوم ہوا کہ غسل جذابت کے لیے بال کھولنے کی ضرورت نہیں مگر یہ حکم صرف غسل جذابت کا ہے۔ غسل حیض کے لیے بالوں کو کھولنا ضروری ہے۔

عائشہ رض سے روایت ہے کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب وہ حائض تھیں، فرمایا: ”اپنے بال کھولو اور غسل کرو۔“ <sup>③</sup>

① صحیح مسلم، الحیض، باب حکم ضفائر المغسلة، حدیث: 330. ② صحیح مسلم، الحیض، باب حکم ضفائر المغسلة، حدیث: 331، وصحیح ابن خزیمة، حدیث: 247.

③ [صحیح] سنن ابن ماجہ، الطهارة، باب فی الحائض کیف تغسل؟ حدیث: 641،

## جنبی سے میل جوں اور مصافحہ جائز ہے

سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ ایک دن بحالت جنبت میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ ایک جگہ بیٹھے گئے اور میں پچکے سے نکل گیا اور گھر جا کر غسل کیا، پھر واپس آیا۔ آپ ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”اے ابو ہریرہ! تو کہاں گیا تھا؟“ میں نے سارا حال کہہتا ہے تو آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ، تحقیق مومن ناپاک نہیں ہوتا۔“

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا، یہ ہے کہ مومن ہیتمن بخس اور پلید نہیں ہوتا۔ جنبت، حکمی نجاست ہے حقیقی وحی نہیں، یعنی شریعت نے مصلحت کی بنا پر ایک حالت میں بوجہ بخس حکمی اس پر غسل واجب کیا ہے، چنانچہ جنبی کے ساتھ مانا جلتا، انہنامیٹھنا اور کھانا پینا سب جائز ہے۔

سیدنا عمر رض نے آپ سے پوچھا کہ مجھے رات کو جنبت لاحق ہو جاتی ہے (نہانے کی ضرورت پڑ جاتی ہے) تو آپ نے فرمایا: ”وضو کرو، اپنی شرمگاہ دھوو، پھر سو جایا کرو۔“<sup>②</sup>

”وسنده صحيح، بوصیری نے کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ لیکن اس حدیث سے استدلال محل نظر ہے کیونکہ عائشہ رض کو بال کھولنے کا حکم اس غسل کے بارے میں ہے جو دوران حیض میں ہو اور احرام کے لیے ہو، اس غسل کے بارے میں نہیں جو حیض سے پاک ہونے کے لیے کیا جاتا ہے، دیکھئے سلسلہ الأحادیث الصحیحة للألبانی، حدیث: 188، ونبی الأولاد: 240/1۔ تاہم بعض علماء نے غسل جنبت اور غسل حیض میں ذکورہ تغیریق پر اسماء بنت شکل الانصاریہ رض کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے غسل حیض کے لیے پانی اور بیری کے پتے استعمال کرنے اور سر پر پانی ڈال کر خوب ملنے کا حکم دیا، جبکہ غسل جنبت کے متعلق بیری کے پتوں کا نہیں فرمایا، اسی طرح سر پر پانی ڈال کر ملنے کا حکم تو دیا لیکن خوب ملنے کا نہیں۔ دیکھئے تمام المنة، ص: 125 (ع۔و۔)

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الغسل، باب الجنب بخرج ويمشي في السوق وغيره، حدیث: 285، وصحیح مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن المسلم لا ينجس، حدیث: 371. <sup>②</sup> صحیح «

رسول اللہ ﷺ جب حالت جنا بت میں کھانا یا سونا چاہتے تو نماز کے وضو کی طرح  
وضو کرتے۔<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور پھر دوبارہ (صحبت) کرنا  
چاہے تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔“<sup>②</sup>

### رہائضہ سے جماع کرنے کی ممانعت

حیض کی حالت میں عورت سے مجامعت کرنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید  
میں فرمایا:

﴿فَأَعْذِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾

”پس (ایام) حیض میں عورتوں سے کنارہ کشی کرو (صحبت نہ کرو)۔“<sup>③</sup>  
اگر کوئی اس گناہ کا مرتكب ہو جائے تو اس کی بابت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بحال  
حیض اپنی عورت سے صحبت کرے تو اسے چاہیے کہ ایک دینار یا نصف دینار خیرات کرے۔“<sup>④</sup>  
دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے تو نصف دینار سوا دو ماشے سونا ہوا، الہذا ساڑھے  
چار ماشے یا سوا دو ماشے سونا یا اس کی قیمت صدقہ کرے، یعنی کسی مستحق کو دے دے اور  
آنکندہ کے لیے توبہ کرے۔

»البخاری، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، حديث: 290، وصحيح مسلم، الحيض،  
باب جواز نوم الجنب، حديث: 306. ① صحيح البخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم  
ينام، حديث: 288، وصحيح مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب، حديث: 305 واللفظ  
له. ② صحيح مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب.....، حديث: 308. ③ البقرة: 222: 2.  
④ [صحيح] سنن أبي داود، الطهارة، باب إثبات الحائض، حديث: 264، وهو حديث  
صحيح، وجامع الترمذى، الطهارة، باب ماجاء فى الكفارة فى ذلك، حديث: 137. امام حاكم  
المسند: 172، 171/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

## رُمَدِی کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بہت طاقتوں جوان تھے اور آپ کو رُمَدِی کثرت سے آتی تھی۔ آپ کو مسئلہ معلوم نہ تھا کہ رُمَدِی کے خارج ہونے پر غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں۔ چونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے داماد تھے، اس لیے بال مشافہ دریافت کرتے شرم محسوس کی تو اپنے دوست سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ مسئلہ دریافت کریں۔ مقداد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے رُمَدِی کے خارج ہونے پر غسل واجب قرار نہ دیا بلکہ فرمایا: ”(اس کے نکنے پر صرف وضو کرنا چاہیے)“<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر رُمَدِی خارج ہو تو ذگر (آلہ تعالیٰ) کو دھولو اور وضو کرو“<sup>②</sup>، نیز فرمایا: ”اور کپڑے پر جہاں رُمَدِی لگنے کا خیال ہو ایک چلوپانی لے کر چھڑک لینا کافی ہے۔“<sup>③</sup>

## رُمَدِی، منی اور ودی میں فرق

رُمَدِی: اس لیس دار پتلے پانی کو کہتے ہیں جو شہوت کے وقت لذت و جوش کے بغیر شرمگاہ سے نکلتا ہے اور بسا اوقات اس کے نکلنے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ سے غسل فرض نہیں ہوتا، البتہ وضو ثبوت جاتا ہے۔

منی: شرمگاہ سے ازال کے وقت لذت و جوش کے ساتھ خارج ہونے والا سفید پانی

<sup>①</sup> صحیح البخاری، العلم، باب من استحبنا فامر غيره بالسؤال، حدیث: 132، والوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين من القبل والدبر، حدیث: 178، وصحیح مسلم، الحیض، باب الرُّمَدِی، حدیث: 303. <sup>②</sup> صحیح البخاری، الغسل، باب غسل الرُّمَدِی والوضوء منه، حدیث: 269، وصحیح مسلم، الحیض، باب الرُّمَدِی، حدیث: 303. <sup>③</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب فی الرُّمَدِی، حدیث: 210، وسنده حسن، وجامع الترمذی، الطهارة، باب فی الرُّمَدِی یصیب الشوب، حدیث: 115. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

ہوتا ہے جو انسانی تخلیق کا مادہ اور اصل ہے اور اس کے اس کیفیت کے ساتھ نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔

ودی: وہ گاڑھا سفید نیالے رنگ کا پانی جو پیشاب سے قبل یا بعد خارج ہوتا ہے اور بغیر بوجے ہوتا ہے۔ اس کے نکلنے پر غسل فرض نہیں ہوتا، البتہ وضوؤٹ جاتا ہے۔

### ریلان رحم موجب غسل نہیں

جن عورتوں کو سفید رطوبت، یعنی لیکور یا کی شکایت ہوتی ہے، اس سے ان پر غسل لازم نہیں ہوتا، تاہم اس کے نکلنے سے وضوؤٹ جاتا ہے، الہدا وہ وضو کر کے حسب معمول نمازیں ادا کرتی رہیں۔

### ر حائضہ کو چھونا اور اس کے ساتھ کھانا جائز ہے

سیدنا انس رض روایت کرتے ہیں کہ جب عورت حیض <sup>①</sup> سے ہوتی تو یہودی اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہیں تھے اور نہ اس کے ساتھ گھروں میں اکٹھے رہتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حائضہ سے ہر کام کرو سوائے جماع کے۔” <sup>②</sup>

یعنی حائضہ کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا، اسے چھونا اور بوس و کنار وغیرہ سب باقیں جائز ہیں، سوائے فرج میں مجامعت کے۔

عائشہ رض روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے (حالت حیض میں) ازار باندھنے کا حکم دیتے، سو میں ازار باندھتی۔ آپ مجھے گلے گلتے تھے اور میں حیض والی ہوتی تھی۔ <sup>③</sup>

① حیض، یعنی ما ہواری کا خون۔ حائضہ: وہ خاتون جو ایام حیض سے گزر رہی ہو۔ (ع، ر)

② صحیح مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها.....، حدیث: 302.

③ صحیح البخاری، الحیض، باب مباشرۃ الحائض، حدیث: 300، وصحیح مسلم،

الحیض، باب مباشرۃ الحائض فوق الإزار، حدیث: 293.

عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ اکرم ﷺ نے مسجد (میں اپنی اعتکاف گاہ) سے مجھے بوریا پکڑا نے کا حکم دیا۔ میں نے کہا کہ میں حائض ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔“<sup>①</sup>

عائشہؓ سے روایت ہے: نبیؐ اکرم ﷺ میری گود کو تکیہ بنا کر قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تھے، حالانکہ میں حائض ہوتی تھی۔<sup>②</sup>

### جنبی کے قرآن پڑھنے کی کراہت

حالت جذابت میں قرآن حکیم کی تلاوت کے منوع ہونے کے بارے میں سیدنا علیؑ سے صحیح حدیث مروی ہے، رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کو قرآن پڑھنے سے جذابت کے سوا اور کوئی چیز نہیں روکتی تھی۔“<sup>③</sup>

حافظ ابن حجر نے فرمایا:

”حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن کی قسم سے ہے اور دلیل بننے کے لائق ہے۔“<sup>④</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی کے لیے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے پونکہ جذابت عموماً ایک اختیاری حالت ہے جس کا ازالہ بھی اختیاری ہے، یعنی غسل کر کے یا (کسی وجہ سے غسل نہ کرنے کی صورت میں) تمیم کر کے انسان اس حالت کو دور کر سکتا ہے، لہذا جنبی شخص کے لیے قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے۔

① صحیح مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها.....، حدیث: 298.

② صحیح البخاری، الحیض، باب فراءة الرجل في حجر امرأته وهي حائض، حدیث:

297، وصحیح مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها.....، حدیث: 301.

③ سنن أبي داود، الطهارة، باب في الجنب يقرأ القرآن، حدیث: 229، وهو حدیث حسن،

وجامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال.....، حدیث:

④ فتح الباری: 1/408، تحت الحدیث: 305.

سیدنا علی رض سے موقوفاً بھی حسن سند کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک جنبی نہ ہو جاؤ اور اگر جذابت لاحق ہو جائے تو پھر ایک حرف بھی نہ پڑھو۔<sup>۱</sup>

سیدنا ابن عمر رض سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ وہاں سے ایک آدمی گزرا تو اس نے آپ کو سلام کیا مگر آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا۔<sup>۲</sup>

جب حدث اصغر کی حالت میں سلام کا جواب دینا مکروہ ہوا تو جنبی کا قرآن کی تلاوت کرنا بالا ولی مکروہ ہوا، البتہ باقی اذکار کی بابت امام نووی فرماتے ہیں: جنبی کے لیے تبع، تحمد، تکبیر اور دیگر دعائیں اور اذکار بالاجماع جائز ہیں۔<sup>۳</sup>

عاشرہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔<sup>۴</sup>

### رکیا حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے؟

حالت حیض و نفاس میں قرآن کریم کی تلاوت کے منوع و ناجائز ہونے کے بارے میں کوئی مقبول (صحیح یا حسن) حدیث نہیں ہے، لہذا حائضہ عورت قرآن چھوئے بغیر زبانی تلاوت کر سکتی ہے جبکہ ذکر و اذکار اور دعائیں بالاجماع جائز ہیں۔

اس کی دلیل عاشرہ رض کی حدیث ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں ایام حج میں حائضہ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی ہر وہ کام کرو جو حاجی کرتا ہے۔“<sup>۵</sup>

ام عطیہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حیض والی عورتوں کو بھی عید کے روز عیدگاہ

① سنن الدارقطنی: 1/118، حدیث: 419. وقال: «هو صحيح عن علي» وسنده حسن.

② صحيح مسلم، الحيض، باب التيمم، حدیث: 370. معلوم ہوا کہ پیشاب کی حالت میں نہ تو کسی کو سلام کرنا چاہیے اور نہ کسی کے سلام کا جواب دینا چاہیے۔ ③ المجموع: 2/164. ④ صحيح مسلم، الحيض، باب ذکر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها، حدیث: 373. ⑤ صحيح البخاري، الحيض، باب الأمر بالنفسياء إذا نفسن، حدیث: 294، والحج، باب تقضي الحائض المناسب كلها إلا الطواف بالبيت.....، حدیث: 1650، وصحيح مسلم، الحج، باب »

جانے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور ان کی دعا کے ساتھ دعا کریں لیکن نماز نہ پڑھیں۔<sup>①</sup>

### استحاضہ کا مسئلہ

استحاضہ یہ ہے کہ ایام حیض کے بعد بھی عورت کی شرمگاہ سے خون کا نکنا جاری رہے۔ یہ ایک مرض ہے۔ جب عورت اپنے حیض کی عادت کے دن پورے کر لے تو پھر اسے غسل کر کے نماز شروع کر دینا لازم ہے کیونکہ خون استحاضہ کا حکم خون حیض سے مختلف ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابو حییش رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے خون استحاضہ آتا ہے اور میں (بوج خون استحاضہ) پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں، خون استحاضہ ایک (اندرونی) رگ (سے بہتا) ہے اور یہ خون، حیض نہیں ہے۔ پس جب تھجھے حیض کا خون آئے تو ایام حیض کے بقدر نماز چھوڑ دے اور جس وقت خون حیض بند ہو جائے (اور خون استحاضہ شروع ہو) تو اپنے استحاضہ کے خون کو دھو اور نماز پڑھ۔“<sup>②</sup>

حاصل کلام یہ کہ مستحاضہ پاک عورت کی طرح ہے۔ ایام حیض کے بعد غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ ہاں یہ بہت ضروری ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتی رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابو حییش رضی اللہ عنہا سے یہ بھی فرمایا: ”ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرو۔“<sup>③</sup>

» بیان وجوه الاحرام.....، حدیث: 1211. ① صحیح البخاری، الحیض، باب شہود الحائض العبدین.....، حدیث: 324، وصحیح مسلم، صلاة العبدین، باب ذکر ایاحة خروج النساء في العبدین إلى المصلى.....، حدیث: 890. ② صحیح البخاری، الحیض، باب الاستحاضة، حدیث: 306، وصحیح مسلم، الحیض، باب المستحاضة وغسلها، حدیث: 333. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب غسل الدم، حدیث: 228. خون حیض، «

## ر حائضہ کے لیے نماز اور روزے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت حیض سے ہوتی ہے تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔“<sup>①</sup>

ایک عورت معاذہ ﷺ نے عائشہؓ سے دریافت کیا: کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزے کی قضا تو دیتی ہے، نماز کی نہیں۔ عائشہؓ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمیں حیض آیا کرتا تھا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم تو دیا جاتا مگر نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔“<sup>②</sup>

”بلغت کی علامت ہے۔ یہ ایک طبعی خون ہے، اس کا آنا بیماری کی وجہ سے نہیں ہوتا، اس کے برعکس استحاضہ بیماری کی علامت ہے چونکہ یہ خون، حیض سے پہلے بھی آتا ہے اور حیض کی مدت گزر جانے کے باوجود نہیں رکتا، اس لیے بعض خواتین اسے بھی حیض سمجھ کر نماز چوڑے رکھتی ہیں، لہذا اس مسئلے کو بالوضاحت سمجھنا ضروری ہے:

- اگر کسی عورت کو خون استحاضہ شروع ہو جائے اگر اس سے پہلے اس کی عادت حیض معلوم تھی کہ اتنے دن حیض آتا ہے تو یہ عورت اپنی عادت کے مطابق عمل کر کے اتنے دن حائضہ رہے گی جبکہ باقی ایام استحاضہ کے شمار کرے گی جس میں ہر فرض نماز کے لیے وضو کر کے نماز پڑھے گی۔

- اگر اسے اپنے حیض کی عادت معلوم نہیں لیکن اسے دونوں خونوں کے درمیان فرق کا علم ہے کہ حیض کا خون گزارہ، سیاہ اور بدبودار ہوتا ہے، جبکہ خون استحاضہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ اگر دونوں خونوں کے درمیان تمیز کر سکتی ہے تو یہ وہ حیض سمجھے اس خون کو خون حیض سمجھ کر حائضہ بنی رہے اور اس کے بعد کے دنوں میں مستحاضہ شمار ہو گی۔

- اگر اسے نہ تو اپنی عادت کا علم ہے اور نہ ہی دونوں خونوں کے درمیان تمیز کر سکتی ہے تو اس صورت میں وہ عورتوں کی عام عادت کے مطابق مہینے میں چھ، سات دن حیض کے شمار کرے گی جبکہ باقی دن استحاضہ کے شمار کرے گی۔ ویکھیے نیل الاولطار: 1/259 (ع۔ و۔)۔

<sup>①</sup> صحیح البخاری، الحیض، باب ترك الحائض الصوم، حدیث: 304، وصحیح مسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان .....، حدیث: 79. <sup>②</sup> صحیح مسلم، الحیض، باب وجوب

## نفاس کا حکم

بچے کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے، اسے نفاس کہتے ہیں۔ ام سلمہ رض فرماتی ہیں کہ نفاس والی عورت میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چالیس دن بینٹھا کرتی تھیں۔<sup>①</sup>

یعنی عام طور پر چالیس دن نفاس کی حالت میں رہتے ہوئے نماز، روزہ اور جماع سے اجتناب کرتی تھیں۔

اکثر صحابہ رض اور تابعین رض کے نزدیک نفاس کے خون کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اگر چالیس روز کے بعد بھی خون جاری رہے تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہ خون استحاضہ ہے جس میں عورت ہر نماز کے لیے وضو کرتی ہے۔ نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں۔

نفاس اور حیض کے خون کا حکم ایک جیسا ہے، یعنی ان حالات میں نماز، روزہ اور جماع منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایام نفاس کی نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیتے تھے۔<sup>②</sup>

ابن المندزرنیشا پوری فرماتے ہیں: نفاس کے خون کی وجہ سے نماز ترک کی جاتی ہے، لہذا اگر یہ خون بند ہو جائے تو فرض نماز پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے۔<sup>③</sup>

» قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، حديث: 335. ① [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب ماجاء في وقت النساء، حديث: 312، وهو حديث حسن، وجامع الترمذى، الطهارة، باب ماجاء في كم تمكث النساء؟ حديث: 139، وسنن ابن ماجه، الطهارة، باب النساء كم تجلس؟ حديث: 648. امام حاكم نے المستدرک: 1/175 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح، جبکہ امام ترمذی رض نے المجموع: 2/525 میں حسن کہا ہے۔ ② [صحيح] سنن أبي داود، الطهارة، باب ماجاء في وقت النساء، حديث: 312 وهو حديث حسن. امام حاكم نے المستدرک: 1/175 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 2/253.



## غسل کا بیان

### غسل جنابت کا طریقہ

میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غسل کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے دائیں ہاتھ سے باسیں ہاتھ پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھ دھوئے، پھر دائیں کے ساتھ باسیں پر پانی ڈالتے ہوئے شرمگاہ کو دھویا، پھر بیان ہاتھ، جس سے شرمگاہ کو دھویا تھا، زمین پر رگڑا، پھر اسے دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرہ دھویا، پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، پھر تین بار سر پر پانی ڈالا اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچایا، پھر تمام بدن پر پانی ڈالا، پھر جہاں آپ نے غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔<sup>①</sup>

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی حدیث میں (غسل جنابت کا وضو کرتے وقت) سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے۔<sup>②</sup>

عائشہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے سر کا مسح نہیں کیا بلکہ اس پر پانی ڈالا۔ امام نسائی نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: ”جنابت کے وضو میں سر کا مسح ترک کرنا۔“<sup>③</sup>

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الغسل، باب تفريقي الغسل والوضوء، حدیث: 265، و صحيح مسلم، الحبس، باب صفة غسل الجنابة، حدیث: 317. <sup>②</sup> فتح الباري: 1/472، تحت الحديث: 249. <sup>③</sup> [صحيح] سنن النسائي، الغسل، باب ترك مسح الرأس في الوضوء من الجنابة، حدیث: 422، وسنده صحيح غريب.

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد سے سوال کیا کہ جب (غسل سے قبل) وضو کرے تو کیا سر کا مسح بھی کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ مسح کس لیے کرے جب کہ وہ اپنے سر پر پانی ڈالے گا؟

امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے نہاتے اور دونوں اس سے چلو بھر بھر کر لیتے تھے۔<sup>①</sup>

آبادی میں غسل کرتے وقت پردے کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔<sup>②</sup>  
تنبیہ: نماز کے لیے غسل جنابت کا وضو کافی ہے۔

### ر دیگر غسل

غسل جنابت کے بعد اب ان احوال کا ذکر کیا جا رہا ہے جن میں غسل کرنا واجب، مسنون یا مستحب ہے۔

### ر جمعہ کے دن غسل

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ»

”جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔“<sup>③</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر حق ہے

① صحيح البخاري، الغسل، باب تخليل الشعر ..... ، حدیث: 273. ② صحيح البخاري، الغسل، باب التستر في الغسل عند الناس ، حدیث: 281,280 ، صحيح مسلم، الحيض، باب تستر المغتسل بشوب ونحوه، حدیث: 337,336. ③ صحيح البخاري، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة..... ، حدیث: 877 ، صحيح مسلم، الجمعة، باب كتاب الجمعة، حدیث: 844.

کہ ہفتے میں ایک دن (جمعہ کو) غسل کرے۔ اس میں سرا اور اپنا بدن وھوئے۔<sup>①</sup>

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن ہر بالغ مسلمان پر نہانا واجب ہے۔“<sup>②</sup>

ابن جوزی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے کیونکہ اس کی احادیث زیادہ صحیح اور قوی ہیں۔ ابن حزم اور علامہ شوکانی رضی اللہ عنہما نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا ہے۔<sup>③</sup>

### ر میت کو غسل دینے والا غسل کرے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص میت کو غسل دے اسے چاہیے کہ وہ خود بھی نہائے۔“<sup>④</sup>

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم میت کو غسل دیتے، پھر ہم میں سے بعض غسل کرتے اور بعض نہ کرتے۔<sup>⑤</sup>

دونوں احادیث کو ملانے سے مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جو شخص میت کو غسل دے، اس کے

① صحيح البخاري، الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل .....؟ حديث: 897، و صحيح مسلم، الجمعة، باب الطيب والسوافك يوم الجمعة، حديث: 849. ② صحيح البخاري، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة.....، حديث: 879، و صحيح مسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال .....، حديث: 846. ③ رکھیے المحلی: 255، و نیل الأول طار: 1/275. ④ [حسن صحيح] سنن أبي داود، الجنائز، باب في الغسل من غسل الميت، حديث: 3162، 3161، وهو حديث حسن، و جامع الترمذى، الجنائز، باب في الغسل من غسل الميت، حديث: 993، و سنن ابن ماجه، الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت، حديث: 1463. امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ ابن حبان نے الموارد، حديث: 751 میں اور امام حاکم نے المستدرک: 1/23 میں صحیح کہا ہے۔ ⑤ [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي: 1/306، و سنن الدارقطنی: 2/72، حديث: 1802، و سنده صحيح، حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر: 138/1 میں اسے صحیح کہا ہے۔

## غسل کا بیان

لیے نہانا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

### مسلم کے لیے غسل

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کریں۔<sup>①</sup>

### عیدین کے روز غسل

نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ عید الفطر کے روز عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔<sup>②</sup>

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جمعہ، عرفہ، قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیے۔

یہ عیدین کے روز غسل پر سب سے اچھی دلیل ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں: اس مکلے میں

اعتماد سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر پر ہے، نیز اس کی بنیاد جمعہ کے غسل پر قیاس ہے۔<sup>④</sup>

### احرام کا غسل

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حج کا احرام باندھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔<sup>⑤</sup>

① [حسن صحيح] سنن أبي داود، الطهارة، باب في الرجل يسلم فيؤمر بالغسل، حدیث: 355، وهو حدیث صحيح، وجامع الترمذی، الجمعة، باب ما ذکر في الاغتسال عندما یسلم الرجل، حدیث: 605. وقال: ”حسن“ امام نووی نے المجموع: 2/152 میں اسے حسن جمکہ امام ابن خزیمہ نے حدیث: 255,254 میں اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 234 میں صحیح کہا ہے۔

② [صحيح] الموطأ للإمام مالک، العیدین، باب العمل في غسل العیدین، حدیث: 436. حدیث: 177/1، و سندہ صحيح اس کی سند أصلح الأسانید ہے۔ ③ [صحيح] السنن الکبریٰ للبیهقی: 3/278، والشافعی فی الأم: 7/163، و سندہ صحيح، و شرح معانی الآثار: 119/1. ④ المجموع: 5/11. ⑤ [حسن] جامع الترمذی، الحج، باب ماجاء في الاغتسال عند الإحرام، حدیث: 830، و سندہ حسن امام ترمذی نے اسے حسن اور ابن خزیمہ نے حدیث: 2595 «

## رکے میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے میں داخل ہوتے وقت غسل کرتے تھے۔<sup>①</sup>

### رسواک کا بیان

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رات کو تجد کے لیے اٹھتے تو رسواک فرماتے۔<sup>②</sup>

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کو ہر دور کعت کے بعد رسواک کرتے۔<sup>③</sup>

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "رسواک منہ کے لیے طہارت کا سبب اور اللہ کی رضامندی کا ذریعہ ہے"۔<sup>④</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں اپنی امت کے لیے مشکل نہ جانتا تو انھیں ہر نماز سے پہلے رسواک کرنے کا (وجوبی) حکم دے دیتا"۔<sup>⑤</sup>

"میں صحیح کہا ہے۔" ① صحيح البخاری، الحج، باب الاحلال مستقبل القبلة، حدیث: 1553، وباب الاغتسال..... حدیث: 1573، وصحيح مسلم، الحج، باب استحباب المیت بنی طوی.....، حدیث: 1259. ② صحيح البخاری، الوضوء، باب الرسوک، حدیث: 245، وصحيح مسلم، الطهارة، باب السوک، حدیث: 255. ③ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ، ودعاہ بالليل، حدیث: 191/763، ترقیم دارالسلام: 1799. ④ [صحیح سنن النسائي، الطهارة، باب الترغیب في الرسوک، حدیث: 5، وهو حدیث صحيح امام نوی نے المجموع: 1/26 میں اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 143 میں اسے صحیح کہا ہے۔] ⑤ صحيح البخاری، الجمعة، باب الرسوک يوم الجمعة، حدیث: 887، وصحيح مسلم، الطهارة، باب الرسوک، حدیث: 252. غالباً اسی فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے آپ قیام للیل کی ہر دور کعت کے بعد رسواک فرماتے تھے۔ سنن ابن ماجہ، الطهارة وستتها، باب الرسوک، حدیث: 288. جبکہ امت کے لیے پند تو اس بات کو کیا کہ وہ ہر نماز سے پہلے رسواک کرے لیکن مشقت کے ذر سے وجوبی حکم نہیں دیا۔ [اللهم صل على محمد وعلى آل محمد] (ع، ر)

## وضوکابیان

نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھ دھونا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا اسْتَيقَظَ أَحَدُكُمْ مِّنْ نُوْمِهِ فَلْيُغِسْلِ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ»

”جب تم نیند سے جا گو تو اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالو جب تک کہ اسے (تین بار) دھونے لو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔“<sup>①</sup>  
مطلوب یہ کہ نیند سے جاگ کر ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھونے کے بعد پانی کے برتن میں ڈالنے چاہیں۔ ہو سکتا ہے رات کو ہاتھ بدن کے کسی خاص حصے کو لگ کر پلید ہو گئے ہوں۔

تین بارناک جھاڑنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نیند سے بیدار ہو کر وضو کرنے لگو تو پانی چڑھا کر تین بارناک جھاڑ و کیونکہ شیطان ناک کے بانے میں رات گزارتا ہے۔“<sup>②</sup>

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الوضوء، باب الاستجمار وتراء، حديث: 162، وصحیح مسلم، الطهارة، باب کراهة غمس المتصوّر وغيره يده المشكوك في نجاستها في الإناء قبل غسلها ثلاثة، حديث: 278. تین بار دھونے کا ذکر مسلم کی روایت میں ہے۔ (ع، ر)، <sup>②</sup> صحيح البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، حديث: 3295، وصحیح مسلم، الطهارة، باب الإيتار»

سونے والے کے ناک کے بانے میں شیطان کے رات گزارنے کی کیفیت اور حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارا فرض ایمان لانا ہے کہ واقعی شیطان رات گزارتا ہے۔

### رمسنون وضو کی مکمل ترتیب

● وضو کے شروع میں ”بِسْمِ اللَّهِ“ ضرور پڑھنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”بِسْمِ اللَّهِ“ کہتے ہوئے وضو کرو۔<sup>①</sup> واضح رہے کہ وضو کی ابتدا کے وقت صرف ”بِسْمِ اللَّهِ“ کہنا چاہیے۔ ”الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ“ کے الفاظ کا اضافہ سنت سے ثابت نہیں۔<sup>②</sup>

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہیں لیتا اس کا وضو نہیں۔“<sup>③</sup> ● رسول اللہ ﷺ جو تے پہنچنے، لکھنی کرنے، طہارت کرنے اور دیگر تمام کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے۔<sup>④</sup> ● پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھوئیں۔<sup>⑤</sup>

”في الاستشارة والاستجمار“، حدیث: 238. ① [صحیح] سنن النسائي، الطهارة، باب التسمية عند الوضوء، حدیث: 78 و سندہ صحیح، و صحیح ابن خزیمة، الصلاة، باب ذکر تسمیة الله عز وجل عند الوضوء، حدیث: 144. امام نووی نے کہا ہے کہ اس کی سند جید ہے۔ و صححه ابن خزیمة، حدیث: 144.

② یہ سنت سے شدید محبت کی علامت ہے کہ جتنا مرشد اعظم ﷺ نے بتایا، اتنا ہی پڑھا جائے۔ (ع، ر) ③ [حسن] سنن أبي داود، الطهارة باب في التسمية على الوضوء، حدیث: 101. وهو حدیث حسن، حافظ منذری نے الترغیب: 164 میں شواہد کی بنا پر اسے حسن کہا ہے۔ اگر بِسْمِ اللَّهِ بھول گئی اور وضو کے دوران میں یاد آئی تو فوراً پڑھ لے ورنہ وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بھول معاف ہے۔ (ع، ر)

④ صحیح البخاری، الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل، حدیث: 168، و صحیح مسلم، الطهارة، باب التیمن فی الطهور وغيره، حدیث: 268. ⑤ صحیح البخاری،

- ہاتھوں کو دھوتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان خلال کریں۔<sup>①</sup>
- پھر ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں اور ناک کو با میں ہاتھ سے جھاؤیں۔<sup>②</sup> عمل تین دفعہ کریں۔
- پھر تین بار چہرہ دھوئیں۔<sup>③</sup>
- پھر ایک چلو لے کر اسے ٹوڑی کے نیچے داخل کر کے داڑھی کا خلال کریں۔<sup>④</sup>
- پھر دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین بار دھوئیں، پھر بایاں ہاتھ بھی کہنی سمیت تین بار دھوئیں۔<sup>⑤</sup>
- پھر سر کا مسح کریں۔ دونوں ہاتھ سر کے الگ حصے سے شروع کر کے گدی تک پیچھے لے جائیں، پھر پیچھے سے آگے اسی جگہ لے آئیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔<sup>⑥</sup>
- آپ نے سر کا ایک دفعہ مسح کیا۔<sup>⑦</sup>

«الوضوء، باب الوضوء ثلاثة ثلاثة، حديث: 159، وصحيح مسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، حديث: 226. ① [صحيح] سن أبي داود، الطهارة، باب في الاستئثار، حديث: 142، وسنده حسن، وهو حديث صحيح وجامع الترمذى، الطهارة، باب في تخليل الأصابع، حديث: 38. إمام ترمذى، حاكم نے المستدرک: 148,147 میں، ذہبی، ابن فزیمہ نے حديث: 150، اور ابن حبان (الموارد، حديث: 159) میں اور تووی نے المجموع: 1/352 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاري، الوضوء، باب من مضمض و استنشق من غرفة واحدة، حديث: 191، وباب الوضوء من التور، حديث: 199، وصحيح مسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، حديث: 235. ③ صحيح البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، حديث: 185، وصحيح مسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، حديث: 235. ④ [صحيح] جامع الترمذى، الطهارة، باب ماجاء في تخليل اللحية، حديث: 31. وسنده حسن، إمام ترمذى، ابن حبان نے الموارد، حديث: 154 میں اور ابن فزیمہ نے حديث: 152,151 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحيح البخاري، الصيام، باب سواك الرطب واليابس للصائم، حديث: 1934، وصحيح مسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، حديث: 236. ⑥ صحيح البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، حديث: 185، وصحيح مسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، حديث: 235. ⑦ صحيح البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين»

- پھر کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کر کے اندر ورنی جانب سے گزار کر کانوں کی پشت پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کریں۔<sup>①</sup>
- پھر دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں اور بایاں پاؤں بھی ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں۔<sup>②</sup>
- جب بھی وضو کریں تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کریں۔<sup>③</sup>
- سیدنا مستور بن شداد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال ہاتھ کی چھکلی (چھوٹی انگلی) سے کر رہے تھے۔<sup>④</sup>
- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر رخصم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو وضو کرتے وقت پٹی پر مسح کر لے اور اردو گرد کو دھو لے۔<sup>⑤</sup>

» إلى الكعبين، حديث: 186، وصحيحة مسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، حديث: 235. ① [صحيحة] سنن ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مسح الأذنين، حديث: 439، وهو حديث صحيح، وجامع الترمذى، الطهارة، باب ماجاء في مسح الأذنين ظاهرهما وباطنهما، حديث: 36 (بدون ذكر السبابتين والإبهامين). امام ترمذى نے اور ابن خزيمہ نے حديث: 148 میں اسے صحیح کہا ہے۔ یاد رہے سوراخوں والا مسئلہ سنن أبي داود، حديث: 131 اور سنن ابن ماجہ، حديث: 441 میں حسن سنن کے ساتھ موجود ہے۔ ② صحيح البخاري، الصيام، باب سواك الرطب واليابس للصائم، حديث: 1934، وصحيحة مسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، حديث: 226. ③ [حسن] جامع الترمذى، الطهارة، باب في تخليل الأصابع، حديث: 39، وهو حديث حسن، وسنن ابن ماجه، الطهارة، باب تخليل الأصابع، حديث: 447. امام ترمذى نے اسے حسن کہا ہے۔ ④ [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب غسل الرجل، حديث: 148، وهو حديث حسن، وجامع الترمذى، الطهارة، باب في تخليل الأصابع، حديث: 40. امام مالک نے حسن کہا ہے۔ ⑤ [صحيحة] السنن الكبرى للبيهقي، الطهارة، باب المسح على العصائب والجبائر: 228، حديث: 1079، وسنده حسن، امام بيهقي نے اسے صحیح کہا ہے۔

## تنبیہات

● کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لینے کا ذکر جس حدیث میں ہے اسے امام ابو داؤد نے حدیث: 139 میں، امام نووی نے المجموع: 1/360 میں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے التلخیص الحبیر: 1/78 میں ضعیف کہا ہے۔ امام نووی اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ چلو سے آدھا پانی منہ میں اور آدھا ناک میں ڈالنا ہے۔<sup>①</sup>

کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لینے کا ثبوت بھی ایک اور حدیث میں ہے۔ شفیق بن سلمہ رض سے روایت ہے کہ میں نے علی اور عثمان رض کو دیکھا، انہوں نے وضو کیا، تین تین دفعہ (اعضا کو دھوتے ہوئے) پھر دونوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح وضو کیا تھا، اور (شفیق نے) بیان کیا کہ ان دونوں نے کلی اور ناک کے لیے الگ الگ پانی لیا تھا۔<sup>②</sup>

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کانوں کا تعلق سر سے ہے۔“<sup>③</sup>  
اس کا مطلب یہ ہے کہ کانوں کے لیے نئے پانی کی ضرورت نہیں۔<sup>④</sup>  
کانوں کے سوچ کے لیے نیا پانی لینے والی روایت کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بلوغ المرام، حدیث: 37 میں شاذ قرار دیا ہے۔

① المجموع: 1/397، وزاد المعاد، فصل في هديه في الوضوء: 1/192. ②التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة، ص: 588، حدیث: 1410 وسنده حسن لذاته. ③[صحیح] سنن الدارقطنی: 98/1 حدیث: 327. ④ وسنده قوی، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھیں التحقیق فی اختلاف الحدیث لابن الجوزی: 1/94، 95، حدیث: 153.

④ اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ کانوں کا حکم چہرے والا نہیں کہ انھیں دھویا جائے بلکہ ان کا حکم سر والا ہے، یعنی ان کا سوچ کیا جائے۔ والله أعلم۔ (ع، ر)

● حافظ ابن قیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (گدی کے نیچے) گردن کے (الگ) مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔<sup>①</sup> گردن کے مسح کی روایت کے متعلق امام نووی فرماتے ہیں: یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔

### وضو کے بعد کی منسون دعائیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبَلِّغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ : أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتْحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الْثَّمَانِيَّةِ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ»  
”تم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں کہ جو پورا وضو کرے، پھر یہ کہے: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔“ مگر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے داخل ہو۔<sup>②</sup>

● ابو اودی ایک روایت میں اس دعا کو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر پڑھنے کا ذکر ہے مگر یہ روایت صحیح نہیں۔ اس میں ابو عقیل کا پچازاد بھائی مجہول ہے۔<sup>③</sup>

وضو کے بعد یہ دعا بھی پڑھیں:

**سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ**

① زاد المعاد، فصل في هدية في الوضوء: 1/195. سراور كانواں کے مسح کے بعد ائمۃ ہاتھوں کے ساتھ گردن کا مسح کسی صحیح و مقبول حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ (ز-ع) ② صحيح مسلم، الطهارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، حدیث: 234. ③ سنن أبي داود، الطهارة، باب «

”اے اللہ! تو اپنی تمام تر تعریفات کے ساتھ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ میں تجھے سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔“<sup>①</sup>

### وضوکی خود ساختہ دعائیں

رسول اللہ ﷺ کی سنت سے وضو کے شروع میں (بسم اللہ) اور بعد میں شہادتین کا پڑھنا ثابت ہے۔ لیکن بعض لوگ وضو میں ہر عضو دھوتے وقت ایک ایک دعا پڑھتے ہیں اور وہ دعائیں مرد جو کتب نماز میں پائی جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دعائیں سنت پاک اور صحابہؓ کرام ﷺ کے عمل سے ثابت نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول اکرم ﷺ پر دین مکمل کر دیا تو پھر دینی اور شرعی امور میں کمی بیشی کرنا کسی امتی کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے۔ امام نووی اور حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر عضو کے لیے مخصوص اذکار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔<sup>②</sup>

### وضو کے دیگر مسائل

احادیث میں وضو کے اعضاء کو دو دو بار اور ایک ایک بار دھونے کا ذکر بھی آیا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ اور صحابہؓ کرام ﷺ کا اکثر عمل تین بار دھونے پر رہا ہے۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ اعضاء کا ایک ایک بار دھونا بھی کافی ہے۔

»ما يقول الرجل إذا توضأ؟« حدیث: 170، وسنده ضعیف. ① [صحیح] عمل اليوم والليلة للنسائي: 81، السنن الکبری للنسائي: 9909 وسنده حسن وأعلمه النسائي، والمستدرک للحاکم: 564/1، حدیث: 2072 وصححه على شرط مسلم ووافقه الذهبي. امام حاکم نے، حافظ ذہبی نے اور ابن حجر نے التلخیص الحبیر: 102/1 میں اسے صحیح کہا ہے۔ تمذی کی روایت: 55 (وسنده ضعیف) میں دعا: [اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ .....] ابھی ذکور ہے گر خود انہوں نے اسے مضطرب (ضعیف کی ایک قسم) قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ② زاد المعاذ: 1/195.

ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وضو کی کیفیت دریافت کی تو آپ نے اسے اعضاء کا تین تین بار دھونا سکھایا اور فرمایا: ”اس طرح کامل وضو ہے، پھر جو شخص اس (تین تین بار دھونے) پر زیادہ کرے یا (بیوں) کمی کرے (کہ کسی عضو کو چھوڑ ڈالے یا پورا نہ دھوئے) پس تحقیق اس نے (ترک سنت کی بنا پر) برآ کیا اور (مسنون حد سے تجاوز کر کے) زیادتی کی اور (رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے اپنی جان پر) ظلم کیا۔“<sup>①</sup>

### رسنون وضو سے گناہوں کی بخشش

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس وقت بندہ مومن وضو شروع کرتا ہے، پھر کلی کرتا ہے اور ناک جھاڑتا ہے تو اس کے منہ اور ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جس وقت چہرہ دھوتا ہے اس کے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ چہرہ دھوتے وقت گناہ دائری کے کناروں سے بھی گرتے ہیں اور جس وقت وہ کہنیوں سمیت ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں، پھر جس وقت صح کرتا ہے تو اس کے بالوں کے کناروں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ جس وقت پاؤں دھوتا ہے تو اس کے دونوں پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ دونوں پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں، پھر اس کے بعد اگر وہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی، اللہ کی تعریف، شناور یا زرگی یوں بیان کی جیسے اس کا حق ہے اور اپنادل اللہ کی یاد کے لیے فارغ کیا تو وہ گناہوں سے اس طرح (پاک ہو کر) لوٹتا ہے جیسے وہ اس دن

① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب الوضوء ثلاثاً ثلثاً، حدیث: 135 وسنده حسن، وسنن النسائی، الطهارة، باب الاعتداء في الوضوء، حدیث: 140. امام ابن خزیمہ نے حدیث: 174. میں اور امام نووی نے المجموع: 1/438 میں اسے صحیح، جبکہ حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر: 83/1 میں جید کہا ہے۔

(پاک) تھا جب اس کی ماں نے جتنا تھا۔<sup>①</sup>

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ اپنی امت کو (میدان حشر میں) دوسرا امتوں (کے بے شارلوگوں) سے کس طرح پہچانیں گے تو آپ نے فرمایا: ”میرے امتی وضو کے اثر سے سفید (نورانی) چہرے اور سفید (نورانی) ہاتھ پاؤں والے ہوں گے۔ اس طرح ان کے سوا اور کوئی نہیں ہوگا۔<sup>②</sup>“

### خشک ایڑیوں کو عذاب

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کے سے مدینے کی طرف لوئے۔ راستے میں ہمیں پانی ملا۔ ہم میں سے ایک جماعت نے نماز عصر کے لیے جلد بازی میں وضو کیا۔ پیچھے سے ہم بھی پہنچ گئے (دیکھا کہ) ان کی ایڑیاں خشک تھیں، انھیں پانی نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خشک (ایڑیوں کے لیے آگ سے خرابی ہے، پس وضو پورا کرو۔<sup>③</sup>“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو بڑی احتیاط سے، سنوار کر اور پورا کرنا چاہیے۔ اعضاء کو خوب اچھی طرح اور تین تین بار دھونا چاہیے تاکہ ذرہ برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔ ایک شخص نے وضو کیا اور اپنے قدم پر ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑ دی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ”واپس جا اور اچھی طرح وضو کر۔<sup>④</sup>“

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب إسلام عمرو بن عبسة، حدیث: 832، وسنن النسائی، حدیث: 103 میں چہرہ دھونے کے ساتھ آنکھوں کی پکلوں کے نیچے سے اور سر کے سُج کے ساتھ کانوں کے گناہ تکل جانے کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ ② صحیح مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، حدیث: 248,247. ③ صحیح مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما، حدیث: 241. ④ صحیح مسلم، الطهارة، باب وجوب استیعاب جميع أجزاء محل الطهارة، حدیث: 243.

## ر دھو سے بلندی درجات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طہارت آدھا ایمان ہے۔“<sup>①</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے دلی دوست محمد ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”(جنت میں) مومن کا زیور (نور) وہاں تک پہنچ گا جہاں تک دھو کا پانی پہنچتا ہے۔“<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھیں وہ چیز نہ بتاؤں کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! (ارشاد فرمائیں) آپ نے فرمایا: ”مشقت (بیماری یا سردی وغیرہ) کے وقت کامل اور سنوار کر دھو کرنا، مسجدوں کی طرف اٹھنے والے قدموں کا زیادہ ہونا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا (گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے)۔“<sup>③</sup>

## تحفیۃ الوضو پڑھنے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دھو کرے اور خوب سنوار کر اچھا دھو کرے، پھر کھڑا ہو کر دل اور چہرے سے (ظاہری و باطنی طور پر) متوجہ ہو کر دور رکعت (نفل) نماز ادا کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“<sup>④</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے وقت سیدنا بلاں رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے بلاں! میرے سامنے اپنا وہ عمل بیان کر جو تو نے اسلام میں کیا اور جس پر تجھے ثواب کی بہت زیادہ امید ہے کیونکہ میں نے اپنے آگے جنت میں تیری جو تیوں

① صحیح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء، حدیث: 223. ② صحیح مسلم، الطهارة، باب تبلیغ الحلیة حيث یبلغ الوضوء، حدیث: 250. ③ صحیح مسلم، الطهارة، باب فضل إسپاغ الوضوء على المکارہ، حدیث: 251. ④ صحیح مسلم، الطهارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، حدیث: 234.

کی آواز سنی ہے۔“ سیدنا بلال رض نے عرض کیا: میرے نزدیک جس عمل پر مجھے (ثواب کی) بہت زیادہ امید ہے وہ یہ ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی وضو کیا تو وضو کے ساتھ جس قدر نفل نماز میرے مقدار میں تھی، ضرور پڑھی (ہر وضو کے بعد نوافل پڑھے)۔<sup>①</sup>

### ر ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کرنا

سیدنا بریدہ رض سے روایت ہے کہ فتح کمل کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور موزوں پرسج بھی کیا۔ سیدنا عمر رض نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے وہ کام کیا جو آپ پہلے نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اے عمر! میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے (تاکہ لوگوں کو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا جواز معلوم ہو جائے)۔“<sup>②</sup> معلوم ہوا کہ وضو قائم ہونے کی صورت میں ہر نماز کے لیے وضو فرض نہیں بلکہ افضل ہے۔

### ر دودھ پینے سے کلی کرنا

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا، پھر کلی کی اور فرمایا: ”اس میں چکنائی ہے۔“<sup>③</sup>

آپ نے بکری کاشانہ کھایا، اس کے بعد نماز پڑھی اور دوبارہ وضو نہ کیا۔<sup>④</sup>

آپ نے ستوكھائے، پھر کلی کر کے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔<sup>⑤</sup>

① صحیح البخاری، التهجد، باب فضل الظهور بالليل والنهار.....، حدیث: 1149  
وصحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رض، حدیث: 2458. ② صحیح مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات کلہا بوضوء واحد، حدیث: 277. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب هل یمضمض من اللبن؟ حدیث: 211، وصحیح مسلم، الحیض، باب نسخ الوضوء ممامست النار، حدیث: 358. ④ صحیح البخاری، الوضوء، باب من مضمض لم یتوضاً من لحم الشاة والسویق، حدیث: 207، وصحیح مسلم، الحیض، باب نسخ الوضوء مما ممت النار، حدیث: 354. ⑤ صحیح البخاری، الوضوء، باب من مضمض من السویق ولم یتوضاً، حدیث: 209.

## موزوں وغیرہ پرسح کے متعلق احکام و مسائل

سیدنا مغیرہ رض کہتے ہیں:

(كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفْيَيْهِ فَقَالَ : " دَعْهُمَا فَإِنِّي أَذْخَلُهُمَا طَاهِرَتِينَ " فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

"میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میں نے وضو کے وقت چاہا کہ آپ کے دونوں موزے اتار دوں۔ آپ نے فرمایا: "انھیں رہنے والے میں نے انھیں طہارت کی حالت میں پہنچا تھا، پھر آپ نے ان پر مسح کیا۔"

شرط کن ہانی رض فرماتے ہیں: میں نے سیدنا علی رض سے موزوں پر مسح کرنے کی مدت کے متعلق پوچھا تو سیدنا علی رض نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے (مسح کی مدت) تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات مقرر فرمائی ہے۔<sup>①</sup>

سیدنا صفووان بن عسال رض کہتے ہیں کہ حالت سفر میں رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین راتوں تک پاخانہ، پیشاب یا سونے کی وجہ سے نہ اتاریں ( بلکہ ان پر مسح کریں) ہاں جتابت کی صورت میں (موزے اتارنے کا حکم دیتے)۔<sup>②</sup>

<sup>①</sup> صحیح البخاری، الوضوء، باب إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان، حدیث: 206. موزوں سے مراد فرم چڑے کی جوابیں ہیں۔ (ع، ر)

<sup>②</sup> صحیح مسلم، الطهارة، باب التوقیت فی المسح علی الخفین، حدیث: 276. امام نووی، او زائی اور امام احمد رض کہتے ہیں کہ مسح کی مدت موزے پہنچنے کے بعد، وضو کے ثبوت جانے سے نہیں بلکہ پہلا مسح کرنے سے شروع ہوتی ہے، یعنی اگر ایک شخص نماز فحر کے لیے وضو کرتا ہے اور موزے یا جرا میں پہن لیتا ہے، پھر نماز ظہر کے لیے وضو کرتے وقت اس نے موزوں یا جرا بول پر مسح کیا تو اگلے دن کی نماز ظہر تک وہ مسح کر سکتا ہے۔ (مؤلف)

<sup>③</sup> [صحیح] جامع الترمذی، الطهارة، باب المسح علی الخفین للمسافر والمقيم، حدیث: 96 و سندہ حسن، وسنن النسائي، الطهارة، باب التوقیت فی المسح علی الخفین للمسافر، «

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبی ہونا مسح کی مدت ختم کر دیتا ہے۔ اس لیے غسل جنابت میں موزے اتارنا لازم ہے، البتہ بول و براز اور نیند کے بعد موزے نہ اتارے جائیں بلکہ معینہ مدت تک ان پر مسح کیا جاسکتا ہے۔

### جرابوں پر مسح کرنے کا بیان

سیدنا ثوبان رض روایت کرتے ہیں:

«أَمْرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَابِ وَالْتَّسَاجِينِ»

”رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے وقت صحابہ کو پگڑیوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔“<sup>①</sup>

### صحابہ رض کا جرابوں پر مسح کرنا

سیدنا عقبہ بن عمر وابو مسعود انصاری رض نے اپنی جرابوں پر مسح کیا۔<sup>②</sup>

سیدنا عمرو بن حریث رض فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رض نے پیشاب کیا، پھر وضو کرتے ہوئے آپ نے اپنی جرابوں پر، جو جتوں (چپلوں) میں تھیں، مسح کیا۔ (مصنف ابن أبي شيبة: 189 حديث: 1986، وابن المنذر فی الاوسط: 1/462 وسنده صحيح)۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے المحلی: 1/324 میں 12 صحابہ کرام رض سے جرابوں پر مسح کرنا ذکر کیا ہے۔ جن میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عمرو بن حریث رض بھی

”حدیث: 127. امام ترمذی نے، ابن خزیم نے حدیث: 196 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 179 میں اور نووی نے المجموع: 1/479 میں اسے صحیح کہا ہے۔<sup>①</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب المسح على العمامة، حدیث: 146. وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 1/169 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ہر اس جراب پر مسح کرنا درست ہے جو ساتر قدم ہو، یعنی جس میں پاؤں نظر نہ آئیں۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) <sup>②</sup> مصنف ابن أبي شيبة: 1/189، حدیث: 1987 وسنده صحيح۔

شامل ہیں۔ اسی طرح سیدنا سہل بن سعد رض جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔<sup>①</sup>

سیدنا ابو امامہ رض بھی جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔<sup>②</sup>

ابن قدامة کہتے ہیں کہ صلحہ کرام رض کا جرابوں پر مسح کے جواز پر اجماع ہے۔<sup>③</sup>

### لغت عرب سے ”جورب“ کے معنی

عربی لغت کی معتبر کتاب قاموس 1: 46 میں ہے: ہر وہ چیز جو پاؤں پر پہنی جائے، جورب (جراب) ہے۔ ”تاج العروس“ میں ہے جو چیز لفافے کی طرح پاؤں پر پہن لیں وہ جَوْرَبْ ہے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں کہ جورب بٹے ہوئے اون سے بنائی جاتی ہے اور پاؤں میں سخن سے اوپر تک پہنی جاتی ہیں۔ عارضۃ الاحوذی میں شارح حدیث امام ابو بکر ابن العربي رض تحریر فرماتے ہیں: جَوْرَبْ وہ چیز ہے جو پاؤں ڈھانپنے کے لیے اون سے بنائی جاتی ہے۔ عمدة الرعایة میں ہے: جرایں روئی، یعنی سوت کی ہوتی ہیں اور بالوں کی بھی بنتی ہیں۔ غایۃ المقصود میں ہے کہ جرایں چڑیے کی، صوف کی اور سوت کی بھی ہوتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جَوْرَبْ لفافے یا لباس کو کہتے ہیں، وہ لباس، خواہ چرمی ہو، سوتی ہو یا اونی ہم اس پر مسح کر سکتے ہیں۔

### پگڑی پر مسح

سیدنا عمرو بن امية رض راویت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پگڑی پر مسح فرمایا۔<sup>④</sup>

اسی طرح سیدنا بلاط رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پگڑی پر مسح کیا۔<sup>⑤</sup>

① المصنف لابن أبي شيبة: 1/172. دوسرانح: 189، حدیث: 1990 وسنده حسن ② المصنف لابن أبي شيبة: 1/172. دوسرانح: 188، حدیث: 1979 وسنده حسن ③ المعني لابن قدامة: 1/332، مسئلہ: 426. ④ صحيح البخاری، الوضوء، باب المسح على الخفين، حدیث: 205. ⑤ صحيح مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، حدیث: 275.

ابن عمر رضي الله عنهما روايت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ بِغَيْرِ طُهُورٍ»

”وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی۔“<sup>①</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کا وضو و غسل  
جائے جب تک وہ وضو نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔“<sup>②</sup>

### رندی خارج ہونے سے وضو

سیدنا مقداد رضي الله عنهما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رندی خارج ہونے سے غسل واجب  
ہوتا ہے یا نہیں؟ تو آپ نے رندی خارج ہونے سے غسل واجب قرار نہ دیا بلکہ فرمایا:  
”اپنا عضو مخصوص دھوڑاں اور وضو کر۔“<sup>③</sup>

### شرماگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص شرماگاہ کو ہاتھ لگائے، پس وہ وضو کرے۔“<sup>④</sup>

① صحيح مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلوة، حديث: 224. ② صحيح البخاري، الوضوء، باب لا تقبل صلاة بغير طهور، حديث: 135، صحيح مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلوة، حديث: 225. ③ صحيح البخاري، الغسل، باب المذى والوضوء منه، حديث: 269، صحيح مسلم، الحيض، باب المذى، حديث: 303. ④ [صحيح] سنن أبي داود، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، حديث: 181. وسنده ۴۴

رنیند سے وضو

سیدنا صفوان بن عسال رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم سفر میں اپنے موزے تین دن رات نہ اتاریں لیکن پیشاب، پا غانے اور نیند میں ہم انھیں پہنچ رکھیں۔ <sup>①</sup> اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند سے وضو و ثواب جاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ جو شخص سو جائے، اس پر وضو واجب ہے۔

سیدنا انس رض فرماتے ہیں : اصحاب رسول ﷺ نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے اوگھتے تھے اور وضو کیے بغیر نماز ادا کر لیتے تھے۔ <sup>③</sup>

رہوا خارج ہونے سے وضو

رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کی حالت بیان کی گئی جسے خیال آیا کہ نماز میں اس کی رہوا خارج ہوئی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”نماز اس وقت تک نہ توڑے جب تک (ہوانکنے کی) آواز نہ سن لے یا اسے بد بوسوں نہ ہو۔“ <sup>④</sup>

”حسن“ وهو صحيح بالشواهد والموطأ للإمام مالك، الطهارة، باب الوضوء من مسن الفرج: 42. امام ترمذی نے حدیث: 82 میں اسے حسن صحیح کہا ہے۔ یعنی کپڑے کے بغیر برہ راست ہاتھ لگے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) <sup>①</sup> [حسن] سنن الترمذی، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، حدیث: 96 و قال: ”حسن صحيح“ و سندہ حسن، وصححه ابن خزيمة (196, 193, 17) وابن حبان (الإحسان: 1097) <sup>②</sup> [حسن] مسنند علی بن جعد: 3/336. دوسرانکھ: 1/637، حدیث: 1501، وسندہ صحيح، تیرانکھ: 1452. <sup>③</sup> صحيح مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن نوم الجالس لا ینقض الوضوء، حدیث: 376. تیک لگا کر یا لیٹ کر سونے سے وضو ٹوٹے گا، بیٹھے بیٹھے اوگھنے سے نہیں۔ (ع، ر)

④ صحيح البخاری، الوضوء، باب لا يتوضاً من الشك حتى يستيقن، حدیث: 137. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک رہوا خارج ہونے کا مکمل یقین نہ ہو جائے، وضو نہیں ثابت، لہذا ہے وہم کی بیماری ہو، اسے بھی جان لینا چاہیے کہ وضو ایک حقیقت ہے، ایک یقین ہے اور یہ یقین ہی سے ثابت ہے شک یا وہم ۶۰

## رقة، نکیر اور وضو

رقة یا نکیر آنے سے وضو لوث جانے والی روایت کو، جو بلوغ المرام اور ابن ماجہ (حدیث: 1221) میں ہے، امام احمد اور دیگر محدثین نے ضعیف کہا ہے بلکہ اس سلسلے کی تمام روایات سخت ضعیف ہیں۔ لہذا ”براءت اصلیہ“ پر عمل کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ خون نکلنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا۔ اس کی تائید اس واقعے سے بھی ہوتی ہے جو غزوہ ذات الرقان میں پیش آیا، جب ایک انصاری صحابی رات کو نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی دشمن نے ان پر تین تیر چلائے جن کی وجہ سے وہ سخت زخمی ہو گئے اور ان کے جسم سے خون بہنے لگا مگر اس کے باوجود وہ اپنی نماز میں مشغول رہے۔<sup>①</sup>

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کا علم نہ ہوا ہو یا آپ کو علم ہوا اور آپ نے انھیں نمازو لوانے یا خون بہنے سے وضو لوث جانے کا مسئلہ بتایا مگر ہم تک یہ خبر نہ پہنچی ہو۔ اسی طرح جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو آپ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہے حالانکہ آپ کے جسم سے خون جاری تھا۔<sup>②</sup>

” سے نہیں۔ یاد رہے کہ ہو انکلے سے وضو لوث جاتا ہے۔ چاہے تھوڑی نکلے یا زیادہ۔ آواز سے نکلے یا بے آواز، لہذا درج بالا حدیث کا تعلق صرف اس مریض سے ہے ہے وہم اور جک کی بیماری ہے۔ بے چارے کی ہو انہیں نکلی مگر یہ سمجھتا ہے کہ شاید نکل گئی ہے۔ یہاں پر محنت مند کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب الوضوء من الدم، حدیث: 198۔ وسننه حسن، امام حاکم نے المستدرک: 1/156 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وصححه ابن خزيمة، حدیث: 36 وابن حبان، الموارد: 1093 وعلقه البخاري، قبل حدیث: 1762۔ ② [صحیح] الموطأ للإمام مالک، الطهارة، باب العمل فيما نفخ في الدم من جرح أو رعاف: 1/39, 40، حدیث: 86، وسننه صحيح، والسنن الكبرى للبيهقي، الحیض، باب ما يفعل من نفخ الدم من رعاف أو جرح: 1/357، حدیث: 1673. حافظ ابن حجر نے فتح الباری: 1/181 میں اسے صحیح کہا ہے۔

نواقض وضو

اس سے معلوم ہوا کہ شرمنگاہ کے سوا خون کا بہنا تاض وضو نہیں ہے۔  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نماز میں وضوؤٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر (باہر کی طرف) لوٹو (وضو کرو اور پھر نماز پڑھو)۔“<sup>①</sup>

① [صحیح] سنن أبي داود، أبواب الجمعة، باب استئذان المحدث للإمام، حدیث: 1114  
 وهو حدیث صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 184 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔



## تیم کا بیان

پانی نہ ملنے کی صورت میں طہارت کی نیت سے پاک مٹی کا قصد کر کے اسے ہاتھوں اور  
چہرے پر ملا تیم کھلاتا ہے۔

پانی نہ ملنے کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً: مسافر کو سفر میں پانی نہ ملے یا پانی کے مقام تک پہنچنے  
پر نماز کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو یا وضو کرنے سے مریض کو مرض کی زیادتی کا خوف ہو یا  
پانی حاصل کرنے میں جان کا ڈر ہو، مثلاً: گھر میں پانی نہیں ہے، باہر کر فیونا فذ ہے یا پانی  
لانے میں کسی دشمن یا درندے سے جان کا اندر یا خارج ہو تو ایسی صورت میں ہم تیم کر سکتے ہیں،  
خواہ یہ موانع برسوں قائم رہیں، تیم بھی بدستور جائز رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الصَّاعِدُ الطَّيِّبُ وُضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ»

”پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ وہ برس پانی نہ پائے۔“<sup>①</sup>

### جنابت کی حالت میں تیم

سیدنا عمران رض روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ

<sup>①</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب الجنب بتیم، حدیث: 332 وسنده حسن و 333، وهو حدیث صحیح، وجامع الترمذی، الطهارة، باب التیم للجنب إذا لم یجد الماء، حدیث: 124، امام ترمذی نے، امام حاکم نے المستدرک: 1/ 177, 176 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 196 میں اسے صحیح کہا ہے۔ وہ برس سے کثرت مدت مراد ہے۔ (مؤلف)

نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز مکمل کر لی تو اچانک آپ کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”اے فلاں! لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟“ اس نے کہا: مجھے جنابت پہنچی اور پانی نہ مل سکا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھ پر منی (سے تیم کرنا) لازم ہے، پس وہ تیرے لیے کافی ہے۔“<sup>①</sup>

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سردی کا موسم تھا، ایک آدمی کو غسل جنابت کی ضرورت پیش آئی، اس نے اس بارے میں دریافت کیا تو اسے غسل کرنے کو کہا گیا۔ اس نے غسل کیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ جب اس واقعہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ان لوگوں نے اسے مارڈا۔ اللہ انہیں مارے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے منی کو پاک کرنے والا بنایا ہے (وہ تیم کر لیتا)۔“<sup>②</sup>

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو وضو کرتے وقت پٹی پر مسح کر لے اور ار دگر دکو دھولے۔<sup>③</sup>

معلوم ہوا کہ اگر کسی کمزور یا یہمار آدمی کو احتلام ہو جائے اور غسل کرنا اس کے لیے ہلاکت یا یہماری کا موجب ہو تو اسے تیم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ زخموں اور پھوٹوں وغیرہ کی پٹی پر مسح کر لینا درست ہے اور محتلم، حیض اور نفاس سے

<sup>①</sup> صحيح البخاري، التیم، باب الصعید الطیب وضوء المسلم.....، حدیث: 344، وصحیح مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة.....، حدیث: 682. <sup>②</sup> [صحیح] صحيح ابن خزیمه، التیم، باب الرخصة في التیم للمسجد و المجروح.....، حدیث: 273، وسنده حسن، امام ابن خزیمه نے، این جان نے الموارد، حدیث: 201 میں، حاکم نے المستدرک: 1/165 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وأخطأ من ضعفه. <sup>③</sup> [صحیح] السنن الکبری للبیهقی، الطهارة، باب المسح على العصائب والجبائر: 1/228، وسنده حسن، حدیث: 1079. امام یہمقی نے اسے صحیح کہا ہے۔ تقدم، ص: 99,98.

فارغ ہونے والی عورتیں بھی بوقت ضرورت تیم کر کے نماز پڑھ سکتی ہیں، اس لیے کہ تیم غدر کی حالت میں وضو اور غسل دونوں کا قائم مقام ہے۔

### تیم کا طریقہ

● سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لیے بھیجا میں (سفر کی حالت میں) جبکی ہو گیا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے جانور کی طرح خاک پر لوٹ پوٹ ہوا اور نماز پڑھ لی۔ پھر (سفر سے) آ کر یہ حال رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے صرف یہی کافی تھا کہ تو یوں کر لیتا (پھر آپ نے اسے عملی طور پر یوں کر کے دکھایا)۔“

﴿وَضَرَبَ بِيَدِيهِ إِلَى الْأَرْضِ فَنَفَضَ يَدِيهِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفِيَهُ﴾  
 ”اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر انہیں جھاڑا، پھر ان کے ساتھ اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں (کی پشت) پرسح کیا۔<sup>①</sup>  
 یعنی اللہ ہاتھ سے سیدھے ہاتھ پر اور سیدھے ہاتھ سے اللہ ہاتھ پر مسح کیا، پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کامسح کیا۔

● تیم کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَبَيَّنُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

”پاک مٹی سے تیم کرو۔“<sup>②</sup>  
 اس آیت کی رو سے تیم، پاک مٹی سے کرنا چاہیے۔

① صحیح البخاری، التیم، باب التیم ضربة، حدیث: 347، و صحیح مسلم، الحیض، باب التیم، حدیث: 368 واللفظ له. صحیح بخاری کی روایت (338) میں مسح کرنے سے پہلے ہاتھوں میں پھونک مارنے کا بھی ذکر ہے۔ ② النساء: 43:4.

- تیم جیسے مٹی سے جائز ہے، اسی طرح شور والی زمین کی سطح سے اور ریت سے بھی جائز ہے۔
- وضو کی طرح ایک تیم سے کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں کیونکہ تیم وضو کا قائم مقام ہے۔
- جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے، انھی چیزوں سے تیم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔
- تیم کے ساتھ نماز پڑھ لینے کے بعد اگر نماز کے وقت ہی میں پانی مل جائے تو اسے باوضو ہو کر نماز دہرانے یا نہ دہرانے میں اختیار ہے۔ البتہ دہرانا بہتر ہے بلکہ اس میں دو دہرا<sup>①</sup> (دونمازوں کا) اجر ہے۔

<sup>①</sup> سنن النسائي، الغسل، باب التيم لمن يجده الماء بعد الصلاة، حدیث: 433. امام حام  
نے المستدرک: 1/178 میں اور حافظ ذہبی نے اسے بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

## نمازی کالباس

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِيهِ شَيْءٌ»

”کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے نہ گھر ہوں۔“<sup>①</sup>  
عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو امام سلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ نے اس کی دونوں طرفیں اپنے کندھوں پر رکھی ہوئی تھیں۔<sup>②</sup>

صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم بیان کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو چھوٹے ہونے کے سبب اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے اور عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تک مرد سید ہے ہو کر بیٹھنے جائیں اس وقت تک تم اپنے سر سجدے سے نہ اٹھانا۔<sup>③</sup>

① صحیح البخاری، الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، حدیث: 359، وصحیح مسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، حدیث: 516. اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے لیے نماز کے دوران میں سرڈھانپا واجب نہیں وگرنہ آپ کندھوں کے ساتھ سر کا ذکر بھی فرماتے، سرڈھانپنے کے بارے میں مجموعی لحاظ سے لوگوں کو اس کی ترغیب دینا درست ہے مگر نماز کے ساتھ تخصیص کر کے نہ ڈھانپنے پر ملامت کرنا درست نہیں۔ (ع، ر)، بہتر بھی ہے کہ نماز کے دوران میں سر پر ٹوپی یا عمامہ وغیرہ ہو۔ ویکھیے أخبار القضاة، محمد بن خلف بن حیان: 1/202.

② صحیح البخاری، الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به، حدیث: 354-356، وصحیح مسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، حدیث: 517. ③ صحیح »

محمد بن منکد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جابر بن عبد اللہ علیہ السلام کے پاس آیا تو وہ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی چادر ایک طرف رکھی ہوئی تھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے کہا: اے ابو عبد اللہ! آپ کی چادر پڑھی رہتی ہے اور آپ نماز پڑھ لیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: ہاں، میں نے نبی کریم علیہ السلام کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے اور میں نے یہ چاہا کہ (ایسا ہی کروں تاکہ) تمہارے جیسے جاہل مجھے (اس طرح نماز پڑھتے ہوئے) دیکھ لیں۔<sup>①</sup>

ابن ابی شیبہ (259/2، حدیث: 6483) نے صحیح سند کے ساتھ سیدنا ابن عمر علیہ السلام سے روایت کیا کہ وہ نماز میں سدل کرنے کو یہودی کی مخالفت میں مکروہ سمجھتے تھے اور فرماتے کہ یہودی سدل کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ (حدیث: 6480) نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سیدنا علی علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو نماز میں سدل کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: گویا یہ یہودی ہیں جو اپنے عبادت خانے سے باہر آئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ نماز میں یہودیوں کی طرح گردن پر کپڑا لکانا (سدل کرنا) جائز نہیں ہے۔<sup>②</sup> سدل یہ ہے کہ (سر، یا) کندھوں پر اس طرح کپڑا اڑالا جائے کہ وہ دونوں طرف لکھتا رہے۔

«البخاري، الصلاة، باب إذا كان الشوب ضيقاً، حدیث: 362. یہ حکم اس لیے دیا گیا کہ اگلی صفائ والوں کے مقام ستر پر کچھی صفائ والوں (خواتین) کی نظر نہ پڑے، یاد رہے کہ عہد نبوت میں خواتین کچھی صفوں میں نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ (ع، ر) ① صحيح البخاري، الصلاة، باب الصلاة بغير رداء، حدیث: 370. عربی میں ”ازار“ تہبند کو جب کہ ”رداء“ اس چادر کو کہتے ہیں جو قیص کی جگہ استعمال کی جائے۔ (ع، ر)»

② حالت نماز میں چہرہ کھلا رکھنے کے بارے میں نبی اکرم علیہ السلام کا عمل صحیح البخاري، حدیث: 760 میں ثابت ہے۔ (ع۔ و) اگر سر یا گردن پر کپڑے کو بل دے دیا (لپیٹ لیا) جائے، پھر اس کے دونوں کنارے لکھیں تو یہ سدل نہیں ہے۔ والله أعلم۔ (ع، ر)

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عورتیں نماز فجر ادا کرتیں تو وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوا کرتی تھیں۔<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر نہیں ہوتی۔“<sup>②</sup>

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ ران قبل ستر چیز (شرمگاہ) ہے؟<sup>③</sup>

رسول اللہ ﷺ کبھی نماز میں ننگے پاؤں کھڑے ہوتے اور کبھی آپ نے جوتا پہن رکھا ہوتا تھا۔<sup>④</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز ادا کرو تو اپنا جوتا پہن لو یا اسے اتار کر اپنے قدموں کے درمیان رکھو۔“<sup>⑤</sup>

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”یہودیوں کی مخالفت کرو، وہ جوتے اور موزے

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الصلاة، باب في كم تصلي المرأة في الشباب؟ حديث: 372، وصحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها.....، حدیث: 645.

<sup>②</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب المرأة تصلي بغير خمار، حدیث: 641. وهو حدیث صحيح، امام ابن خزیمہ نے حدیث 775 میں اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔<sup>③</sup> سنن

أبي داود، الحمام، باب 1، حدیث 4014 وهو حدیث حسن .<sup>④</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، حدیث: 563، وسنده حسن ، وسنن ابن ماجہ، إقامة

الصلوات، باب الصلاة في النعال، حدیث: 1038. امام طحاوی نے اسے متواتر کہا ہے۔ تب مسجدوں

کے فرش کچے ہوتے تھے اور جتوں کے تکوے بھی عام طور پر ہموار ہوتے تھے جو زمین پر رکڑنے سے پاک ہو جاتے تھے، آج اکثر مسجدوں میں صیفیں، دریاں یا قالمیں بچھ گئے ہیں اور جتوں کے تکوں میں با اوقات

گندگی پھنس جاتی ہے جو زمین پر رکڑنے سے نہیں نکلتی، لہذا آج اگر کوئی شخص جوتے پہن کر نماز ادا کرنا چاہے تو اسے طہارت کا مکمل اہتمام کرنا چاہیے ورنہ جوتے اتار کر نماز پڑھے۔ (ع، ر)<sup>⑤</sup> [صحیح] سنن

أبي داود، الصلاة، باب المصلى إذا خلع عليه أين يضعهما؟ حديث: 655، وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 1/259، 260 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

پہن کر نماز ادا نہیں کرتے۔<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مسجد میں آؤ تو جو توں کو اچھی طرح (غور سے) دیکھ لو،<sup>②</sup> اگر ان میں گندگی یا نجاست نظر آئے تو انھیں زمین پر اچھی طرح رکڑو، پھر ان میں نماز ادا کرو۔“<sup>③</sup>  
نبی ﷺ فرماتے ہیں: ”جب تم نماز ادا کرو تو جو توں کو دائیں یا بائیں نہ رکھو بلکہ قدموں کے درمیان رکھو کیونکہ تھارا بیاں دوسرے نمازی کا دایاں ہو گا۔ ہاں اگر بائیں جانب کوئی نمازی نہ ہو تو بائیں جانب رکھ سکتے ہو۔“<sup>④</sup>

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ پیچھے سے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کا جوڑا کھول دیا۔ جب ابن حارث رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: میرے سر سے تھیس کیا سر دکارتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنائے: ”بے شک اس طرح کے آدمی کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مشکلین بندھی ہوئی حالت میں نماز ادا کرے۔“<sup>⑤</sup>

عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دھاری دار چادر میں نماز پڑھی۔ آپ کی نگاہ اس کی دھاریوں پر چلی گئی، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ”میری یہ چادر ابو جنم کے پاس لے جاؤ اور اس کی سادہ چادر میرے پاس لے آؤ۔ اس (چادر کی دھاریوں) نے تو

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، حدیث: 652، وسنده صحیح، امام حامی نے المستدرک: 1/260 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، حدیث: 650. وسنده صحیح، امام حامی نے المستدرک: 1/260 میں، ذہبی اور نووی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب المصلي إذا خلع نعليه أين يضعهما؟ حدیث: 654، 655. وسنده صحیح، امام حامی نے المستدرک: 1/259 میں، ذہبی اور نووی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ④ صحیح مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر، حدیث: 492.

ابھی ابھی مجھے نماز میں (خشوع سے) غافل کر دیا تھا۔<sup>①</sup>

عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک جانب ایک پرده لٹکا رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "هم سے اپنایہ پرده ہٹا دو۔ اس کی تصویر یہ نماز میں مسلسل میرے سامنے آتی رہتی ہیں۔"<sup>②</sup> معلوم ہوا نقش و نگار دو اے مصلے پر نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پیچے نماز پڑھتے ہوئے گری کی شدت سے (نچے کی خاطر) سجدے کی جگہ پر کپڑے کا کنارہ بچھا لیتے تھے۔<sup>③</sup>

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الصلاة، باب إذا صلى في ثوب له أعلام.....، حديث: 373، صحيح مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة في ثوب له أعلام، حديث: 556.

<sup>②</sup> صحيح البخاري، الصلاة، باب إن صلى في ثوب مصلب أو تصاوير.....، حديث: 374. عصر حاضر میں عام مسلمان ہری عقیدت اور دینی جذبے کے ساتھ ایک درس سے ہر کو نقش و نگار والے مصلے کا انتخاب کرتے ہیں اور اسے آداب عبادت میں سے خیال کرتے ہیں۔ گھروں کے علاوہ اکثر مساجد میں بھی خوبصورت نقش و نگار والا مصلی نظر آتا ہے بلکہ اب تو مساجد میں اسی قسم کے قالین روانج پکڑ رہے ہیں۔ یہ سب خلاف سنت اور خلاف تقویٰ ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ اپنی عقیدت و محبت، جذبہ و شوق اور خیالات و نظریات کو محمد رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات اور قدسی فرمودات کے مطابق بنائیں کیونکہ آپ ہی کی اطاعت میں اطاعتِ الہی، محبت ربائیہ اور تقویٰ عبادت مضر ہے۔

<sup>③</sup> صحيح البخاري، الصلاة، باب السجود على الشوب في شدة الحر، حديث: 385.

## مساجد کے احکام

### مسجد کی فضیلت

سیدنا عثمان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

«امَّنْ بَنِي مَسْجِدًا ، يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ ، بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلُهُ فِي الْجَنَّةِ»  
”جو شخص مسجد بنائے (اور) اس کے ذریعے سے اللہ کی رضا چاہے تو اللہ اس کے  
لیے بہشت میں اس (مسجد) جیسا گھر بناتا ہے۔“<sup>①</sup>

سیدنا ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”اللہ کو مسجدیں بہت  
زیادہ محبوب ہیں اور بازار انہائی ناپسندیدہ ہیں۔“<sup>②</sup>

مطلوب یہ ہے کہ مسجدیں دنیا کی تمام جگہوں سے اللہ کو زیادہ محبوب اور پیاری ہیں کیونکہ  
ان میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے اور بازار تمام جگہوں سے اللہ کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ  
ہیں کیونکہ وہاں حرص، طمع، جھوٹ، مکار اور لین دین میں فریب وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے۔ یاد  
رہے کہ کسی دینی یاد نیوی ضرورت کے بغیر بازار میں کبھی نہ جائیں اور مسجدوں سے بہت  
محبت کریں۔

سیدنا ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جو کوئی دن کے اول

① صحیح البخاری، الصلاة، باب من بنی مسجدا، حدیث: 450، و صحیح مسلم، المساجد،  
باب فضل بناء المساجد والحق عليها، حدیث: 533. ② صحیح مسلم، المساجد، باب  
فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح و فضل المساجد، حدیث: 671.

حضرے میں یادوں کے آخری حصے میں مسجد کی طرف جائے، اللہ اس کے لیے بہشت میں مہمانی تیار کرتا ہے۔<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے اور بہت اچھے طریقے سے وضو کرے اور پھر مسجد کا قصد کرے تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے کیونکہ بے شک وہ اس وقت نماز ہی میں ہوتا ہے۔“<sup>②</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالو۔“<sup>③</sup>

### بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب

مسجد اقصیٰ میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے۔<sup>④</sup>

مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مساجد کی ایک لاکھ نمازوں سےفضل ہے۔<sup>⑤</sup>

مسجد بنوی میں ایک نماز ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔<sup>⑥</sup>

- ① صحيح البخاري، الأذان، باب فضل من غدا إلى المسجد ومن راح، حديث: 662، صحيح مسلم، المساجد، باب المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وتترفع به الدرجات، حديث: 669. ② [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، ماجاء في الهدي في المشي إلى الصلاة، حديث: 562، وهو حديث حسن، أبا حامٰمٰنَسْتَرِكَ: 206 میں اور امام ذہبی نے اسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کر کے صحیح کہا ہے، البتہ ابو داود کی کعب بن عجرہ والی روایت کی سند حسن ہے۔ (مرعاۃ، حدیث: 1003)، یعنی تمہیں برآمد نماز کا ثواب مل رہا ہوتا ہے۔ واللہ عالم۔ (ع، ر) ③ [صحيح] مسند أحمد: 4/241، وسنن أبي داود، حدیث: 562 وهو حديث حسن. ④ [صحيح] سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام ومسجد النبي ﷺ، حدیث: 1407، وسنده صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 1027 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحيح البخاري، فضل الصلاة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حدیث: 1190، صحيح مسلم، حدیث: 1394. ⑥ صحيح البخاري، فضل الصلاة في مسجد

ساجد کے احکام

سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں، آپ نے فرمایا: "کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا گھر مسجد کے کس قدر قریب ہے، اس کے باوجود فرض نماز کے علاوہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے۔"<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم مسجد میں نماز پڑھو تو نماز کا کچھ حصہ (نوافل، سنتیں) اپنے گھروں میں پڑھو، اللہ اس نماز کے سبب گھر میں بھلائی دے گا۔"<sup>②</sup>

تحیۃ المسجد (مسجد کا تحفہ)

سیدنا ابو قاتاہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دور کعت (تحیۃ المسجد کے طور پر) پڑھا کرو۔"<sup>③</sup>

پیاز اور ہسن کا مسجد میں آنے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور ہسن سے منع کیا اور فرمایا: "جو کوئی ان دونوں کو کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے۔" اور فرمایا: "اگر تم نے انھیں کھاتا ہی ہے تو انھیں پکا کر ان کی بومارلو۔"<sup>④</sup>

» مکہ والمدینہ، باب فضل الصلاة في مسجد مکہ والمدینہ، حدیث: 1190 وصحیح مسلم،  
الحج، باب فضل الصلاة بمسجدی مکہ والمدینہ، حدیث: 1394. ① [صحیح] سنن ابن  
ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء في التطوع في البيت، حدیث: 1378. وہ حدیث  
صحیح، امام بصری نے اور ابن خزیم نے حدیث: 1202 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم،  
صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ النافلة في بيته، حدیث: 778. ③ صحیح  
البخاری، الصلاۃ، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، حدیث: 444، صحیح مسلم، صلاۃ  
المسافرین، باب استحباب تھیۃ المسجد برکعتین.....، حدیث: 714. ④ [صحیح] سنن  
أبی داود، الأطعمة، باب فی أكل الشوم، حدیث: 3827، وسنده حسن اس مرفوع روایت کو  
علامہ البانی نے صحیح کہا ہے، البتہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ موقوف روایت صحیح مسلم (567) میں موجود ہے۔

کیونکہ اس سے فرشتوں کو بھی ایذا پہنچتی ہے۔<sup>①</sup>

شیخ البانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیا کسی کے تصور میں یہ بات آ سکتی ہے کہ سگریٹ پینے والا پیاز و لہسن کے حکم میں داخل نہیں؟ سب کو معلوم ہے کہ سگریٹ کی بدبو پیاز و لہسن کی بو سے کہیں زیادہ اذیت ناک ہوتی ہے۔ ان دونوں کے کھانے میں کوئی ضرر بھی نہیں جب کہ سگریٹ پینے کے بہت سے نقصانات ہیں اور کوئی فائدہ نہیں۔

اگر کسی کو مرض کی بنا پر لہسن یا پیاز استعمال کرنا پڑتا ہو تو وہ ان کے استعمال کے بعد مسجد آ سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو، جو سینے کے ایک مرض کی بنا پر لہسن کھا کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آئے تھے، معدود قرار دیا تھا۔<sup>②</sup>

### مسجد میں تھوکنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے گئے۔ میں نے دیکھا کہ نیک اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بھی ہے اور برے اعمال میں مسجد میں تھوکنا بھی ہے جس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو۔“<sup>③</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس پر مٹی ڈال کر دفن کرنا ہے۔“<sup>④</sup>

① صحیح مسلم، المساجد، باب نهی من أكل ثوماً أو بصلأ.....، حدیث: 564. ② [صحیح] سنن أبي داود، الأطعمة، باب في أكل الثوم، حدیث: 3826. وہ حدیث صحیح، امام ابن خزیم نے حدیث: 1672 میں اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 319 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد.....، حدیث: 553. اگر مسجد کا فرش پختہ ہے تو تھوک، پانی یا کپڑے وغیرہ سے صاف کیا جائے گا۔ (ع، ر) ④ صحیح البخاری، الصلاة، باب کفارة البزاق في المسجد، حدیث: 415، وصحیح مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد.....، حدیث: 552.

مسجد میں سونا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں سویا کرتے تھے اور وہ غیر شادی شدہ نوجوان تھے۔<sup>①</sup>

مسجد میں خرید و فروخت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم کسی شخص کو مسجد میں کچھ بیچتا دیکھو تو کہو: «لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تَجَارَنَاكَ»؟" اللہ تیری سوداگری میں نفع نہ دے۔" اور جس وقت تم کسی شخص کو مسجد میں کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو تو تم کہو: «لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ» "اللہ تجھے وہ چیز نہ لوٹائے۔" کیونکہ مسجد میں قطعاً اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں۔<sup>②</sup>

مسجد میں جانے کی فضیلت

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہو کر فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف نکلا ہے تو اسے حج کا احرام باندھنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔"<sup>③</sup>

یاد رہے کہ جن پر بیت اللہ کا حج فرض ہو چکا ہو، جب تک وہ وہاں جا کر حج نہ کریں ان سے فرضیت ساقط نہ ہوگی، خواہ ساری عمر باوضو ہو کر پانچوں نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے رہیں، اس لیے اللہ کی بخشش اور اجر و ثواب کی فراوانی سے کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الصلاة، باب نوم الرجال في المسجد، حديث: 440. <sup>②</sup> [صحيح] جامع الترمذى، البيوع، باب النهي عن البيع في المسجد، حديث: 1321، وسنده صحيح، امام حامى نے المستدرك: 2 / 56 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ <sup>③</sup> [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما جاء في فضل المشي إلى الصلاة، حديث: 558، اس کی سند حسن ہے۔

نہیں ہونا چاہیے۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب اپنے گھر یا بازار میں تہا نماز پڑھنے سے (کم از کم) پہلی درجے زیادہ ہے، لہذا جب انسان اچھی طرح وضو کر کے مسجد جائے تو اس کے ہر قدم سے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ نماز کی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحمت کر۔ اے اللہ! اس پر رحم کر۔ جب تک نمازی نماز کا انتظار کرتا ہے، وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔<sup>①</sup>

سیدنا جابر علیہ السلام سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کے گرد کچھ مکان خالی ہوئے۔ بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے دو فرمانیا: ”اے بنو سلمہ! اپنے (موجودہ) گھروں میں ٹھہرے رہو (مسجد کی طرف آتے وقت) تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔“<sup>②</sup>

### مسجد سے دل لگانے والے کے لیے عظیم خوشخبری

سیدنا ابو ہریرہ علیہ السلام روایت کرتے ہیں، رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ”سات شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن (حشر میں) اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن سوائے اس کے سائے کے کوئی سائی نہیں ہوگا：“

① عادل حاکم۔

② وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے۔

③ وہ شخص کہ اس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو، جس وقت نماز پڑھ کر نکلتا ہے تو اس کی طرف

① صحيح البخاري، البيوع، باب ما ذكر في الأسواق، حديث: 2119، وصحيح مسلم، المساجد، باب فضل الصلاة المكتوبة في جماعة وفضل انتظار الصلاة.....، حديث: 649.

② صحيح مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطأ إلى المساجد، حديث: 665.

دوبارہ آنے کے لیے بے تاب رہتا ہے۔

- ④ وہ شخص جو (صرف) اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں (جب) ملتے ہیں تو اسی کی محبت میں اور جدا ہوتے ہیں تو اسی کی محبت میں۔
- ⑤ وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور (افراط محبت یا خشیت سے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑتے ہیں۔

- ⑥ وہ شخص جسے کسی خاندانی، خوبصورت عورت نے (برائی کے لیے) بلا یا (دعوت گناہ دی) تو اس شخص نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

- ⑦ وہ شخص جس نے اللہ کے نام پر کچھ دیا تو اسے اتنا مخفی رکھا کہ اس کے باعث میں ہاتھ کو علم نہ ہوا کہ اس کے باعث نے کیا خرچ کیا (خیرات کو بالکل مخفی رکھتا ہے)۔<sup>①</sup>

### مسجد میں خوبیوں کا اہتمام کرنا

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ”محلوں میں مسجدیں بناؤ۔

(جہاں نیا محلہ آباد ہو، وہاں مسجد بھی بناؤ) اور انھیں پاک صاف رکھو اور خوبیوں کا وہاں۔<sup>②</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ مسجدوں پر فخر کریں گے۔“<sup>③</sup>

### مسجد میں آکر نماز ادا کرنے والوں کے لیے خوبی

① صحيح البخاري، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد،

حديث: 660، وصحيح مسلم، الزكاة، باب فضل إخفاء الصدقة، حديث: 1031.

[صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب اتخاذ المساجد في الدور، حديث: 455، وهو

حدث صحیح وسنن ابن ماجہ، المساجد، باب تطهیر المساجد وتطییبها، حديث: 759,758.

امام ابن خزیمہ نے حدیث: 1294 میں اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 306 میں اسے صحیح کہا ہے۔

③ صحيح [سنن أبي داود، الصلاة، باب في بناء المساجد، حدیث: 449، وسنده صحيح،

امام ابن خزیمہ نے: 1322 میں اسے صحیح کہا ہے۔

ساجد کے احکام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اندھیروں میں (نماز کے لیے) مسجد کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن پورے نور کی خوشخبری سنادو۔“<sup>①</sup>

مسجد میں مشرک داخل ہو سکتا ہے کیونکہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حنیفہ کے ایک شخص سیدنا شمامہ بن اثال بن عائشہ (ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا تھا۔<sup>②</sup>

مسجد کی خبر گیری کرنے والا مومن ہے

مسلمان بہن بھائیو! مسجدوں کی خبر گیری کیا کرو۔ انھیں صاف سفرار کھو۔ روشنی اور پانی کا انتظام کرو۔ مرمت کا خیال رکھو اور سب سے بڑی اور اصل خبر گیری اور مسجد کی آبادی یہ ہے کہ وہاں جا کر پانچوں وقت باجماعت نماز پڑھو۔ مساجد میں قرآن و حدیث کے درس کا اہتمام کرو۔ مسنون نماز پڑھانے والے ائمہ کا تقریر اور پانچوں وقت اذان دینے کے لیے تنخواہ نہ لینے والے موذن کا انتظام کرو۔

قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت

سیدنا ابوسعید دیاشی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام روئے زمین مسجد ہے (سب جگہ نماز جائز ہے) سوائے قبرستان اور حمام کے۔“<sup>③</sup>

① [صحیح] سنن ابن ماجہ، المساجد، باب المشی إلى الصلاة، حدیث: 780، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 212/1 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الصلاة، باب الاغتسال إذا أسلم وربط الأسير أيضًا في المسجد، حدیث: 462.

③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في الموضع التي لا تجوز فيها الصلاة، حدیث: 492، وسنده صحیح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء أن الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام، حدیث: 317. امام حاکم نے: 1/251 میں، ابن خزیم نے حدیث: 791 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 339,338 میں، ذہبی نے اور ابن حزم نے المحلی: 4/29 میں اسے صحیح کہا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ قبرستان میں نماز پڑھنا جائز نہیں فرماتے تو قبرستان میں مسجدیں بنانا بھی جائز نہ ہوا۔ مسجد کے معنی ہیں سجدے کی جگہ، نماز کی جگہ۔ جب قبرستان میں سجدہ اور نماز منع ہے تو نماز اور سجدے کے لیے مسجد (سجدے کی جگہ) بنانا بھی منع ہوئی۔

### مسجد میں داخل ہونے کی دعا

- مسجد میں داخل ہوتے وقت رسول اللہ ﷺ پر (مسنون الفاظ کے ساتھ) سلام کہنا چاہیے۔<sup>①</sup>
- پھر یہ دعائیہ کلمات کہنے چاہیے:

**اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ**

”اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“<sup>②</sup>

- اگر نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو باقی دن شیطان سے محفوظ رہے گا:

**أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوْجُوهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيرِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ**

”میں عظمت والے اللہ، اس کے عزت والے چہرے اور اس کی قدیم بادشاہت کی پناہ چاہتا ہوں، شیطان مردود سے۔“<sup>③</sup>

### مسجد سے نکلنے کی دعا

- سیدنا ابواسید رضا<sup>رض</sup> روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مسجد سے

① [صحیح] سنن ابن ماجہ، المساجد، باب الدعاء عند دخول المسجد، حدیث: 773, 772  
وهو حدیث صحیح، امام ابن خزیم نے حدیث: 452 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 321 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد؟ حدیث: 713۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل عند دخوله المسجد؟ حدیث: 466، وسننه صحیح۔

نکلو تو یہ پڑھو:

**اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ**

”اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔“<sup>①</sup>

مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا منع ہے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طائف کے رہنے والے دوآدمیوں سے کہا: (جو مسجد نبوی میں اوپری آواز سے باتیں کر رہے تھے) اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہو تو میں تمھیں سزا دیتا۔ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔<sup>②</sup>

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد؟ حدیث: 713.

② صحیح البخاری، الصلاة، باب رفع الصوت في المساجد، حدیث: 470.

## اوّقاتِ نماز

### رِنمازِ بُخْگانہ کے اوّقات

سیدنا بریڈہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے نماز کے اوّقات پوچھے، آپ نے فرمایا: ”ان دو دنوں میں ہمارے ساتھ نماز پڑھ۔“ جب سورج کا زوال ہوا تو آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو ظہر کی اذان کہنے کا حکم دیا، پھر اقامت کا حکم دیا اور انہوں نے ظہر کی اقامت کہہ دی، پھر عصر کی نماز کا حکم دیا جب سورج بلند، سفید اور صاف تھا، مغرب کی نماز کا حکم دیا جب سورج غروب ہوا۔ عشاء کی نماز کا حکم دیا جب سرخی غائب ہوئی اور فجر کی نماز کا حکم دیا جب فجر طلوع ہوئی (پانچوں نمازوں کو ان کے اول وقوف میں پڑھایا۔) دوسرے دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ظہر کی نماز اچھی طرح مٹھنڈی کرو اور عصر کی نماز پڑھی جبکہ سورج بلند تھا اور اس (اول) وقت سے تاخیر کی جو اس کے لیے (پہلے دن) تھا۔ مغرب کی نماز شفق (سورج کی سرخی) غائب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزرنے پر پڑھی۔ فجر کی نماز (صبح) روشن کر کے پڑھی (نمازوں کو ان کے آخری اوّقات میں پڑھایا) اور پوچھا کہ اوّقاتِ نماز کا سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا: ”تمہاری نمازوں کے اوّقات ان دو وقوف کے درمیان میں جنہیں تم نے دیکھا۔“<sup>①</sup>

<sup>①</sup> صحیح مسلم، المساجد، باب اوّقات الصلوات الخمس، حدیث: 613.

سیدنا عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہم راویت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(وَقَتُ الظَّهَرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقَتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَضَفِرَ الشَّمْسُ وَوَقَتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغْبِ الشَّفَقُ، وَوَقَتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ، وَوَقَتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ)

”نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور (اس وقت تک رہتا ہے) جب تک آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر نہ ہو جائے (عصر کے وقت تک) اور نماز عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب زرد نہ ہو جائے۔ نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق غالب نہ ہو جائے۔ نماز عشاء کا وقت تک ہیک آدھی رات تک ہے۔ اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر اس وقت تک ہے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو۔“<sup>①</sup>

”شفق“ اس سرخی کو کہتے ہیں جو غروب آفتاب کے بعد کنارہ آسمان پر بجانب مغرب دھائی دیتی ہے۔

### نماز فجر اندر ہیرے میں پڑھنی چاہیے

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر پڑھ لیتے تو عورتیں (مسجد سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر) اپنی چادروں میں پیشی ہوئی لوٹیں، وہ اندر ہیرے کی وجہ سے پچانی نہ جاتی تھیں۔<sup>②</sup>

① صحیح مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، حدیث: 612. ② صحیح البخاری، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، حدیث: 867، وصحیح مسلم، «

معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ اندر ہیرے میں اول وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اگرچہ نماز کا وقت صحیح صادق سے سورج طلوع ہونے تک ہے لیکن اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز اس کے آخری وقت میں نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی۔<sup>①</sup>

اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ عام طور پر نماز آخری وقت میں نہیں ادا کرتے تھے، البتہ بعض موقع پر (مختلف وجوہ کی بنا پر) نماز تاخیر سے بھی ادا کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اول وقت میں نماز پڑھنا (افضل عمل ہے۔)“<sup>②</sup>

### گرمی اور سردی کے موسم میں نمازوں کے اوقات

ایک مرتبہ سفر میں گرمی میں سیدنا بالالہ بن عثیمین نے ظہر کی اذان دینی چاہی تو آپ نے فرمایا: ”مُهِنْدٌ ہو جانے و مُظہر جاؤ۔ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے، جب گرمی کی شدت ہو تو نماز مُهِنْدٌ کر کے پڑھو، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک مُظہرے رہے کہ میلوں کے سامنے نظر آنے لگے۔“<sup>③</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی سخت

”المسجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها.....“ حدیث: 645. [حسن] السنن الکبری للیہقی، الصلاة، باب الترغیب فی التعلیل بالصلوات..... 435/1، حدیث: 2046، المستدرک للحاکم، الصلاة، باب فی مواقيت الصلاة، حدیث: 682، وسنده حسن، حاکم نے المستدرک: 190 میں اور ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اسے صحیح کہا ہے۔<sup>②</sup> [صحیح] السنن الکبری للیہقی، الصلاة، باب الترغیب فی التعلیل بالصلوات فی أوائل الأوقات: 434، حدیث: 2043. حاکم نے المستدرک: 981 میں، ابن خزیم نے حدیث: 327 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 280 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔<sup>③</sup> صحیح البخاری، مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في السفر، حدیث: 539 و 629.

ہوتا نماز ظہرِ ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت، جہنم کی حرارت اور جوش کے باعث ہے۔<sup>①</sup>

ٹھنڈے وقت کا یہ مطلب نہیں کہ عصر کی نماز کے وقت میں پڑھو بلکہ مراد یہ ہے کہ شدت کی گرمی میں سورج ڈھلتے ہی فوراً نہ پڑھو، تھوڑی دیر کرو۔

تفصیلیہ: گرمی میں نماز ظہرِ ٹھنڈی کرے پڑھو کا تعلق سفر کے ساتھ ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث اور امام بخاری کی تبویب سے ثابت ہوتا ہے۔<sup>②</sup>

سیدنا انس رض سے روایت ہے کہ جب سردی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نماز ظہر پڑھنے میں جلدی کرتے (سورج ڈھلتے ہی پڑھ لیتے)۔<sup>③</sup>

### نماز جمعہ کا وقت

سیدنا انس رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔<sup>④</sup>

سیدنا اہل بن سعد رض سے روایت ہے کہ ہم جمعہ پڑھنے کے بعد کھانا کھاتے اور دوپہر کا آرام (قیلول) کرتے۔<sup>⑤</sup>

سیدنا انس رض سے روایت ہے کہ آپ جمعہ کی نماز سردیوں میں جلد پڑھتے اور سخت

① صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب الإبراد بالظہر في شدة الحر، حدیث: 533، و صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظہر .....، حدیث: 615. ② دیکھیے صحیح البخاری، حدیث: 539. ③ صحیح البخاری، الجمعة، باب إذا اشتدا الحر يوم الجمعة، حدیث: 906، و سنن النسائي، المواقیت، باب تعجیل الظہر في البرد، حدیث: 500 واللطف له. ④ صحیح البخاری، الجمعة، باب وقت الجمعة، حدیث: 904. ⑤ صحیح البخاری، الجمعة، باب قوله تعالى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصلوٰة .....﴾ (الجمعة 10:62)، حدیث: 939، و صحیح مسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين ترول الشمس، حدیث: 859.

گرمی میں دیر سے پڑتے۔<sup>①</sup>

### نماز عصر کا وقت

سیدنا بریدہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر قائم کی اس حال میں کہ سورج بلند، سفید اور صاف تھا۔<sup>②</sup>

سیدنا انس بن مالک رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر پڑتے تھے اور سورج بلند (زردی کے بغیر روشن) ہوتا تھا اگر کوئی شخص نماز عصر کے بعد مدینہ شہر سے ”عوالی“ (مدینہ کی نواحی بستیاں) جاتا تو جب ان کے پاس پہنچتا تو سورج ابھی بلند ہوتا۔ بعض عوالی، مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔<sup>③</sup>

سیدنا انس رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منافق کی نماز عصر یہ ہے کہ وہ بیٹھا سورج (کے زرد ہونے) کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ (زرد ہو جاتا ہے اور) شیطان کے دو سینگوں کے درمیان میں ہو جاتا ہے تو وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور چار ٹھوکیں مارتا ہے اور اس میں اللہ کو یاد نہیں کرتا مگر تھوڑا۔“<sup>④</sup>

### نماز مغرب کا وقت

سیدنا سلمہ رض روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ آفتاب غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔<sup>⑤</sup>

<sup>①</sup> صحیح البخاری، الجمعة، باب إذا اشتدَّ الحر يوم الجمعة، حدیث: 906. <sup>②</sup> صحیح مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، حدیث: 613. <sup>③</sup> صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب وقت العصر، حدیث: 550، وصحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التبکیر بالعصر، حدیث: 621. <sup>④</sup> صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التبکیر بالعصر، حدیث: 622. <sup>⑤</sup> صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب وقت المغرب، حدیث: 561.

نماز عشاء کا وقت

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کا نماز عشاء کے لیے انتظار کرتے رہے۔ جب تھائی رات یا اس سے کچھ زیادہ گزر گئی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا: ”تم ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو جس کا تمہارے سوا کسی مذہب والے انتظار نہیں کر رہے ہیں، اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ہمیشہ اسی وقت عشاء کی نماز پڑھاتا۔“ پھر آپ نے موذن کو حکم دیا تو اس نے تکبیر کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔<sup>①</sup> رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے پہلے سونا اور نماز عشاء کے بعد گفتگو کرنا پسند فرماتے تھے۔<sup>②</sup>

نبی اکرم ﷺ عشاء میں کبھی تاخیر فرماتے اور کبھی اسے اول وقت پڑھتے، جب لوگ اول وقت جمع ہوتے تو جلد پڑھتے اور اگر لوگ دیر سے آتے تو آپ دیر کرتے۔<sup>③</sup>

رائمه مساجد کو نماز اول وقت میں پڑھانی چاہیے

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا کیا حال ہوگا جس وقت تجھ پر ایسے امام (حاکم) ہوں گے جو نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کریں گے یا اس کے وقت سے قضا کریں گے؟“ میں نے کہا کہ آپ مجھے اس حال میں کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نماز کو اس کے وقت پر پڑھ، پھر اگر تو اس نماز (کی جماعت) کو ان کے ساتھ پالے تو (ان کے ساتھ) دوبارہ نماز پڑھ لے، بے شک یہ نماز تیرے لیے نفل ہوگی۔“<sup>④</sup>

<sup>①</sup> صحیح مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخیرها، حدیث: 639. <sup>②</sup> صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب ما يكره من النوم قبل العشاء، حدیث: 568. <sup>③</sup> صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التبکير بالصبح .....، حدیث: 646. <sup>④</sup> صحیح مسلم، المساجد، باب كراهة تأخیر الصلاة عن وقتها المختار.....، حدیث: 648.

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً تم پر میرے بعد ایسے امام ہوں گے جنھیں بعض چیزیں وقت پر نماز پڑھنے سے باز رکھیں گی۔ یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہے گا، پس تم نماز وقت ہی پر پڑھو (اگرچہ تھا پڑھنی پڑے)۔“ پھر ایک شخص بولا: اے اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ بھی نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، اگر تو چاہے۔“<sup>①</sup>

### نماز کے منوعہ اوقات

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَىٰ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّىٰ تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّىٰ تَغُرُّبَ“

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح (کی نماز) کے بعد (نفل) نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھی کہ سورج ظاہر ہو جائے اور (نماز) عصر کے بعد بھی (نفل) نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھی کہ سورج غائب ہو جائے (کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے)۔“<sup>②</sup>

ٹھیک دوپہر کے وقت بھی نماز پڑھنی منع ہے۔<sup>③</sup>

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا،

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب إذا أخر الإمام الصلاة عن الوقت، حدیث: 433، وهو حدیث صحیح ② صحیح البخاری، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، حدیث: 581، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها، حدیث: 825-828. سینگوں کے درمیان سے طلوع آفتاب کا جملہ صحیح مسلم میں ہے۔ (ع، ر) ③ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها، حدیث: 831. یعنی جب سورج آسمان کے وسط میں ہو۔

اللّٰهُ يَكُرِّهُ سُورَجَ بَلْنَدَ هُوَ۔<sup>①</sup>

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عصر کے بعد نماز کی ممانعت مطلق نہیں ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد دور رکعتیں پڑھیں، آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: ”بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ (احکام دین سکھنے کے لیے) آئے تھے، انہوں نے (ان کے ساتھ میری مصروفیت نے) مجھے ظہر کے بعد کی دو سنتوں سے باز رکھا، پس یہ وہی دور رکعتیں تھیں (جو میں نے عصر کے بعد پڑھی ہیں)۔“<sup>②</sup>

ابن قدامة رحمۃ اللہ علیہ نے عصر کے بعد سنتوں کی قضا کے جواز پر یہ دلیل بھی دی ہے کہ عصر کے بعد کی ممانعت خفیف (ہلکی) ہے کیونکہ اس کے مقابلے میں سنتوں کی قضا کے جواز کی حدیث بھی آئی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس بارے میں اختلاف بھی پیش آیا ہے۔<sup>③</sup> جبکہ ابن حزم نے 23 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جن میں خلفاء اربعہ اور دیگر کبار صحابہ شامل ہیں) سے عصر کے بعد 2 رکعت پڑھنا ذکر کیا ہے۔

فجر کے بعد ممانعت کا آغاز طلوع فجر سے ہوتا ہے۔ جب فجر طلوع ہو گئی تو فجر کی سنتوں کے علاوہ باقی نوافل من nouf ممنوع ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے طلوع آفتاب (کے آغاز) سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھ لی (وہ اپنی نماز پوری کرے۔) اس نے فجر کی نماز پالی اور جس نے غروب

① [صحیح] سنن أبي داود، التطوع، باب من رخص فيهما إذا كانت الشمس مرتفعة، حدیث: 1274، وسنده صحيح، وسنن النسائي، المواقیت، باب الرخصة في الصلاة بعد العصر، حدیث: 574. ابن خزیم نے حدیث: 1285، 1284 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 621 میں، ابن حزم نے المحلی: 3/31 میں اور حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر: 185/1 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، السهو، باب إذا كلم وهو يصلی فأشار بيده واستمع، حدیث: 1233، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب معرفة الرکعتین اللتين كان يصلیہما النبي ﷺ بعد العصر، حدیث: 834. ③ المغنى لابن قدامة: 1/794.

آنفاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پڑھ لی (وہ اپنی نماز پوری کرے) اس نے عصر کی نماز پالی۔<sup>①</sup>

### فوٹ شدہ نمازوں کا حکم

سیدنا انس رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ، لَا كَفَارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ»

”جو شخص نماز بھول جائے (یا سو جائے) تو اس کا کفارہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ جس وقت اسے یاد آئے (یا بیدار ہو) اس نماز کو پڑھ لے۔“<sup>②</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنی بھول جائے اور اس کا وقت گزر جائے تو جس وقت یاد آئے، وہ اسی وقت اپنی نماز پڑھ لے اور اسی طرح اگر کوئی شخص سو جائے اور نماز کا وقت گزر جائے، مثلاً: صبح آنکھے ہی ایسے وقت کھلے کہ سورج طلوع ہو چکا ہو تو جا گئے والے کو اسی وقت پوری نماز پڑھ لئی چاہیے اور اس پر کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے۔  
تفصیلے عمری والے مسئلے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، لہذا یہ بدعت ہے۔

سیدنا ابو قادہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں فرمایا: ”آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم فجر کی نماز کے لیے نہ جائیں۔“ بالآخر رض نے کہا کہ میں خیال رکھوں گا، پھر انہوں نے اپنی سواری کے ساتھ تیک لگا کر مشرق کی طرف منہ کیا

① صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الفجر ركعة، حديث: 579، صحيح مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، حديث: 808. یہ رعایت اس شخص کے لیے ہے جو کسی شرعی عذر کی وجہ سے لیت ہو گیا ورنہ شخص ستی کی بنا پر نماز اس قدر لیت کرنا منافقت کی علامت ہے جس سے ہمیں ابھناب کرنا لازم ہے۔ (ع، ر) ② صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكرها، حديث: 597، صحيح مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قصائهما، حديث: 684.

اور کچھ دیر بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی نیند سے مغلوب ہو کر سو گئے۔ جب آفتاب گرم ہوا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ، پھر صحابہ جا گے۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے اُن کا اعذر سن کر فرمایا: ”اوّل کی نکیل پکڑ کر چلو کیونکہ یہ شیطان کی جگہ ہے۔“ پھر (نبی جگہ پہنچ کر) رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ (نبی اکرم ﷺ نے دور کتعیں پڑھیں، باقی لوگوں نے بھی دو دو سنتیں پڑھیں) پھر رسول اللہ ﷺ نے مجرم کی نماز پڑھائی اور فرمایا: ”جو شخص نماز بھول جائے، اسے چاہیے کہ جب یاد آئے تو نماز پڑھ لے۔“<sup>①</sup> کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ فوت شدہ نماز کو دوسرے دن اس کے وقت پر پڑھا جائے بلکہ نبی اکرم ﷺ کے فعل سے بالکل واضح ہے کہ نیند سے بیدار ہونے پر فوراً نماز ادا کی جائے، لہذا قضا نماز کی ادائیگی کے لیے اس کے بعد والی نماز کے وقت یا اگلے دن اسی نماز کے وقت کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اسی وقت ادا کر کے مزید توبہ و استغفار اور نیکی کے میں سبقت لے جانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔<sup>②</sup>

### سفر میں اذان دے کر نماز پڑھنا

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا پروردگار

<sup>①</sup> صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، باب الأذان بعد ذهاب الوقت، حدیث: 595، وصحیح مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجیل قصانها، حدیث: 680. قارئین کرام! اصل حقیقت آپ نے جان لی کہ سورج طلوع ہو کر گرم ہو چکا تھا، تب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی مگر قوالوں نے ایک اور ہی تصدیق کر لیا: ”سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے جب تک اذان مجرم نہ دی، قدرت خدا کی دیکھیے مطلق حرمنہ ہوئی۔“ یقین مائیے! قوالیاں من گھڑت و اعات پر گائی جاتی ہیں تا کہ جاہل طبقے میں شرکیہ عقائد و اعمال کو رواج دیا جائے اور جاہل لوگ انھیں روزانہ صبح دم تلاوت کی طرح سنتے اور کارثوں سمجھتے ہیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (۶۸، ر) تنبیہ: صحیح کی سنتیں پڑھنے کا حکم صحیح مسلم میں ہے۔  
<sup>②</sup> دیکھیے صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكر ولا يعيد »

بکریاں چرانے والے سے تعجب کرتا ہے جو پھاڑ کی چوٹی پر رہ کر اذان دیتا اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرے بندے کو دیکھو جو نماز کے لیے اذان دیتا اور اقامت کہتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اس کو بخشن دیا اور جنت میں داخل کیا۔“<sup>①</sup>

معلوم ہوا کہ جو شخص سفر میں اذان اور اقامت کہہ کر (امام کی طرح) نماز پڑھے تو اس کے لیے زیادہ اجر اور ثواب ہے۔

### نمازیں مجبوراً افوت ہو جائیں تو کیسے پڑھیں؟

سیدنا ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ ہم (غزوہ احزاب میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، میں کافروں نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کی مہلت نہ دی (اور ان نمازوں کا وقت گزر گیا) جب فرصت ملی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلاں رض کو حکم دیا، انہوں نے پہلے اذان کی پھر اقامت کی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر انہوں نے اقامت کی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی، پھر انہوں نے اقامت کی تو نبی اکرم ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے پھر اقامت کی تو نبی اکرم ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔<sup>②</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر اس طرح کی کسی سخت مجبوری کے باعث نمازیں فوت ہو جائیں تو انہیں بالترتیب ادا کرنا مسنون ہے لیکن نمازیں عمدًا اقضانہیں کرنی چاہئیں۔

﴿الاتلث الصلاة، حديث: 597، صحيح مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفاتحة واستحباب تعجیل قضائها، حديث: 684.﴾ [صحيح] سنن أبي داود، صلاة السفر، باب الأذان في السفر، حديث: 1203، وسنده صحيح، وسنن النسائي، الأذان، باب الأذان لمن يصلبي وحده، حديث: 667. امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 260 میں اسے صحیح کہا ہے۔<sup>③</sup> [صحيح] مسنند أحمد: 3/25 و 49 و 67، وسنن النسائي، الأذان، باب الأذان للغافل من الصلوات، حديث: 662، وسنده صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 285 میں اور<sup>۴</sup>

## اذان واقامت

### اذان کی ابتدا

رسول اللہ ﷺ اور دیگر مسلمان جب مدینہ منورہ تشریف لائے، اس وقت اذان مشروع نہیں ہوئی تھی تو مسلمان نماز کی ادائیگی کے لیے وقت مقرر کر کے اس پر جمع ہوتے تھے، ایک دن اس بارے میں بات ہوئی کہ نماز کے اوقات کا اعلان کیسے کیا جائے؟ کچھ لوگوں نے یہ تجویز دی کہ نماز کے وقت ناقوس بجایا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تونصاری کا کام ہے۔“ کسی نے تجویز دی کہ بگل بجایا جائے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ یہود کا کام ہے۔“ کسی نے کہا کہ بلند مقام پر آگ روشن کی جائے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ محسوس کا کام ہے۔“ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (اذان کی مشروعیت نازل ہونے کے بعد):

«فَأُمِرَ بِالْأَذَانِ وَأُنْهِيَ عَنِ الْإِقَامَةِ»

”پھر سیدنا بلاں ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات جفع کہیں اور بکیر (اقامت) کے کلمات طاقت کہیں (اور بعض روایات میں ہے: سوائے قُدُّقَامَتِ الصَّلَاةِ کے)۔“<sup>①</sup>

---

”علماء نووي نے المجموع: 3/83 میں اسے صحیح کہا ہے۔① صحيح البخاري، الأذان، باب بدء الأذان، حدیث: 603، صحيح مسلم، الصلاة، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة.....، حدیث: 378، وفتح الباري: 2/105، تحت الحدیث: 603.

## اذان کے جفت کلمات

اللہ اکبرُ ، اللہ اکبرُ  
 اللہ اکبرُ ، اللہ اکبرُ  
 اشہدُ ان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، اشہدُ ان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 اشہدُ انَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، اشہدُ انَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ  
 حَقٌّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَقٌّ عَلَى الصَّلَاةِ  
 حَقٌّ عَلَى الْفَلَاجِ ، حَقٌّ عَلَى الْفَلَاجِ  
 اللہ اکبرُ ، اللہ اکبرُ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

”الدسب سے بڑا ہے۔ اللدسب سے بڑا ہے۔ اللدسب سے بڑا ہے۔ اللدسب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کی طرف آؤ۔ نجات کی طرف آؤ۔ نجات کی طرف آؤ۔ اللدسب سے بڑا ہے۔ اللدسب سے بڑا ہے۔ اللد کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔“<sup>①</sup>

## نجر کی اذان

سیدنا ابو محمد درہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اذان کی تعلیم دی اور فرمایا:

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حديث: 499، وسنن حسن، وسنن ابن ماجه، الأذان والسنة فيها، باب بدء الأذان، حديث: 706. امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 287 میں، امام ترمذی نے حديث: 189 میں اور نووی نے المجموع: 3/76 میں اسے صحیح کہا ہے۔

”بُنْجَرِي اذان، میں حَتَّى عَلَى الْفَلَاجِ کے بعد دوبار یہ کلمات زیادہ کہیں:

**الصَّلَاةُ خَيْرٌ قِنَّ التَّوْمِرِ ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ قِنَّ التَّوْمِرِ**

”نماز نیند سے بہتر ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے۔“<sup>①</sup>

سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں کہ صحیح کی اذان میں حَتَّى عَلَى الْفَلَاجِ کے بعد الصَّلَاةُ خَيْرٌ قِنَّ التَّوْمِرِ دو دفعہ کہنا سنت ہے۔<sup>②</sup>

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہیں نے بارش کے دن اپنے موڈن سے کہا کہ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کی  
بجائے «الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ» یا [صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ] ”اپنے گھروں میں نماز ادا کرو۔“  
کہہ اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا، جمع اگرچہ فرض ہے مگر مجھے پسند نہیں کہ تم  
کیچھ اور مٹی میں (مسجد کی طرف) چلو۔<sup>③</sup>

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہیں کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مکمل اذان سے فراغت کے بعد

① [حسن] سنن أبي داود، باب الصلاة، باب كيف الأذان، حديث: 501 وهو حديث حسن، وسنن النسائي، الأذان، باب الأذان في السفر، حديث: 634، ابن خزيمه في حديث: 375 من، ابن حبان في الموارد، حديث: 289 من أورفوي في المجموع: 90/3 من اسے صحیح کہا ہے۔

② [صحیح] صحيح ابن خزيمة، الأذان والإقامة، باب التثويب في أذان الصبح، حديث: 386، وسنده صحيح، والسنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب التثويب في أذان الصبح: 423/1، حدیث: 1984، امام ابن خزيمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ الصَّلَاةُ خَيْرٌ قِنَّ التَّوْمِرِ کے الفاظ طوع بُنْجَرِي کے بعد دو جانی والی اذان میں کہہ جائیں گے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فتاوی الدین الخالص: 223 (ع۔و) ③ صحيح البخاري، الأذان، باب هل يصلى الإمام بمن حضر؟ حديث: 668، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الصلاة في الرحال في المطر، حديث: 699 اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے کلمات میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ قِنَّ التَّوْمِرِ کہنا بارش وغیرہ کی صورت میں [الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ] وغیرہ کہنا اذان میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں ہے بلکہ عہد نبوت کی سنت ہے، لہذا اسے اذان کے اندر مکمل پسند اضافوں کی دلیل بنانا درست نہیں ہے۔ (ع، ر)

۱) «اَلَا! صَلُّوا فِي الرَّحَالِ» یا «اَلَا! صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ» کہا جائے۔  
ر اقامت کے طاق کلمات

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ  
اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلٰهَ اِلٰهُ  
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ  
حَقٌّ عَلٰى الصَّلٰوةِ ، حَقٌّ عَلٰى الْفَلَاجِ  
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰةُ  
اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ  
لَا إِلٰهَ اِلٰهُ

”الدسب سے بڑا ہے۔ اللدسب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کی طرف آؤ۔ کامیابی کی طرف آؤ۔ تحقیق نماز کھڑی ہو گئی۔ تحقیق نماز کھڑی ہو گئی۔ اللدسب سے بڑا ہے۔ اللدسب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال بن عوف کو حکم دیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور تکمیر کے ایک ایک بار کہیں۔<sup>③</sup>

① صحيح البخاري الأذان، باب الرخصة في المطر والعلة..... حدث: 666. جملہ اذان کے درمیان حَقٌّ عَلٰى الصَّلٰوةِ کی جگہ یا اس کے بعد مذکورہ کلمات یا اس کے ہم معنی ما ثورہ کلمات کہنا بھی ثابت ہے۔ ویکھیے فتاویٰ الدین الخالص: 3/245، وتحفة الأحوذی: 2/292. (ع۔و) [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حدث: 499، وسنده حسن، ومسند أحمد: 4/43. امام ابن حبان نے الموارد، حدث: 291، 290 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحيح البخاري،

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دوبارہ اور بکیر کے کلمات ایک ایک بار تھے، سوائے اس کے کم و میں قدر قائمتِ <sup>۱</sup> الصلاۃ دوبارہ کہتا تھا۔

### دو ہری اذان

اذان میں شہادت کے چاروں کلمات پہلے دھمی آواز سے کہنا اور پھر دوبارہ بلند آواز سے کہنا ترجیح کہلاتا ہے۔ سیدنا ابو موزہ درہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود مجھے اذان سکھائی اور فرمایا کہ (اذان اس طرح) کہو:

اللهُ أَكْبَرُ ،      اللهُ أَكْبَرُ

اللهُ أَكْبَرُ ،      اللهُ أَكْبَرُ

أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ،      أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ،      أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دوبارہ زیادہ بلند آواز کے ساتھ کہو۔

أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ،      أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ،      أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

حَقٌّ عَلَى الصَّلَاةِ ،      حَقٌّ عَلَى الصَّلَاةِ

حَقٌّ عَلَى الْفَلَاجِ ،      حَقٌّ عَلَى الْفَلَاجِ

«الاذان، باب الاذان مثني مثنى، حديث: 606,605، صحيح مسلم، الصلاة، باب الأمر بشفع الاذان وإيتار الإقامة.....، حديث: 378، وسنن النسائي، حديث: 628 وسنده صحيح [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في الإقامة، حديث: 511,510، وهو حديث صحيح، وسنن النسائي، الأذان، باب ثانية الأذان، حديث: 629، امام حامم نے المستدرک: 197/198 میں، ذہبی نے اور نووی نے المجموع: 3/90 میں اسے صحیح کہا ہے۔

الله أكْبَرُ ، الله أكْبَرُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

سیدنا ابو مسیح ذریؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اذان کے انہیں (19)  
اور اقامت کے سترہ (17) کلمات سکھائے۔<sup>②</sup>

### اذان اور موزان کے فضائل

سیدنا ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”موزان کی آواز جنات، انسان اور جو جو چیز سنتی ہے، وہ قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔“<sup>③</sup>  
سیدنا معاویہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ”قیامت کے دن

صحيح مسلم، الصلاة، باب صفة الأذان، حديث: 379، وسنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حديث: 503.

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حديث: 502، وهو حديث صحيح، يـ الفاظ ابو داود کے ہیں، نـیز دیکھیے صحیح مسلم، الصلاة، باب صفة الأذان، حديث: 379 وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في الترجيع في الأذان، حديث: 192. امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے اور شیخ البانی نے ان کی موافقت کی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا ابو مسیح ذریؑ کو دو ہری اذان اور دو ہری اقامت سکھائی مگر افسوس کہ بعض لوگ بعض اپنے فقہی مسلک کی پیروی میں انتہائی ناالصافی سے کام لیتے ہوئے ایک ہی حدیث میں بیان شدہ دو ہری اقامت پر ہمیشہ عمل کرتے ہیں مگر دو ہری اذان پر کہی عمل نہیں کرتے، حالانکہ اذان واقامت کو دو ہریاً دنوں کو اکھرا کہنا، دونوں طرح سنت سے ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ایک مسلمان کسی مخصوص فرقہ کے تقليدی بندھنوں سے رہائی نہیں پاتا، وہ اطاعت رسول اکرم ﷺ کا حق ادا نہیں کر سکتا، لہذا یہ تیری ہے کہ کسی مسئلے میں مختلف ائمہ کے دلائل کا موازنہ کر کے کوئی رائے قائم کی جائے۔ مانا کہ ایک جاہل آدمی ایسا نہیں کر سکتا مگر علمائے کرام تو جاہل نہیں ہیں، وہ مقلد بن کرسویہ کا صرف ایک رخ لوگوں کو کیوں دکھاتے ہیں، ذرا سوچیں؟ (ع، ر)

③ صحیح البخاری، الأذان، باب رفع الصوت بالنداء، حديث: 609.

اذان دینے والوں کی گرد نہیں تمام لوگوں سے لمبی ہوں گی (اللہ کا نام بلند کرنے کی وجہ سے وہ نہایاں ہوں گے)۔<sup>①</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ اور اس حالت میں بھاگتا ہے کہ اس کی ہوا آواز سمیت خارج ہو رہی ہوتی ہے، اتنا دور بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز اس کے کافنوں میں نہیں پڑتی۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو وہ آ جاتا ہے۔ جب تکبیر کہی جاتی ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ جب تکبیر ختم ہوتی ہے تو پھر آ جاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسو سے ڈالتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، یہاں تک کہ آدمی کو پہنچنیں چلتا کہ اس نے نماز کی کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔“<sup>②</sup>

### اذان کا جواب دینا

سیدنا عمر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب موذن کہے: اللہ اکبر، اللہ اکبر پس تم بھی کہو: اللہ اکبر، اللہ اکبر پھر جب موذن کہے: اشہدُ ان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَم بھی کہو: اشہدُ ان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پھر جب موذن کہے: اشہدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ تو تم بھی کہو: اشہدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ پھر جب موذن کہے: حَقَّ عَلَى الصَّلَاةِ تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پھر جب موذن کہے: حَقَّ عَلَى الْفَلَاجِ تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پھر جب موذن کہے: اللہ اکبر تو تم کہو: اللہ اکبر، اللہ اکبر پھر جب موذن کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو

① صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل الأذان و Herb الشیطان عند سماعه، حدیث: 387.

② صحیح البخاری، الأذان، باب فضل التأذين، حدیث: 608، و صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل الأذان و Herb الشیطان عند سماعه، حدیث: 389.

تم بھی کہو: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جُو شخص صدق دل سے موزن کے کلمات کا جواب دے گا تو  
 (جواب کی برکت سے) بہشت میں داخل ہو جائے گا۔<sup>①</sup>

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں «صَدَقَتْ وَبَرِزَتْ» کے الفاظ کی کوئی اصل نہیں۔<sup>②</sup>

ہذا بھر کی اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں بھی یہی کلمہ، یعنی الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ہی کہنا چاہیے۔ قذ قائمت الصَّلَاةُ کے جواب میں «أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَمَهَا» کہنے والی، ابو داؤد کی روایت (528) کو نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے۔<sup>③</sup>

### راذان کے بعد کی دعائیں

● سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «جب تم موزن (کی آواز) سن تو تم موزن کے جواب میں اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے اور (جب اذان ختم ہو جائے تو) پھر مجھ پر درود بھیجو، پس تحقیق جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے۔<sup>④</sup>

پس سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ جب موزن اذان ختم کرے تو ایک بار یہ درود شریف پڑھیں:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

① صحيح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه.....، حدیث: 385. ② التلخیص الحبیر: 1/210. ③ المجموع: 3/122، نیز حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ التلخیص الحبیر: 1/211 میں بھی اسے ضعیف کہا ہے کیونکہ اس روایت میں ایک راوی (رجل عن اهل الشام) مجہول اور دوسرا (محمد بن ثابت العبدی) ضعیف ہے۔ سندہ ضعیف، نیل المقصود: 528.

④ صحيح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن.....، حدیث: 384.

**اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِي مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى أَلِي إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَحْمِيدٌ**

”یا الہی! رحمت بھیج محمد ﷺ اور آل محمد پر جیسے تو نے رحمت بھیجی ابراہیم ﷺ اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔“

یا الہی! برکت بھیج محمد ﷺ پر اور آل محمد پر جیسے تو نے برکت بھیجی ابراہیم ﷺ پر، اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔“<sup>①</sup>

● سیدنا جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اذان سن کر (جواب دے اور پھر اذان ختم ہونے پر) یہ دعا پڑھے، اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے:

**اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّائِفَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ أَتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةُ وَالْفَضِيلَةُ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْسُودًا الَّذِي وَعَدْتَنِي**

”اے اللہ! اس پوری پکار (اذان) کے اور (قیامت تک) قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی عطا فرم اور انھیں اس مقام محمود میں پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔“<sup>②</sup>

### وسیلے کی تشریع

وسیلے کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”بے شک وسیلہ بہشت میں ایک درجہ ہے جو بندگانِ الہی میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، لہذا جس نے (اذان کی دعا پڑھ کر) اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگا، اس

① صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب : 10 ، حدیث: 3370. ② صحيح البخاري، الأذان، باب الدعاء عند النداء، حدیث: 614.

کے لیے (میری) شفاعت واجب ہو گئی۔<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ وسیلہ بہشت کے ایک بلند و بالا درجے کا نام ہے۔

### ر دعائے اذان میں خود ساختہ کلمات کے اضافے کی حقیقت

مسنون دعائے اذان میں بعض لوگوں نے چند الفاظ بڑھا کر کے ہیں اور وہ الفاظ مروجہ کتب نماز میں بھی موجود ہیں۔ دعائے مسنون کے لفظ **وَالْفَضْيْلَةَ** کے بعد «وَالدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ» کی زیادتی کرتے ہیں اور آگے **وَعَدْنَاهُ** کے خالص دو دھم میں «وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ» کا پانی ملا رکھا ہے اور پھر اخیر میں مسنون دعا کے اندر «يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ» کی آمیزش ہے۔ افسوس! کیا نبی اکرم ﷺ کی فرمودہ دعا میں یہ خامی رہ گئی تھی جو بعد کے لوگوں نے اپنے اضافے سے پوری کی ہے؟ مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان پاک میں کمی بیشی کرنے کے تصور سے کانپ انہا چاہیے۔

نبی اکرم ﷺ نے رات کو باوضو ہو کر سونے سے پہلے پڑھنے کے لیے ایک دعا بتائی۔ سیدنا براء بن عازب رض نے پڑھ کر سنائی تو «بَنَيْكَ» کی جگہ «بِرَسُولِكَ» یعنی نبی کی جگہ رسول کہا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرے بتائے ہوئے لفظ ”نبی“ کو ”رسول“ سے متبدلوبکہ ”بَنَيْكَ“ ہی کہو۔<sup>②</sup>

● سیدنا سعد بن ابی و قاص رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص موذن (کی اذان) سن کر یہ دعا پڑھے تو اس کے گناہ بخشن دیے جائیں گے۔“ دعا یہ ہے:

① صحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن.....، حدیث : 384.

② صحیح البخاری، الوضوء، باب فضل من بات على الوضوء، حدیث : 247، و صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، حدیث : 2710.

اس سے معلوم ہوا کہ مسنون دعا میں اور ورد، توفیقی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ہیں اور ان کی حیثیت عبادت کی ہے، لہذا ان میں کمی بیشی جائز نہیں اور کسی قرینے یا دلیل کے بغیر مکالم کے صیغہ کو جمع کے سینے۔

أشهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ  
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيَّتُ بِإِيمَانِ رَبِّنِي وَبِإِيمَانِ رَسُولِي  
وَبِإِيمَانِ الْإِسْلَامِ وَبِإِيمَانِ

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور تحقیق محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔“<sup>①</sup>

### اذان واقامت کے دیگر مسائل

● ہر نماز کے وقت اذان دینی لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے کوئی ایک اذان کہے۔“<sup>②</sup>

● سیدنا بلال رض سے مذکور ہے کہ وہ اذان کہتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈالتے تھے۔

● حجَّ عَلَى الصَّلَاةِ كَبِيتَ وَقْتٌ مِنْهُ دَائِيْنِ طَرْفٍ بَهِيرِيْنِ اَوْ حَجَّ عَلَى الْفَلَاجِ كَبِيتَ وَقْتٌ

”سے بدلتا درست نہیں ہے اس کے بجائے بہتر یہ ہے کہ مشکلم کا صیغہ ہی بولا جائے، البتہ نیت میں یہ رکھا جائے کہ میں یہی دعا فلاں فلاں کے حق میں بھی کر رہا ہوں، نیز مسنون دعاؤں اور اوراد کے ہوتے ہوئے خود ساختہ عربی دعاؤں، وردوں، فلسفیوں اور درودوں کا التراجم کرنا درست نہیں ہے اور اگر ان کے کچھ الفاظ شرک، کفر یا بدعت پر مشتمل ہوں تو اس صورت میں ان کا پڑھنا قطعی طور پر حرام ہو جاتا ہے لیکن افسوس کہ جالیں لوگ روزانہ علی احتجاج پابندی کے ساتھ ان خود ساختہ چیزوں کی ”تلاوت“ کرتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین۔ (ع، ر)

① صحيح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن.....، حديث : 386.

② صحيح البخاري، الأذان، باب من قال: ليؤذن في السفر مؤذن واحد، حديث: 628،

وصحیح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإماممة، حديث: 674. ③ [صحیح] صحيح

البخاري، الأذان، باب هل يتبع المؤذن فاه هاهنا وهاهنا.....، قبل حديث: 634 تعليقاً،

وجامع الترمذى، الصلاة، باب ما جاء في إدخال الإصبع الأذن عند الأذان، حديث: 197،

امام ترمذى بنے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ رواه شعبة وجماعة عن عون به.

بائیں طرف۔<sup>۱</sup>

- سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انھیں ان کی قوم کا امام مقرر کیا اور فرمایا:

«وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَّا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا»

”مُؤَذِّن وہ مقرر کر جو اپنی اذان پر مزدوری نہ لے۔“<sup>۲</sup>

- مُؤَذِّن وہ مقرر کرنا چاہیے جو بلند آواز والا ہو۔ سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”بلال کو اذان سکھاؤ کیونکہ وہ تم سے بلند آواز والا ہے۔“<sup>۳</sup>
- ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مسجد کے قریب تمام گھروں سے میرا مکان اونچا تھا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہا اس (مکان) پر (چڑھ کر) فجر کی اذان دیتے تھے۔<sup>۴</sup>
- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا: ”جیسے مُؤَذِّن کہتا ہے تو بھی اسی طرح جواب دے، پھر جب تو جواب سے فارغ ہو جائے تو (دعا) ماںگ! تو دیا جائے گا (تیری دعا قبول کی جائے گی)۔“<sup>۵</sup>

<sup>۱</sup> صحيح البخاري، الأذان، باب هل يتبع المؤذن فاء هاهنا وهاهنا.....، حدیث: 634، وصحیح مسلم، الصلاة، باب ستة المصلي، حدیث: 503. <sup>۲</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، بابأخذ الأجر على التأذين، حدیث: 531، وسنده صحيح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في كراهة أن يأخذ على الأذان أجرا، حدیث: 209، امام ترمذی نے، حاکم المسندرک: 199-201 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ <sup>۳</sup> [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حدیث: 499، وسنده حسن، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في بدء الأذان، حدیث: 189. امام نووی نے المجموع: 3/82 میں اسے صحیح کہا ہے۔ <sup>۴</sup> [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الأذان فوق المنارة، حدیث: 519، والسیرة لابن هشام بتحقيقی: 2/156، وسنده حسن، ابن إسحاق صرح بالسماع، حافظ ابن حجر نے فتح الباری: 2/103 میں اسے حسن کہا ہے۔ <sup>۵</sup> [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اذان اور تکبیر کے درمیان اللہ تعالیٰ دعا رہنیں فرماتا۔“<sup>①</sup>
- بعض علاقوں میں بیماریوں اور وبا کے موقع پر لوگ گھر گھر اذانیں دیتے ہیں، یہ سنت سے ثابت نہیں کیونکہ اس سلسلے میں پیش کی جانے والی تمام روایات ضعیف ہیں۔
- الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ سوائے اذان فجر کے کسی اور اذان میں نہ کہے جائیں۔
- اقامۃ، اذان کے فوراً بعد نہیں ہونی چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اذان اور تکبیر کے درمیان نفل نماز کا وقفہ ہوتا ہے۔“<sup>②</sup>
- صحیح صادق سے کچھ دیر پہلے والی اذان جائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تمسیح بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ رات کو اذان دیتا ہے تاکہ تہجد پڑھنے والے کو واپس کر دے اور سونے والے کو بیدار کر دے۔“<sup>③</sup>
- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب اقامۃ ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔“<sup>④</sup>
- رسول اللہ ﷺ نے میدان عرفات میں دونمازیں اکٹھی پڑھیں۔ آپ نے اذان ایک مرتبہ دلوائی اور ہر نماز کی اقامۃ الگ الگ کہلوائی۔<sup>⑤</sup>

”إذا سمع المؤذن؟“ حدیث: 524، وسنده حسن، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 295 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ① [صحیح] مسند أحمد: 225/3، وسنده صحیح، امام ابن خزیم نے حدیث: 427,426 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 296 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الأذان، باب کم بین الأذان والإقامة ومن يتضطر إقامة الصلاة؟ حدیث: 624، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب بین کل أذانین صلاة، حدیث: 838. ③ صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، حدیث: 621، وصحیح مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، حدیث: 1093. ④ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن.....، حدیث: 710. ⑤ صحیح مسلم، الحج، باب حجۃ النبي ﷺ، حدیث: 1218.

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اقامت کہی جائے تو صفات میں شامل ہونے کے لیے نہ بھاگو بلکہ وقار کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ جو نماز تم (امام کے ساتھ) پا لو وہ تھیک ہے اور جو رہ جائے، اسے بعد میں پورا کرو۔“<sup>۱</sup>
- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک بلال رات کے وقت اذان دیتے ہیں، پس تم کھاؤ اور پیو (بلال کی اذان سن کر سحری کھانا نہ چھوڑو۔“<sup>۲</sup>
- سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس پہلی اذان کی حکمت یہ ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس لیے ہوتی تاکہ نماز تہجد ادا کرنے والا (آرام کے لیے یا سحری کھانے کے لیے) واپس ہو جائے اور جو سویا ہوا ہو، وہ (نماز فجر کے لیے یا سحری کھانے کے لیے) بیدار ہو جائے۔<sup>۳</sup>

اس اذان اور نماز فجر کی اذان میں اتنا وقفہ نہیں ہوتا تھا جتنا کہ آج کل گھنٹہ، آدھا گھنٹہ کیا جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دونوں مؤذنوں کے درمیان صرف اس قدر وقفہ ہوتا تھا کہ ایک اذان دے کر اترتا اور دوسرا اذان کے لیے چڑھ جاتا۔<sup>۴</sup>

- ایک شخص اذان سن کر مسجد سے باہر نکل گیا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اس شخص نے سیدنا ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔<sup>۵</sup>

① صحيح البخاري، الأذان، باب لا يسعى إلى الصلاة.....، حديث: 636، صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار و سكينة.....، حديث: 602. ② صحيح البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، حديث: 622-623، صحيح مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر.....، حديث: 1092. ③ صحيح البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر.....، حديث: 621، صحيح مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر.....، حديث: 1093. ④ صحيح مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصيام يحصل بطلوع الفجر.....، حديث: 1092. ⑤ صحيح مسلم، المساجد، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن، حديث: 655. شرعی غذر یا نماز کی تیاری ॥

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو نماز کا ارادہ کر کے آتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔“<sup>①</sup>  
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نماز کی اقامۃ کہہ دی گئی اور کھڑے ہو کر صفیں درست کی گئیں، اتنے میں رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تکل آئے، جب نماز کی جگہ میں کھڑے ہوئے، آپ کو یاد آیا کہ آپ جبی ہیں تو آپ نے لوگوں سے کہا: اپنی جگہ کھڑے رہو۔ پھر آپ نے گھر جا کر غسل فرمایا اور جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، پھر آپ نے تکمیر کہہ کر نماز پڑھائی۔<sup>②</sup>

”کے سلسلے میں باہر جانا پڑے تو پھر جائز ہے۔“ (ع، ر) ① صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتیان الصلاة بوقار و سکينة.....، حدیث: 602. ② صحیح البخاری، الأذان، باب إذا ذكر في المسجد أنه جنب يخرج كما هو ولا يتيمم، حدیث: 275. بھول جانا انسانی کمزوری ہے۔ آپ ﷺ بشرطہ، اسی لیے بھول گئے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بھولنا شانِ رسالت کے خلاف نہیں ہے۔ (ع، ر)



## قبلہ اور سترہ

### احکام قبلہ

رسول اللہ ﷺ سواری پر (نفل یا وتر) نماز ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو جدھر سواری کا منہ ہوتا، اسی طرف نبی اکرم ﷺ کا رخ ہوتا:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصْلِي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهُتْ بِهِ، يُؤْمِنُ إِيمَاءً، صَلَاةً اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوْتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ»

”نبی اکرم ﷺ دوران سفررات کی نماز، اپنی سواری پر اشارے سے پڑھتے تھے، سواری کا منہ چاہے جدھر بھی ہوتا، فرضوں کو سواری پر نہ پڑھتے، البتہ وتر سواری پر ہی پڑھتے تھے۔“<sup>①</sup>

اور کبھی نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول بھی دیکھنے میں آتا کہ جب اونٹی پر نوافل ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو اونٹی کا منہ قبلہ رخ کرتے اور تکبیر تحریکہ کہہ کر نماز شروع فرمادیتے، اس کے بعد نوافل ادا فرماتے رہتے سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا۔<sup>②</sup>

اس صورت میں آپ رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرتے، البتہ سجدے کی حالت

<sup>①</sup> صحیح البخاری، الوتر، باب الوتر فی السفر، حدیث: 1000، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجّهت، حدیث: 700.

<sup>②</sup> [حسن] سنن أبي داود، صلاة السفر، باب التطوع على الراحلة والوتر، حدیث: 1225، وسنده حسن، ابن سکن اور ابن ملقن وغيره نے اسے صحیح اور منذری نے حسن کہا ہے۔

میں رکوع کی نسبت سر کو زیادہ جھکا لیتے۔<sup>①</sup>

جب فرض نماز ادا کرنا مقصود ہوتا تو سواری سے اترتے اور قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے۔

قبلہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”مشرق و مغرب کے درمیان والی تمام سمت قبلہ ہے۔“<sup>③</sup>

یہ حکم اہل مدینہ اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کا قبلہ مشرق و مغرب کے درمیان، یعنی شمال یا جنوب والی سمت میں ہے۔ رہے بر صیر پاک و ہند کے لوگ یا تمام وہ لوگ جن کا قبلہ مغرب یا مشرق کی طرف ہے تو ان کے لیے شمال و جنوب کے درمیان والی تمام سمت قبلہ ہے۔

نمازی کے قبلہ کی جانب قبر ہونے کی صورت میں لازم ہے کہ وہاں سے ہٹ کر نماز ادا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قبروں کی جانب منہ کر کے نماز ادا نہ کرو اور نہ قبروں پر بیٹھو۔“<sup>④</sup>

### سترے کا بیان

یہاں سترے سے مراد وہ چیز ہے جسے نمازی اپنے آگے کھڑا کر کے نماز پڑھتا ہے تاکہ

[صحيح] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في الصلاة على الندابة حيثما توجّهت به، حدیث: 351. امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وہو حدیث صحیح و صححه ابن خزیمة، حدیث:

[حسن] 1270. ② صحیح البخاری، التقصير، باب ينزل للملكتورية، حدیث: 1099. ③ [حسن]

جامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء أَنَّ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قَبْلَةً، حدیث: 344، وسنده حسن، اس حدیث کو امام ترمذی نے سن صحیح کہا ہے۔ چونکہ بیت اللہ سے دور کے لوگوں کے لیے

ٹھیک خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا مشکل تھا، اس لیے بیت اللہ کے دامیں باسیں ساری جہت کو قبلہ قرار دیا گیا ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَم۔ (ع، ر) ④ صحیح مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلوة

علیہ، حدیث: 972.

اس کے آگے سے گزرنے والا (سترے کی دوسری طرف سے گزر جائے اور) گناہ گارندہ ہو۔ لاثی، بچھی، لکڑی، دیوار، ستون اور درخت وغیرہ کو سترہ بنایا جا سکتا ہے اور امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔

سیدنا طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْنِخَةِ الرَّاحِلِ فَلْيُصِلْ وَلَا يُبَالِ  
مِنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ

”جب تم میں سے کوئی شخص اپنے سامنے پالان کی چھپلی لکڑی کے برابر (کوئی چیز) رکھ لے تو نماز جاری رکھے اور جو کوئی اس کی باہر والی طرف سے گزرے اس کی پرواہ نہ کرے۔“<sup>①</sup>

عطاء بن ابی رباح (تابعی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پالان کے پچھلے حصے کی لکڑی ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ (لبی) ہوتی ہے۔<sup>②</sup>

معلوم ہوا کہ کم از کم ایک ہاتھ لمبی لکڑی یا کوئی اور چیز سترہ بن سکتی ہے۔ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بظہاء میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بچھی نصب تھی۔ آپ نے دور کعت ظہر کی نماز پڑھائی اور دور کعت عصر کی۔ اس وقت بچھی کی دوسری طرف سے عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔<sup>③</sup>

<sup>①</sup> صحيح مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي.....، حدیث: 499. <sup>②</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يضر سترة المصلي، حدیث: 686، وسنده صحیح، امام ابن خزیم نے حدیث: 807، میں اسے صحیح قرار دیا ہے، یعنی تقریباً سوا ایک فٹ لمبی لکڑی سترہ بن سکتی ہے۔ (ع۔ و) <sup>③</sup> صحیح البخاری، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، حدیث: 495، و صحیح مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي.....، حدیث: 503.

## ر نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو گزرنے کی سزا معلوم ہو جائے تو اس کے آگے سے گزرنے کی بجائے چالیس (دن، ماہ یا سال) تک وہیں کھڑے رہنا زیادہ بہتر ہو۔“<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز ادا کرتے وقت آگے سترہ کھڑا کرو اور کوئی شخص سترے کے اندر (نمازی اور سترے کے درمیان) سے گزرنा چاہے تو اس کے ساتھ مزاحمت کرو اور اسے آگے سے نہ گزرنے دو۔ اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑائی کرو۔ بے شک وہ شیطان ہے۔“<sup>②</sup>

ایک روایت میں ہے کہ دو بار تو اسے ہاتھ سے روکو اگر وہ نہ رکے تو اس سے ہاتھا پائی سے بھی گریز نہ کیا جائے (کیونکہ) وہ شیطان ہے۔<sup>③</sup>

نبی اکرم ﷺ سترے اور اپنے درمیان میں سے کسی چیز کو گزرنے نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نماز ادا فرمار ہے تھے کہ ایک بکری دوڑتی ہوئی آئی، وہ آپ کے آگے سے گزنا چاہتی تھی اور آپ گزرنے نہیں دینا چاہتے تھے۔ آپ نے اپنا بطن مبارک سترے کے ساتھ لگا دیا (تو بکری کو سترے کے پیچھے سے گزنا پڑا)۔<sup>④</sup>

① صحيح البخاري، الصلاة، باب إثيم المار بين يدي المصلي، حديث: 510، وصحیح مسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، حديث: 507. ② صحيح البخاري، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي من مرینین بدیه، حديث: 509، وصحیح مسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، حديث: 505. ③ [صحیح] صحیح ابن خزیمة، سترة المصلي، باب بیان أن إیاحة المقاتلة إنما تكون بعد منعه مرتبین، حديث: 818، امام ابن خزیمه نے اسے صحیح کہا ہے۔ وجاء في صحيح البخاري، حديث: 3274 بمعنىه فالحديث صحيح. ④ [صحیح] صحیح ابن خزیمة، سترة المصلي، باب إیاحة منع المصلي الشاة من المرور بين يديه، حديث: 827، وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 1/ 254 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی جائے نماز (کھڑے ہونے کی جگہ) اور دیوار کے درمیان ایک  
بکری کے گزرنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نمازی کے آگے اونٹ کے پالان کی پچھلی لکڑی جتنا لما  
سترہ نہ ہو اور بالغ عورت، گدھا یا سیاہ کتا آگے سے گزر جائے تو نمازوں جاتی ہے اور سیاہ  
کتا شیطان ہے۔“<sup>②</sup>

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے سوتی تھی۔ میرے  
پاؤں آپ کے سامنے ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے ہاتھ لگاتے، میں اپنے  
پاؤں سمیٹ لیتی اور جس وقت آپ کھڑے ہوتے تو پاؤں پھیلا دیتی۔ ان دونوں گھروں  
میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔<sup>③</sup>

معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گز نہ منع ہے۔ اگر آگے کوئی لیٹا ہو تو کوئی حرج نہیں،  
اسی طرح عورت کے گزرنے سے نمازوں جاتی ہے اگر وہ سامنے لیٹی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الصلاة، باب قدركم ينبغي أن يكون بين المصلى والسترة؟ حديث: 496،  
وسنن أبي داود، الصلاة، باب الدنو من السترة ، حدیث: 696. <sup>②</sup> صحيح مسلم، الصلاة،  
باب قدر ما يضر المصلى، حدیث: 510. <sup>③</sup> صحيح البخاري، الصلاة، باب التطوع خلف  
المرأة، حدیث: 513، وصحيح مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلى، حدیث:

.512-(272)

## نماز با جماعت

ر اہمیت

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ الْكَلَمُ عَلَمَنَا سُنَّةَ الْهُدَىٰ، وَإِنَّ مِنْ سُنَّةِ الْهُدَىٰ  
الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤْذَنُ فِيهِ - وَفِي رِوَايَةِ - وَلَوْ أَنَّكُمْ  
صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلَّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ  
نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَّلْتُمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فِي حِسْنٍ  
الظَّهُورَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِّنْ هُذِهِ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ  
بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَسَنَةً، وَيَرْفَعُ بِهَا دَرَجَةً، وَيَحُكُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَلَقَدْ  
رَأَيْتُمَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النَّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ لِرَجُلٍ  
يُؤْتَى بِهِ يُهَادِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ يُقَامُ فِي الصَّفَّ»

”بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے، ان ہدایت کے طریقوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جس میں اذان دی جاتی ہے..... اور ایک روایت میں ہے (کہ انہوں نے فرمایا): اگر تم نماز اپنے اپنے گھروں میں پڑھو گے، جیسے (جماعت سے) پیچے رہنے والا یہ شخص اپنے گھر میں پڑھ لیتا ہے تو تم اپنے نبی اکرم ﷺ کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر نبی کی

سنن چھوڑ دے گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور (یہ بات بھی شامل ہے کہ) جب کوئی شخص اچھا و ضوکر کے مسجد جائے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بد لے ایک نیکی لکھتا ہے، ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک برائی منادیتا ہے۔<sup>①</sup> میں نے صحابہ کرام رض کو دیکھا (اس وقت) جماعت سے سوائے کھلے منافق کے کوئی پیچھے نہیں رہتا تھا اور یہاں کو بھی دو آدمیوں کے سہارے نماز کے لیے لا یا جاتا اور صرف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔<sup>②</sup>

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اکیلے شخص کی نماز سے، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیں درجے زیادہ (باعث ثواب) ہے۔“<sup>③</sup>

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں۔ پھر نماز کا حکم دوں اور اس کے لیے اذان کہی جائے، پھر کسی شخص کو لوگوں کی امامت کے لیے کہوں، پھر ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو نماز (جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے۔“<sup>④</sup>

سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رض نے تابینہ تھے، انہوں نے اپنے تابینے ہونے کا عذر پیش کر کے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو انھیں اجازت دے دی لیکن پھر فرمایا: ”اذان سننے ہو؟“ سیدنا عبد اللہ رض نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”تو پھر نماز میں حاضر ہو جائیا کرو۔“<sup>⑤</sup>

① صحيح مسلم، المساجد، باب صلاة الجمعة من سنن الهدى، حدیث: 654.

② صحيح البخاري، الأذان، باب فضل صلاة الجمعة، حدیث: 645، وصحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجمعة، حدیث: 650.

③ صحيح البخاري، الأذان، باب فضل صلاة الجمعة، حدیث: 644، وصحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجمعة، حدیث: 651.

④ صحيح مسلم، المساجد، باب يجب إثبات المسجد على من سمع النداء، حدیث: 653.

بھائیو سوچو! نابینے شخص کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ مل سکی اور آنکھوں والے جو اذان سن کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نہیں جاتے وہ کتنے بڑے جرم اور گناہ کے مرکب ہو رہے ہیں!

### ر عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم حاری عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اے ہرگز منع نہ کرو۔“<sup>①</sup>

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی عورتوں کو (نماز پڑھنے کے لیے) مسجد میں آنے سے منع نہ کرو، اگرچہ ان کے گھرانے کے لیے بہتر ہیں۔“<sup>②</sup> عورتوں کو خوبصوراً کر مسجد جانے کی ممانعت ہے۔<sup>③</sup>

### ر نماز با جماعت کے متفرق مسائل

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِذَا أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبِيِّدُ بِالْخَلَاءِ“

”جب (جماعت کے لیے) اقامت کہہ دی جائے اور کسی شخص کو پیشتاب وغیرہ کی

① صحيح البخاري، الأذان، باب استئذان المرأة زوجها بالخروج إلى المسجد، حديث: 873، وصحيح مسلم، الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة.....، حديث: 442. ② [صحیح]، سنن أبي داود، الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد، حدیث: 567، وہ حدیث صحیح، حاکم نے المستدرک: 1/209 میں، امام ابن خزیم نے حدیث: 1684 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وللحديث شاهد حسن عند البیهقی: 131/3 وصححه ابن خزیمة: 1683. ③ صحيح مسلم، الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد.....، حديث: 443. مقصود یہ ہے کہ مسجد جانے والی خاتون اس طرح کے قتلہ اگیز القدام سے پرہیز کرے۔ (ع، ر)

- حاجت ہو تو پہلے اس سے فراغت حاصل کرے (پھر نماز پڑھے)۔<sup>①</sup>
- نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اذان سن کر مسجد میں جماعت کے لیے نہ پہنچے (اور گھر میں نماز پڑھے) اس سے نماز قبول نہیں کی جاتی، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔“<sup>②</sup>
  - جس جگہ تین آدمی ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان غالب ہوتا ہے۔<sup>③</sup>
  - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر شام کا کھانا سامنے لگا دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ اور کھانا کھانے میں جلدی نہ کرو یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ۔“ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا رکھ دیا جاتا اور جماعت بھی کھڑی ہو جاتی تو وہ اس وقت تک نماز کے لیے نہ آتے جب تک کھانے سے فارغ نہ ہو جاتے، حالانکہ وہ امام کی قراءت بھی سن رہے ہوتے تھے۔<sup>④</sup>
  - نہایت شدید سردی اور بارش کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے گھروں میں نماز پڑھنے کی

① [صحیح] جامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة ووُجُد أحدكم الخلاء، حدیث: 142، وسنن أبي داود، الطهارة، باب أيصلي الرجل وهو حاقن؟ حدیث: 88. امام ترمذی نے، حاکم نے المستدرک: 3/335 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔التاریخ الكبير للبغخاری: 5/33 وسنده صحيح . ② [صحیح] سنن ابن ماجہ، المساجد والجماعات، باب التغلب في التخلف عن الجماعة، حدیث: 793، وهو صحيح، امام ابن حبان في الموارد، حدیث: 426 میں، حاکم نے المستدرک: 1/245 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، تاریخ واسط لیبحشل، ص: 202. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، حدیث: 547، وسنده صحيح، وسنن النسائي، الإمامة، باب التشديد في ترك الجماعة، حدیث: 848 امام حاکم نے: 1/246 میں، ابن خزیم نے حدیث: 1486 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 425 میں، ذہبی نے اور امام نووی نے المجموع: 4/183 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ صحیح البخاری، الأذان، باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة، حدیث: 673، وصحیح مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضوره الطعام.....، حدیث: 559.

اجازت دی ہے۔<sup>①</sup>

## صفوں میں مل کر کھڑا ہونے کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ»

”اپنی صفوں کو برابر کرو۔ بلاشبہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے۔“<sup>②</sup>

قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾

”اور نماز قائم کرو۔“<sup>③</sup>

یعنی اركان اور سنن کی تعدیل، اہتمام اور رعایت سے نماز پڑھو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ”صفوں کا سیدھا کرنا بھی نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کا ٹیڑھا ہونا نقصان کا موجب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا کرو کیونکہ صف کو سیدھا کرنا نماز کے حسن میں سے ہے۔“<sup>④</sup>

سیدنا نعمان بن بشیر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو (ایسے)

① صحيح البخاري، الأذان، باب الرخصة في المطر والعلة أن يصلى في رحله، حديث: 666، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الصلاة في الرحالة في المطر، حديث: 697.

② صحيح البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، حديث: 723، وصحيح مسلم، الصلاة، باب تسويه الصفوف، حديث: 433. ③ البقرة: 432. ④ صحيح البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، حديث: 722، وصحيح مسلم، الصلاة، باب تسويه الصفوف.....، حديث: 435.

برا برا کرتے گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے ہوں۔<sup>①</sup> یہاں تک کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ سے صفوں کا سیدھا کرنا سمجھ لیا۔ ایک دن آپ (جماعت کے لیے) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے تو فرمایا: ”اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں اختلاف ڈال دے گا۔“<sup>②</sup>

ذکورہ حدیث کی رو سے صفوں کا سیدھا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اقامت ہو جانے کے بعد جب صفیں سیدھی، درست اور برابر ہو جائیں تو پھر امام کو تکبیر اولیٰ کہنی چاہیے۔ خبردار! صفیں ٹیڑھی نہ ہوں کہ صفوں کا ٹیڑھا پن باہمی پھوٹ، دلوں کے اختلاف اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو (کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہو) اور صفوں کے درمیان نزدیکی کرو (دو صفوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ چھوڑو کہ وہاں ایک اور صف کھڑی ہو سکے) اور گرد نیں برابر (ایک دوسرے کی سیدھی میں) رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً میں شیطان کو دیکھتا ہوں جو صف کے شگافوں میں داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ بکری کا سیاہ بچہ ہے۔“<sup>③</sup>

<sup>①</sup> مادرے کے مطابق تو یوں کہنا چاہیے کہ صفتیر کی طرح سیدھی ہو جاتی تھی لیکن جب اس کے برعکس یوں کہا گیا کہ تیر اگر صفت کی طرح سیدھا کر دیا جائے تو یقیناً بُف کو جا لگے تو اس میں زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ مقصد بھی یہی ہے کہ صفیں انتہائی سیدھی ہوتی تھیں حتیٰ کہ ان کی مدد سے نشانے کی طرف تیروں کا رخ بخوبی سیدھا کیا جاسکتا تھا۔ واللہ عالم (ع، ر)

<sup>②</sup> صحیح مسلم، الصلاة، باب تسويۃ الصفووف.....، حدیث: 436. <sup>③</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب تسويۃ الصفووف، حدیث: 667، وسننہ صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 387 میں اور ابن خزیم نے حدیث: 1545 میں اسے صحیح کہا ہے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف چہرہ کر کے فرمایا: ”لوگو! اپنی صفائی سیدھی کرو۔ لوگو! اپنی صفائی درست کرو۔ لوگو! اپنی صفائی برابر کرو۔ اللہ کی قسم! یا تو تم ضرور ضرور صفائی سیدھی کرو گے یا پھر اللہ تعالیٰ تمھارے دلوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈال دے گا۔“ پھر تو یہ حالت ہو گئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا، گھٹنے سے گھٹنا اور ٹخنے سے ٹخنا چکا دیتا تھا۔<sup>①</sup>

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا کیا کرو کیونکہ میں تمھیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں۔“ (یہ آپ کا مجرزہ تھا) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص (صفوں میں) اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملا دیتا تھا۔<sup>②</sup>

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف کے اندر داخل ہو کر ایک جانب سے دوسری جانب تک چلتے، ہمارے سینوں اور کندھوں کو برابر کرتے اور

<sup>①</sup> [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب تسویۃ الصفووف، حدیث: 662، وهو حدیث صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 396 میں اسے صحیح کہا ہے۔ السنن الکبریٰ للنسائی: 287/1، وصحیح ابن خزیمۃ: 160، وسنن الدارقطنی: 1/283. <sup>②</sup> صحیح البخاری، الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصفة، حدیث: 725. اس حدیث میں آپ ﷺ کے ایک مجرزے کا ذکر ہے۔ مجرزاً کرامت کی حقیقت ٹھجھے کے لیے درج ذیل نکات قابل غور ہیں:

- انسان کا وجود، اس کی عقل، طاقت، جملہ عادات، خصائص اور خوبیاں سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہوتی ہیں۔
- انسانی عادت اور روتیں ہے کہ جس کام میں بھی کسی آدمی کی عقل اور طاقت صرف ہوتی ہے، وہ کام کتنا ہی انوکھا کیوں نہ ہو، دوسرے آدمی بھی محنت اور مشق کر کے وہ کام کرہی لیتے ہیں۔

- یکن جب کسی آدمی سے ایسا کام صادر ہو جو عام عادت سے ہٹا ہوا ہو، اس میں کسی علم یا فن کا داخل نہ ہو اور اسباب و وسائل بھی استعمال میں نہ لائے گئے ہوں، نیز ہر عام و خاص اس کے مقابلے سے یا تو سرے ہی سے عاجز ہو یا اسباب و وسائل کے بغیر عاجز ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی سے یہ کارنامہ ہے

فرماتے تھے: ”آگے پیچھے مت ہونا۔ (ورنه) تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔“ اور ”سر زد ہوا ہے، اس میں محض اس کی عقل اور طاقت کام نہیں کر رہی بلکہ اسے کسی غبی طاقت کی ”ان دیکھی مدد“ حاصل ہے۔

● اگر ایسا کام کسی نبی اور رسول سے صادر ہو تو اسے مجرہ کہتے ہیں اور اگر کسی صحیح العقیدہ، عالم دین اور تبع سنت (ولی اللہ) سے صادر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔

● لوگوں سے انبیاء و رسل کی صداقت منوانے کے لیے اللہ تعالیٰ انھیں عموماً و چیزوں سے نوازتے ہیں:  
① دلیل و برہان کی طاقت۔ ② مختلف مجررات کا صادر ہونا۔

● یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی نبی کو مجرہ نہ ملے مگر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اسے دلیل و برہان کی طاقت سے محروم رکھا گیا ہو۔

● جس نبی کو بھی مجرہ ملا، اس نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اسباب و وسائل کو استعمال میں لائے بغیر ہر قسم کا کارنامہ کر دکھانا میری طاقت میں ہے یا میرے کام بھی میں داخل ہے اور نہ ہی اس کے صحابے یہ عقیدہ رکھا کر دہ ان مجررات کی بنیاد پر اسباب عادیہ کے بغیر دوسرا سے انسانوں کا حاجت رو اور مشکل کشا ہے۔

● کسی بھی غیر نبی کی دعوت (عقیدہ عمل) کی سچائی ① قرآن پاک ② مقبول احادیث ③ صحابہ کرام ﷺ کے مجموع فہم عمل اور ④ اجماع امت سے پرکھی جائے گی۔ اگر اس کی دعوت اور طرز عمل اس معیار پر پورا ارتقا ہے تو اس سے ظاہر ہونے والا خلاف عادت کام ”کرامت“ ہو گا ورنہ نہیں۔

● اگر بد عقیدہ اور بد عمل ہونے کے باوجود اس سے امور عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں تو اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں: ① اللہ نے اس کی رسی دراز کردی ہے تاکہ وہ اور اس کے پیروکار زیادہ سے زیادہ عذاب آختر کے سختی میں۔ ② اس نے مختلف شرکیہ ”عمل“ کر کے جنوں اور شیاطین کا قرب حاصل کیا ہوا ہے جو اس کے ساتھ نظر نہ آنے والا تعاون کرتے اور اسے پیشگی خبریں پہنچاتے ہیں۔

● الغرض مجرہ اور پچی کرامت اللہ کی غبی مدد، طاقت اور حکم سے رونما ہوتی ہے، جبکہ جھوٹی کرامتوں میں شیاطین کی ان دیکھی مدد کام کر رہی ہوتی ہے، بنده اپنی طاقت سے ایسے امور عجیبہ کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔

● حالت نماز میں قبلہ رخ ہونے کے باوجود پیچھے کھڑے نمازیوں پر نظر رکھنا، واقعی نبی اکرم ﷺ کا مجرہ تھا اور یہ حالت نماز کے ساتھ خاص تھا مگر نماز میں بھی یہ کیفیت ہر وقت نہیں ہوتی تھی بلکہ جب اللہ چاہتا تھا ایسے ہوتا تھا اور جب نہیں چاہتا تھا، نہیں ہوتا تھا، پرانچے صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔

فرماتے تھے: ”تَعْقِيقُ اللَّهِ تَعَالَى أَوْلَى صَفَّ وَالْوَلِيُّونَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى يَبْحِجُّهَا هُوَ أَوْ فَرَشَّتَهَا إِلَيْهِ (رَحْمَتِ الْكَوْنَى) دُعاً كَرَتَهُ هُوَ“<sup>①</sup>

سیدنا نعمان بن بشیر رض سے روایت ہے کہ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفائیں برابر کرتے تھے جب صفائیں برابر ہو جاتیں تو (پھر) آپ صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر نماز شروع کرتے۔<sup>②</sup>

سیدنا عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفائیں قائم کرو، کندھے برابر کرو، (صفوں کے اندر) ان جگہوں کو پر کرو جو خالی رہ جائیں، اپنے بھائیوں سے جب سَيِّعَ اللَّهُ لِيَنْ حَمَدًا کہا تو پیچھے سے ایک آدمی نے یہ دعا پڑھی: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا... تو سلام پھیرنے کے بعد آپ نے فرمایا: مَنْ الْمُتَكَبِّمُ؟“ دعا کس نے پڑھی تھی؟“ صحیح البخاری، الأذان، باب: 126، حدیث: 799.

● ایک رات نبی اکرم ﷺ اپنے بستر سے اٹھ کر باہر چلے گئے، امی عائشہ رض بھی آپ کے پیچھے باہر نکل گئی۔ آپ ﷺ نے لقوع الغرقد (مدینہ منورہ کا قبرستان) پہنچ کر دعائے مغفرت کی اور واپس آگئے۔ امی عائشہ رض آپ ﷺ سے پہلے اپنے بستر پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئی لیکن سانس پھولی ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے وجہ دریافت کی، امی عائشہ رض نے تالا ناچاہا، آپ نے فرمایا: ”عائشہ! بتا دو و گرہ میرا اللہ مجھے بتا دے گا۔“ اس پر امی عائشہ رض نے ساری بات بتا دی۔ صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها؟ حدیث: 974. اس سے معلوم ہوا کہ گھر سے لکھتے وقت امی عائشہ رض کو معلوم نہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ کو ہر اور کیوں جا رہے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کو بھی معلوم نہ ہوا کہ عائشہ بھی میرے پیچھے گئی تھی۔

① [صحیح] سنن أبي داود، أبواب الصفواف، باب تسویۃ الصفواف، حدیث: 664، وسنده صحيح، والمستدرک للحاکم، فضائل القرآن، ذکر فضائل سور و آی متفرقة، حدیث: 2128, 2112, 2105, 2099 اور امام ابن خزیم نے حدیث: 1551 میں اسے صحیح جبکہ نووی نے المجموع: 4/226 میں حسن کہا ہے۔

② [صحیح] سنن أبي داود، أبواب الصفواف، باب تسویۃ الصفواف، حدیث: 665، وسنده صحيح.

کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، صفوں کے اندر شیطان کے لیے جگہ نہ چھوڑو۔ اور جو شخص صف ملائے گا، اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) ملائے گا اور جو اسے کاٹے گا، اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا۔<sup>①</sup>

اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر صف درست کرنے کے لیے کوئی تھیس آگے یا پیچھے کرے تو بڑی نرمی اور محبت سے آگے یا پیچھے ہو جاؤ۔ اگر صف سے کوئی نکل کر چلا جائے تو اس کی جگہ لے کر صف ملاؤ، اللہ تم پر رحمت کرے گا۔ صف کے اندر (جان بوجھ کر) ایک دوسرے سے دور دور کھڑے ہونا صاف کاشنا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ اپنی رحمت سے دور کرے گا۔ [والعياذ بالله]

### صفوں کی ترتیب

سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلے اول صف پوری کرو، پھر اسے جو پہلی کے نزدیک ہے۔<sup>②</sup>

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی صفوں میں (ثواب کے لحاظ سے) سب سے بہتر، پہلی صف ہے۔ اور سب سے بڑی، آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بڑی، پہلی صف ہے اور سب سے بہتر آخری صف ہے۔<sup>③</sup>“

① [حسن] سنن أبي داود، أبواب الصفو، باب تسوية الصوف، حديث: 666، وسنده حسن، حاكم نے المستدرک: 213، امام ابن خزیم نے حديث: 1549 میں، ذہبی نے اور نووی نے المجموع: 227 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفو، حديث: 671، وهو حديث صحيح، امام ابن خزیم نے حديث: 1547، 1546 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 390 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحيح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفو.....، حديث: 440، امام نووی المجموع: 4/301۔ میں فرماتے ہیں: ”یہ تب ہے جب خواتین بھی مردوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوں کیونکہ اگر مرد آخري صف میں کھڑے ہوں اور ان کے متصل بعد خواتین کھڑی ہوں تو ان کا خیال ایک دوسرے کی طرف رہے گا۔ لیکن اگر مرد پہلی صفوں میں ہوں“

سیدنا ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمیشہ لوگ (پہلی صفائی سے) پیچھے بٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ بھی انہیں (انپر رحمت میں) پیچھے ڈال دے گا۔“<sup>①</sup>

### ستونوں کے درمیان صفائی بنانا

سیدنا انس رض فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس سے (ستونوں کے درمیان صفائی بنانے سے) بچت تھے۔<sup>②</sup>

### صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا

صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نمازنیں پڑھنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صفائی کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے نمازوں کا حکم دیا۔<sup>③</sup>

”اور خواتین آخري صحفوں میں ہوں جبکہ درمیان میں بچے ہوں تو پھر ایسا امکان نہیں رہے گا۔“ (ع، ر)

① صحیح مسلم، الصلاة، باب تسوبية الصوف……، حدیث: 438. ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الصفوف بين السواري، حدیث: 673، وسنده صحیح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في كراهة الصف بين السواري، حدیث: 229. امام ترمذی، امام حاکم نے المستدرک: 218 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ سفیان الثوری صرح بالسماع عند البیهقی: 4/3. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الرجل يصلی وحده خلف الصف، حدیث: 403، وسنده صحیح، امام ابن حیان نے الموارد، حدیث: 403 میں، امام احمد، اسحاق نے اور ابن حزم نے المحتل: 53/4 میں اسے صحیح کہا ہے۔ سنن الدارمی: 1/211، حدیث: 1289 میں حسن سند کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صفائی کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے کو نمازوں کا حکم اس لیے دیا تھا کہ وہ اگلی صفائی میں شامل نہیں ہوا تھا «وَلَمْ يَتَصلِّ بِالصَّفُوفِ» اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اگلی صفائی میں جگہ نہ ہو اور نمازی اکیلے صفائی میں کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ یہی موقف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محققین کا ہے۔ ویکھیے: ارواء الغلیل: 2/329، وفتاویٰ الدین الحالص: 5/244 (ع۔ و)

اگر اگلی صفائح میں جگہ نہیں ہے تو ایک امام اور ایک مقتدی والے مسئلے سے استنباط کرتے ہوئے اگلی صفائح سے آدمی کھینچ کر صفائح بنا لینا جائز ہے اور اگر نہ کھینچا جائے اور اسکیلی ہی نماز پڑھی جائے تو پھر یہ نماز دو ہر انی پڑے گی۔

### صف بندی میں مراتب کا لحاظ رکھنا

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے ہاتھ ہمارے کندھوں پر رکھتے اور فرماتے: ”برابر ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ (اور) وہ لوگ جو عقل مندو دانشمند ہیں، صفائح میں میرے قریب رہیں، پھر جو ان سے قریب ہیں، پھر جو ان سے قریب ہیں۔“<sup>①</sup>

سیدنا ابوالمالک الشعراوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے پہلے مردوں نے صفائح باندھیں، پھر بچوں نے، اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا: ”میری امت کی نماز اسی طرح ہے۔“<sup>②</sup>

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ میں نے اور ایک بچ نے اکٹھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صفائح بنا لائی اور میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے اکٹلی ہی صفائح میں کھڑی ہو گئی۔<sup>③</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مردوں کی صفائح میں جگہ ہو تو نابالغ بچے بھی ان کے

① صحیح مسلم، الصلوٰۃ، باب تسویۃ الصفوٰ.....، حدیث: 432. ② [حسن] سنن أبي داود، الصلوٰۃ، باب مقام الصبيان من الصف، حدیث: 677. اس کی سند حسن ہے۔ اے ابن الملقن نے تحفة المحتاج میں حسن قرار دیا ہے، حدیث: 548. ③ صحیح البخاری، الأذان، باب المرأة وحدها تكون صفاً، حدیث: 727. وصحیح مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة.....، حدیث: 658. اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک خاتون نماز میں شامل ہو جائے تو وہ بھی مردوں سے الگ اکٹلی صفائح میں کھڑی ہو گی۔ (ع، ر)

ساتھ کھڑے ہوں گے۔<sup>①</sup>

### امامت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَوْمُ الْقِوْمَ أَفْرُؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ. فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءٌ، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءٌ، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءٌ، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا، وَلَا يَؤْمِنَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِيمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ»  
 ”لوگوں کا امام وہ ہونا چاہیے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن کو صحیح طریقے سے پڑھنے والا ہو۔ پھر اگر قراءت میں سب برابر ہوں تو وہ امامت کرائے جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو (سب سے زیادہ احکام اور مسائل کی حدیثیں جانتا ہو۔) پھر اگر سنت کے علم میں بھی سب برابر ہوں تو پھر امامت وہ کرائے جس نے سب سے پہلے بھرت کی ہو۔ اگر بھرت میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا ہو۔ اور (بلا اجازت) کوئی شخص، کسی کی سلطنت میں اس کی امامت نہ کرائے اور نہ کسی کے گھر میں صاحب خانہ کی مند پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔<sup>②</sup>“

اگر کتاب اللہ کسی نابالغ بچے کو زیادہ یاد ہو تو اسے امام بنایا جا سکتا ہے۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رض فرماتے ہیں کہ اپنے قبلیے میں سب سے زیادہ قرآن مجھے یاد تھا، لہذا مجھے امام بنایا گیا، حالانکہ میری عمر سات سال تھی۔<sup>③</sup>

① ویکھیے: فتاویٰ اللجنة الدائمة: 20/8، وتمام المنة للألبانی، ص: 284. ② صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامية؟ حديث: 673. ③ صحيح البخاري، المغازى، باب 54، حديث: 4302.

نابینے کو امام بنانا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا تھا، حالانکہ وہ نابینے تھے۔<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس امام کی نماز کانوں سے بلند، یعنی قبول نہیں ہوتی جس پر لوگ (بوجہ اس کی بدعات، جہالت و فتن وغیرہ کے) ناراض ہوں۔“<sup>②</sup>

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مثل بہت بہلی اور بہت کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔ جب آپ (عورتوں کی صفائی میں) پیچے کے رونے کی آواز سننے تو اس ڈر سے نماز بہلی کر دیتے کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔<sup>③</sup>

سیدنا ابو القادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نماز لمبی کرنے کے ارادے سے، نماز میں داخل ہوتا ہوں۔ پھر (عورتوں کی صفائی میں) پیچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں (بہلی پڑھاتا ہوں) کہ پیچے کے رونے سے اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔“<sup>④</sup>

### زیادہ لمبی نماز پر نبی کریم ﷺ کا غصہ

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی وعظ میں اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا (لمبی نماز پڑھانے والوں پر) اس دن دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ”تم (لمبی نماز میں پڑھا کر) لوگوں کو نفرت دلانے والے ہو (سنوا!) جب تم لوگوں کو

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب إمامۃ الأعمى، حدیث: 595، وهو حدیث صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 370 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی من أَمْ قُومًا وَهُمْ لِهِ كَارِهُونَ، حدیث: 360، وسنده حسن، امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، حدیث: 708. ④ صحیح البخاری، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، حدیث: 707.

نماز پڑھاؤ تو ہلکی پڑھاؤ، اس لیے کہ ان (مقدموں) میں ضعیف، بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔<sup>①</sup>

سیدنا عثمان بن ابو العاص رض روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت یقینی: ”جب تم لوگوں کی امامت کرو تو انہیں نماز ہلکی پڑھاؤ کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے، مریض، کمزور اور کام کا جواب لے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اکیل نماز پڑھو تو جس قدر رچا ہے لمبی پڑھو۔“<sup>②</sup>

ہلکی نماز کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رکوع، سجود، قوامے اور جلسے کو درہم برہم کر کے رکھ دیا جائے۔ واضح ہو کہ ارکان نماز کی تعدل اور طمانیت کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔<sup>③</sup> بلکہ ہلکی نماز کا مطلب یہ ہے کہ قراءت میں (نسبتاً) اختصار کیا جائے، مگر قیام زیادہ مختصر بھی نہ ہو، بنی اسرائیل نے فرمایا: ”أَنْفُل نِمَاء وَهُوَ بِهِ جَسْ مِنْ قِيَامٍ لَمْ يَهُوَ“<sup>④</sup>

## ر نماز کے لیے پرسکون انداز سے آنا

سیدنا ابو القادہ رض روایت کرتے ہیں:

«بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعَ، جَلَّهُ فَقَالَ: "مَا

① صحيح البخاري، الأذان، باب تخفيف الإمام في القيام وإتمام الركوع والسجود، حديث: 702، صحيح مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، حدیث: 466.

② صحيح مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، حدیث: 468.

③ صحيح مسلم، حدیث: 470 میں سیدنا انس رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حالت نماز میں نماز کے لیے آئی ہوئی ماں کے ہمراہ بچے کے رونے کی آواز سننے تو اس وجہ سے چھوٹی سورت پڑھ لیتے۔ اس حدیث سے، نیز سیدنا معاذ رض سے متعلق حدیث اور دیگر روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تخفیف قراءت میں ہوتی تھی، ہاں الفاظ مناسب انداز میں ترتیل سے پڑھنا بہر حال ضروری ہے۔ (ع۔ و)

④ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت، حدیث: 756.

شأنکُمْ؟" قالوا : اسْتَعْجِلْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ : "فَلَا تَفْعَلُوا إِذَا أَئَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُوْا وَمَا سَبَقْتُكُمْ فَأَتَمُّوا"

"اس دوران کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے لوگوں کی کھٹ پٹ سنی۔ آپ نے نماز کے بعد پوچھا: "تم کیا کر رہے تھے؟" انہوں نے عرض کی کہ ہم نماز کی طرف جلدی آ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "ایسا نہ کرو۔ جب تم نماز کے لیے آؤ تو آرام و سکون سے آؤ، جو نماز تمھیں مل جائے (جو تم پالو) پڑھ لوا اور جو فوت ہو جائے اسے بعد میں پورا کرو۔"<sup>①</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم نماز کا ارادہ کر کے آتے ہو تو نماز ہتھی میں ہوتے ہو (لہذا وقار اور سکون کے ساتھ آیا کرو)"<sup>②</sup>

### اما موسیٰ پرو بال

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر اماموں نے نماز اچھی طرح (ارکان کی تحدیل اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ) پڑھائی تو تمہارے لیے بھی ثواب ہے اور ان کے لیے بھی ثواب ہے اور اگر نماز پڑھانے میں خطأ کی (رکوع و سجود کی عدم طمانیت، تو مے اور جلے کے نقدان سے نماز پڑھائی) تو تمہارے (مقتدیوں کے) لیے تو ثواب ہے اور ان کے لیے وبال ہے۔"<sup>③</sup>

امام بغوي رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی امام

① صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتیان الصلاة بوقار و سکینة.....، حدیث: 603.

② صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتیان الصلاة بوقار و سکینة.....، حدیث: 602.

③ صحیح البخاری، الأذان، باب إذا لم يتم الإمام وأتم من خلفه، حدیث: 694.

بے وضویا بحالت جناب نماز پڑھادیتا ہے تو مقتدیوں کی نماز صحیح اور امام پر نماز کا اعادہ لازم ہے، خواہ اس نے یہ فعل ارادتا کیا ہو یا علمی کی بنابر۔

### نماز پڑھا کر امام مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے

سیدنا سرہ بن جندب رض سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف متوجہ ہوتے۔<sup>①</sup>

سیدنا انس رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر اپنے داہنی طرف سے مرتے تھے۔<sup>②</sup>

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض کہتے ہیں: تم اپنی نماز میں سے صرف دائیں طرف سے پھر کر شیطان کا حصہ مقرر نہ کرو۔ یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دفعہ دیکھا کہ وہ اپنے دائیں طرف سے بھی پھرتے تھے۔<sup>③</sup>

معلوم ہوا کہ امام کو پھرنے کے لیے صرف ایک طرف مقرر نہیں کر لینی چاہیے بلکہ کبھی دائیں طرف سے پھرا کرے، کبھی باعیں طرف سے۔ مگر اکثر دائیں طرف سے مژنا چاہیے۔

سیدنا براء رض سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے نماز پڑھتے تو ہم آپ کے دائیں طرف کھڑا ہونا پسند کرتے تھے تاکہ آپ کا چہرہ ہماری طرف ہو۔<sup>④</sup>

① صحيح البخاري، الأذان، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلم، حديث: 845. ② صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، حديث: 708. ③ صحيح البخاري، صفة الصلاة، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، حديث: 852، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف عن اليمين والشمال، حديث: 707. ④ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب يمين الإمام، حديث: 709.

## امام کی اقتدا کے احکام

سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام سے پہل نہ کرو! جب وہ تکبیر کہے، اس کے بعد تم تکبیر کہو۔ اور جب امام ﴿وَلَا الظَّالِمُونَ﴾ کہے تو تم اس کے بعد آمین کہو۔ اور جب امام رکوع کرے، تم اس کے بعد رکوع کرو اور جب امام سَيِّدِ الْهُنَادِ لِمَنْ حَمَدَهُ کہے تو تم أَللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو۔“<sup>①</sup>

سیدنا براء بن عازب رض روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، پس جب آپ سَيِّدِ الْهُنَادِ لِمَنْ حَمَدَهُ کہتے تو (ہم آپ کے پیچھے قوے میں کھڑے ہو جاتے تھے اور پھر) ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ (سجدے میں جانے کے لیے) نہ جھکاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنی پیشائی زمین پر رکھ دیتے، پھر ہم آپ کے بعد سجدے میں جاتے تھے۔<sup>②</sup>

حضرات! غور کیا آپ نے! کہ جب تک رسول اللہ ﷺ قوے سے سجدے میں پہنچ کر اپنی پیشائی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے تھے، اس وقت تک تمام صحابہ رض کھڑے رہتے تھے۔ کوئی پیٹھ تک نہ جھکاتا تھا اور ہمارا یہ حال ہے کہ امام قوے سے سجدے میں آنے کے لیے ابھی أَلَّهُ أَكْبَرُ ہی کہتا ہے تو مقدمی امام کے سجدے میں پہنچنے سے پہلے ہی سجدے میں پہنچ گئے ہوتے ہیں۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ و آله و سلّم فرماتے ہیں ”امام سے پہلے رکوع کرو نہ سجدہ اور امام سے پہلے کھڑے ہونہ پہلے سلام پھیرو۔“<sup>③</sup>

① صحيح مسلم، الصلاة، باب النهي عن مبادرة الإمام بالتكبير وغيره، حدیث: 415.

② صحيح البخاري، الأذان، باب متى يسجد من خلف الإمام؟ حدیث: 690 ، وصحيح مسلم، الصلاة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، حدیث: 474.

③ صحيح مسلم، الصلاة، باب تحرير سبق الإمام برکوع أو سجود ونحوهما، حدیث: 426.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا امام سے پہلے سراٹھانے والا ذرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا سرگدھے کے سرکی طرح کر دے یا اس کی شکل گدھے جیسی بنادے۔“<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز میں کوئی بات درپیش ہو تو سُبْحَانَ اللَّهِ كہنا مردوں کے لیے ہے اور ہاتھ پر ہاتھ مارنا عورتوں کے لیے ہے۔“<sup>②</sup>

### امام کو لقمہ دینا

سیدنا مسیو بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ کی رحمت میں قراءت میں قرآن کا کچھ حصہ (سہو) چھوڑ دیا۔ ایک آدمی نے کہا: آپ ﷺ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تونے مجھے یاد کیوں نہ کرایا؟“<sup>③</sup>

### عورت کی امامت

پہلی صفحہ کے وسط میں دوسری مقتدی عورتوں کے ساتھ، برابر کھڑی ہو کر عورت عورتوں کی امامت کر سکتی ہے۔

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”أَمْرَهَا أَنْ تَؤْمَنَّ أَهْلَ دَارِهَا“

① صحيح البخاري، الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام، حديث: 691، و صحيح مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود و نحوهما، حديث: 427. ② صحيح البخاري، العمل في الصلاة، باب التصفيق للنساء، حديث: 1204، 1203، و صحيح مسلم، الصلاة، باب تسبيح الرجل و تصفيق المرأة إذا نابهما شيء في الصلاة، حديث: 422. عورت سُبْحَانَ اللَّهِ كہنا کی وجہے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارے گی۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الفتح على الإمام في الصلاة، حديث: 907، و سندہ حسن، امام ابن خزیمہ نے اور امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 378 میں اسے صحیح کہا ہے۔

”رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں۔“<sup>①</sup>  
 ام المؤمنین عائشہؓ نے عورتوں کی امامت کرائی جبکہ آپ صف کے درمیان کھڑی ہوئی تھیں۔<sup>②</sup>

### ر امامت کے چند مسائل

• سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے:

«صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ يَأْتُمُونَ إِلَيْهِ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَةِ»

”رسول اللہ ﷺ نے اپنے (اعتكاف والے) حجرے میں نماز پڑھی اور لوگوں نے حجرے سے باہر آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔“<sup>③</sup>

علوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کے درمیان اگر کوئی دیوار وغیرہ حائل ہو تو نماز ہو جائے گی۔

• عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں رات کی نماز میں نبی اکرم ﷺ کے باائیں طرف کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے میراہ تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے سے پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کر دیا۔<sup>④</sup>

① [صحیح] سنن أبي داود، باب إمامۃ النساء، حدیث: 592، وهو حدیث حسن، امام ابن خزیم نے حدیث: 1676 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② سنن الدارقطنی: 404/1، حدیث: 1429، وسننه حسن، وکھی میری کتاب أنوار السنن في تحقيق آثار السنن، حدیث: 514.

[صحیح] سنن أبي داود، باب الرجل يأتی بالامام وبينهما جدار، حدیث: 1126، وسننه حسن، اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے، وکھی: صحيح البخاری، حدیث: 729. ④

صحیح البخاری، الأذان، باب إذا قام الرجل عن يسار الإمام وَحَوْلَهُ الإمام خلفه إلى يمينه تمت صلاتة، حدیث: 726، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائہ باللیل، حدیث: 763۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کی جماعت میں بکیر (اقامت) نہیں ہے اور اگر اکیلے آدمی نے نماز شروع کی، پھر دوسرا بھی اس کے ساتھ آلات تو پہلی نمازی امامت کی نیت کر کے نماز جاری رکھے گا۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

• سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نماز میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنے دائیں جانب کر لیا۔ (یہ ایک سفر کا واقعہ ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی چادر میں نماز پڑھی)۔<sup>①</sup>

اگر مقتدی ایک ہوتا وہ امام کے دائیں طرف اور اس کے برابر کھڑا ہو گا۔<sup>②</sup>

• سیدنا بلاal رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر تکبیر کہتے اور آپ کے مصلے پر کھڑے ہونے سے پہلے تکبیر کہی جاتی اور لوگ صاف بندی کر لیتے تھے۔<sup>③</sup>

• سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جماعت میں آپ ﷺ کے دائیں طرف کھڑا ہوا اور ایک عورت ہمارے پیچے کھڑی ہوئی۔<sup>④</sup>

علوم ہوا کہ اگر مقتدیوں میں سے ایک مرد ہوتا تو مرد امام کے دائیں طرف اور عورت (ایک ہو یا زیادہ) پیچے الگ صاف میں کھڑی ہو گی۔

• رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے ایام میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کرائی۔ ایک دن آپ نے تکلیف میں تخفیف پائی تو آپ دو صحابہ رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ہاتھ ٹکتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آمد محسوس کی تو پیچھے ہٹنا چاہا، آپ نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹو۔ آپ ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دائیں طرف بیٹھ گئے اور بیٹھ کر نماز ادا کی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرتے اور لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرتے۔ یہ ظہر کی نماز تھی۔<sup>⑤</sup>

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ و دعائه بالليل، حدیث: 766. اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو انتہائی غیر مدداری سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی۔ (ع، ر)

② صحیح البخاری، الأذان، باب متى يقوم عن يمين الإمام بحدائه سواء إذا كانا اثنين، حدیث: 697.

③ صحیح مسلم، المساجد، باب متى يقوم الناس للصلوة؟ حدیث: 606, 605.

④ صحیح البخاری، الأذان، باب الرجل يأتى بالإمام و يأتى الناس بالماموم، حدیث: 713، ۴۰

● سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور انھیں نماز پڑھاتے۔<sup>①</sup>

معلوم ہوا فرض نماز پڑھ لینے کے بعد دوسروں کو (وہی) نماز پڑھا سکتے ہیں۔

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا، آپ نماز پڑھا چکے تھے، وہ آدمی اکیلا نماز پڑھنے لگا، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ”کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو اس پر صدقہ کرے اور اس آنے والے کے ساتھ با جماعت نماز پڑھے۔<sup>②</sup>

”وصحیح مسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر.....، حدیث: 418.

① صحیح البخاری، الأذان، باب إذا طول الإمام وكان للرجل حاجة فخرج وصلى، حدیث: 701,700، وصحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، حدیث: 465. یہ نماز سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نفل اور مقتدیوں کے لیے فرض بن جاتی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام اور مقتدی کی نیت کا مختلف ہونا جائز ہے۔ (ع، ر)

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في الجمع في المسجد مرتين، حدیث: 574، وسنده صحيح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في الجماعة في مسجد قد صلی فيه مرة، حدیث: 220، امام ترمذی نے، امام حاکم نے المستدرک: 209 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(( نمازِ نبوی : تکبیر اولی سے سلام تک ))

گیارہ صحابہ کرام ﷺ کی شہادت

سیدنا ابو حمید ساعدی رض سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ رض کی شہادت (کی جماعت) میں کہا کہ میں تم (سب) سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نماز جانتا ہوں۔ صحابہ کرام رض نے کہا: وہ کیسے، نہ تو تم آپ ﷺ کے پاس زیادہ آتے رہے ہو اور نہ ہم سے زیادہ آپ کی صحبت میں رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں (واقعی صورتحال تو یہی ہے)۔ (یہ سن کر) صحابہ کرام رض نے اُن سے کہا: پھر (ہمارے رو برو رسول اللہ ﷺ کی نماز) بیان کرو۔ سیدنا ابو حمید رض نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، پھر تکبیر (تحریمہ) کہتے، پھر قرآن پڑھتے، پھر (رکوع کے لیے) تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھنٹوں پر رکھتے، پھر (رکوع کے دوران) کمر سیدھی کرتے، پس نہ اپنا سر جھکاتے اور نہ بلند کرتے۔ (پیٹھ اور سر ہموار رکھتے)۔ اور پھر اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو کہتے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انھیں اپنے کندھوں کے برابر کرتے اور (قوے میں اطمینان سے) سیدھے کھڑے ہو جاتے اور اللہ اکبر کہتے، پھر زمین کی طرف سجدے کے لیے جھکتے، پس اپنے دونوں ہاتھ (بازو) اور پیلو رانوں (اور زمین) سے دور رکھتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیاں

~~~~ نماز نبوی: عکسیروں سے سلام تک ~~~~

کھولتے (اس طرح کہ انگلیوں کے سر قبلہ رخ ہوتے)، پھر اپنا سر سجدے سے اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے (بچھا لیتے)، پھر اس پر بیٹھتے اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی (بڑے اطمینان سے جلسہ میں بیٹھتے)، پھر (دوسرا) سجدہ کرتے، پھر اللہُ أَكْبَرُ کہتے اور اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے، پھر اس پر بیٹھتے اور دل جمعی سے اعتدال کرتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی (اطمینان سے جلسہ استراحت میں بیٹھتے)، پھر (دوسرا) رکعت کے لیے کھڑے ہوتے، پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کرتے، پھر جب دور رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہُ أَكْبَرُ کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، جیسے نماز کے شروع میں عکسیروں کے وقت کیا تھا، پھر اسی طرح اپنی باقی نماز میں کرتے یہاں تک کہ جب وہ سجدہ ہوتا جس کے بعد سلام ہے (آخر رکعت کا دوسرا سجدہ جس کے بعد بیٹھ کر تشریف، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں) تو اپنا بایاں پاؤں (دائیں پنڈلی کے نیچے سے) باہر نکالتے اور دائیں جانب کو لہے (سرین) پر بیٹھتے، پھر سلام پھیرتے۔ (یہ سن کر) ان صحابہ کرام رض نے کہا: (اے ابو حمید ساعدی!) تو نے سچ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔^①

نماز کی نیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 730، وسنده صحيح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في وصف الصلاة، حدیث: 304. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 491 میں، ترمذی نے اور نووی نے المجموع: 3/407 میں اسے صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ صحابہ کرام رض کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک رفع الیدين منشو غنیمیں ہوا۔ (ع، ر)

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ»

① «عملوں کا دار و مدار نبیوں پر ہے۔»

اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام (جاہز) اعمال میں (سب سے) پہلے، خلوص نیت کریا کریں کیونکہ جیسی نیت ہوگی، ویسا ہی پھل ملے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک شہید، اللہ کے سامنے قیامت کو لایا جائے گا۔ اللہ اس سے پوچھے گا کہ تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں تیری راہ میں لڑ کر شہید ہوا۔ اللہ فرمائے گا: ”تو جھوٹا ہے بلکہ تو اس لیے لڑا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ دیا گیا۔“ (تجھے تیرا صمل گیا۔ اب مجھ سے کیا چاہتا ہے) پھر منہ کے مل گھسیت کر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک عالم جس نے علم، شہرت کی نیت سے پڑھا اور پڑھایا تھا۔ اللہ کے حضور پیش کر کے جہنم میں جھوٹ ک دیا جائے گا۔ پھر ایک شہرت کی غرض سے سخاوت کرنے والے مالدار کا بھی یہی حشر ہو گا۔^②

وضو کرتے وقت دل میں یہ نیت کریں کہ اللہ کے حضور (نماز میں) حاضر ہونے کے لیے طہارت (وضو) کرنے لگا ہوں اور پھر جب نماز پڑھنے لگیں تو دل میں یہ قصد اور نیت کریں کہ صرف اپنے اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کا حکم بجالاتا ہوں۔

نیت چونکہ دل سے تعلق رکھتی ہے، اس لیے زبان سے الفاظ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور نیت کا زبان سے ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ رض کے عمل سے

^① صحيح البخاري، باب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ، حدیث: 1، نیز ویکھیے، حدیث: 54, 2529, 5070, 3898, 6953, 6689، صحيح مسلم، الإمارة، باب قوله صلی اللہ علیہ وسلم: إنما الأفعال بالنية.....، حدیث: 1907. ^② صحيح مسلم، الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار، حدیث: 1905. اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے راز صرف اللہ ہی جانتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر نیک و بد کا آخری انجام ہے۔ (ع، ر)

ثابت نہیں ہے۔^①

اپنے دل میں کسی کام کی نیت کرنا اور ضرورت کے وقت کسی کو اپنی نیت سے آگاہ کرنا ایک جائز بات ہے مگر نماز سے پہلے نیت پڑھنا عقل، نقل اور لغت تینوں کے خلاف ہے:

عقل کے خلاف اس لیے ہے کہ بے شمار ایسے کام ہیں جنہیں شروع کرتے وقت ہم زبان سے نیت نہیں پڑھتے کیونکہ ہمارے دل میں انھیں کرنے کی نیت اور ارادہ موجود ہوتا ہے، مثلاً: وضو کرنے لگتے ہیں تو کبھی نہیں پڑھتے ”وضو کرنے لگا ہوں“، وغیرہ۔ تو کیا نماز ہی ایک ایسا کام ہے جس کے آغاز میں اس کی نیت پڑھنا ضروری ہو گیا ہے؟ نماز کی نیت تو اسی وقت ہو جاتی ہے جب آدی اذان سن کر مجد کی طرف چل پڑتا ہے اور اسی نیت کی وجہ سے اسے ہر قدم پر نیکیاں ملتی ہیں، لہذا نماز شروع کرتے وقت جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ نیت نہیں، بدعت ہے۔

نقل کے خلاف اس لیے ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ باقاعدگی کے ساتھ نماز میں پڑھا کرتے تھے اور اگر وہ اپنی نمازوں سے پہلے ”نیت“ پڑھنا چاہتے تو ایسا کر سکتے تھے، ان کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی لیکن ان میں سے کبھی کسی نے نماز سے پہلے مروجہ نیت نہیں پڑھی۔ اس کے بعدکے وہ یہیشہ اپنی نمازوں کا آغاز تکمیر تحریم اللہ اکبر سے کرتے رہے، ثابت ہوا کہ نماز سے پہلے نیت نہ پڑھنا سنت ہے۔

لغت کے اس لیے خلاف ہے کہ نیت عربی زبان کا لفظ ہے، عربی میں اس کا معنی ”ارادہ“ ہے اور ارادہ دل سے کیا جاتا ہے زبان سے نہیں، بالکل اسی طرح جیسے دیکھا آنکھ سے جاتا ہے پاؤں سے نہیں۔ دوسرے لفظوں میں نیت دل سے کی جاتی ہے، زبان سے پڑھنی نہیں جاتی۔

بعض لوگ روزہ رکھنے کی دعا، حج کے تلبیہ اور نکاح میں ایجاد و قبول سے نماز والی مروجہ نیت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ روزہ رکھنے کی دعا والی حدیث ضعیف ہے، لہذا جوحت نہیں ہے۔ حج کا تلبیہ صحیح حدیشوں سے ثابت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی میں کہنا ضروری ہے اور اس کی حیثیت نماز کی تکمیر تحریم جیسی ہے، تکمیر تحریم نماز کے شروع میں کہی جاتی ہے، اسی طرح تلبیہ حج، مناسک حج کے شروع پڑھا جاتا ہے۔ مگر نماز والی مروجہ نیت کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئی، رہ گیا نکاح میں ایجاد و قبول کا مسئلہ، چونکہ نکاح کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہے اور حقوق العباد میں حکم نیت سے نہیں بلکہ اقرار، تحریر اور گواہی سے معاملات طے پاتے ہیں جب کہ نماز میں تو بندہ اپنے رب کے حضور کھڑا ہوتا ہے جو تمام نہیں خوب جانے والا ہے، پھر وہاں نیت پڑھنے کا کیا لگٹ بناتا ہے، لہذا اہل اسلام سے گزارش ہے کہ وہ اس بدعت سے نجات پائیں اور سنت کے مطابق نماز شروع کر کے حب رسول ﷺ کا ثبوت دیں۔ (ع، ر)

امام ابن تیسیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ الفاظ سے نیت کرنا علمائے مسلمین میں سے کسی کے نزدیک بھی مشروع نہیں۔ رسول اللہ ﷺ، آپ کے خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور نہ ہی اس امت کے سلف اور ائمہ میں سے کسی نے الفاظ سے نیت کی۔ عبادات میں، مثلاً: وضو، غسل، نماز، روزہ اور زکاۃ وغیرہ میں جو نیت واجب ہے، بالاتفاق تمام ائمہ مسلمین کے نزدیک اس کی جگہ دل ہے۔^①

حافظ ابن قیم اسے بدعت کہتے ہیں۔

قیام

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: مجھے بواسیر کی تکلیف تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«صلَّ قَائِمًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ»
 ”کھڑے ہو کر نماز ادا کرو، اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر بیٹھ کر ادا کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر (نماز ادا کرو)“^②

نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھ کر (نفل) نمازیں ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والے کی نسبت نصف ثواب ملے گا۔“^③
 جب نبی اکرم ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور جسم بھاری ہو گیا تو آپ نے جائے نماز کے

① الفتاوی الکبری: 1/213، 214. ② صحيح البخاری، التقصیر، باب إذا لم يطع قاعدا صلى على جنب، حدیث: 1117. اس سے معلوم ہوا کہ استطاعت کے باوجود بیٹھ کر فرض نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ قرآن کے بھی خلاف ہے جو کہتا ہے: «وَقُومٌ وَاللَّهُ قَنِيدُنَّ» (آل عمرہ: 238) اور اللہ کے لیے با ادب کھڑے ہو اکرو۔ (ع، ر) ③ [صحيح] سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم، حدیث: 1230، وسنده صحيح، حافظ بوصیری نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نمازیں ادا کرنے سے نصف اجر ملتا ہے۔ (ع، ر)

قریب ایک ستون تیار کرایا جس پر آپ (نماز کے دوران) بیک لگاتے تھے۔^①
 نبی اکرم ﷺ رات کا بڑا حصہ کھڑے ہو کر نوافل ادا کرتے اور کبھی بیٹھ کر۔ جب قراءت
 کھڑے ہو کر فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت فرماتے تو اسی
 حالت میں رکوع بھی فرماتے۔^②

اور کبھی آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت فرماتے۔ جب قراءت سے تمیں یا چالیس آیات باقی
 ہوتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر ان کی تلاوت فرماتے، پھر (حالت قیام سے) رکوع میں
 چلے جاتے، دوسری رکعت میں بھی آپ ﷺ کا یہی معاملہ ہوتا۔^③
 امام ہو یا منفرد، اپنے آگے سترہ رکھ کر نماز ادا کرے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کرنے کا
 حکم دیا۔^④

سترہ دیوار، ستون یا کوئی اور چیز بھی ہو سکتی ہے۔^⑤ جماعت کی صورت میں امام
 مقتدیوں کے لیے سترہ ہوگا، لہذا امام کے سامنے سترے کا ہونا ضروری ہے۔ اور وہی سترہ
 مقتدیوں کے لیے کافی ہوگا۔^⑥

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الرجل يعتمد في الصلاة على عصا، حدیث: 948،
 وهو حدیث حسن، امام حاکم نے المستدرک: 1/264, 265 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ آپ
 نے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بجائے ستون کے سہارے کھڑا ہونے کو ترجیح دی، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی عذر ہو تو
 کسی چیز کا سہارا لے کر قیام کیا جا سکتا ہے، خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ واللہ عالم۔ (ع، ر) ② صحیح مسلم،
 صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعدًا.....، حدیث: 730. ③ صحیح البخاري،
 التقصير، باب إذا صلى قاعدا ثم صع.....، حدیث: 1119، وصحیح مسلم، صلاة
 المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعدًا.....، حدیث: 731. ④ [صحیح] سنن أبي داود،
 الصلاة، باب ما يؤمر بالصلوة أن يدرأ عن الممرين يديه، حدیث: 698، وهو حدیث صحیح،
 شاهده في صحيح ابن خزيمة: 853 وسنده صحیح. ⑤ صحیح البخاري، الصلاة، باب
 الصلاة إلى الرحلة والبعير والشجر والرجل، حدیث: 507. ⑥ صحیح البخاري، الصلاة،
 باب ستة الإمام ستة من خلفه، حدیث: 493.

تکبیر اولیٰ

• قبلہ کی جانب منہ کر کے اللہ اکبُر کہتے ہوئے رفع الیدين کریں، یعنی دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہیں:

«رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ افْتَسَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ فَرَفَعَ يَدِيهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلُهُمَا حَذْنَوْ مَنْكِبَيْهِ»

”میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے نماز کی پہلی تکبیر کی اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔“^①

• ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں (نارمل طریقے پر) کھلی رکھیں۔ انگلیوں کے درمیان زیادہ فاصلہ کریں اور نہ انگلیاں ملائیں۔^②

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔^③

• نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی کبھی) ہاتھ کانوں تک بلند فرماتے۔^④

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رفع یہ دین کرتے وقت ہاتھوں سے کانوں کو چھوٹے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ان کا چھوٹا بدعت ہے یا وسوسة۔ مسنون طریقہ تھیلیاں کندھوں یا

① صحیح البخاری، الأذان، باب إلى أين يرفع يديه؟ حدیث: 738. اے تکبیر اولیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ نماز کی سب سے پہلی تکبیر ہے اور اس سے نماز شروع ہوتی ہے اور اسے تکبیر تحریر بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے ساتھ ہی بہت سی چیزیں نمازی پر حرام ہو جاتی ہیں۔ (ع، ر)

② [حسن] المستدرک للحاکم، الصلاة، باب التأمين، حدیث: 856، وسنده حسن، امام حام نے المستدرک: 234/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، وسنن أبي داود، حدیث: 753، وجامع الترمذی، حدیث: 240، وحسنه، وسنده حسن۔ ③ صحیح البخاری، الأذان، باب رفع الیدين فی التکبیرۃ الاولی مع الافتتاح سواء، حدیث: 735، وصحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع الیدين حذو المنکبین مع تکبیرة الإحرام والركوع.....، حدیث: 390.

④ صحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع الیدين حذو المنکبین.....، حدیث: (25)-391.

کانوں تک اٹھانا ہے۔ ہاتھ اٹھانے کے مقام میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ اسی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں یہ تفہیق ہو کہ مرد کانوں تک اور عورتیں کندھوں تک ہاتھ بلند کریں۔

سینے پر ہاتھ باندھنا

• پھر دایاں ہاتھ باسیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیں۔
سیدنا ہلب طائیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔^①

سیدنا واہل بن حجر الطیبؓ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے دایاں ہاتھ باسیں ہاتھ کی ہتھیلی (کی پشت)، اس کے جوڑ اور کلائی پر رکھا۔^② ہمیں بھی دایاں ہاتھ باسیں ہاتھ پر اس طرح رکھنا چاہیے کہ دایاں ہاتھ باسیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، جوڑ اور کلائی پر آجائے اور دونوں کو سینے پر باندھا جائے تاکہ تمام روایات پر عمل ہو سکے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حکم دیا جاتا تھا: ”نماز میں دایاں ہاتھ باسیں ذراع (کلائی) پر رکھیں۔“^③
رسی سیدنا علیؑ کی طرف منسوب یہ روایت کہ سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر زیر ناف رکھا جائے۔^④

① [حسن] مسند احمد: 5/226، وسنده حسن۔ ② [صحیح] سنن النسائی، الافتتاح، باب موضع اليمین من الشمائل فی الصلاة، حدیث: 890، وسنده صحيح وهو حدیث محفوظ، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 485 میں اور ابن خزیم نے حدیث: 480 میں اسے صحیح کہا ہے۔
③ صحیح البخاری، الأذان، باب وضع اليمین على اليسرى في الصلاة، حدیث: 740.
④ [ضعیف] سنن أبي داود، الصلاة، باب وضع اليمین على اليسرى في الصلاة، «

نمازِ نبوی: تکمیر اولی سے سلام تک

تو اسے امام نہیں تھی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔

ر عورتوں اور مردوں کی بیت نماز میں کوئی فرق نہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“^①

یعنی ہو بہو میرے طریقے کے مطابق سب عورتیں اور سب مرد نماز پڑھیں۔ پھر بعض لوگوں کا اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیر ناف اور عورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پر کوئی اور بیت اختیار کریں اور مرد کوئی اور..... یہ دین میں مداخلت ہے۔ یاد رکھیں کہ تکمیر تحریم سے شروع کر کے آللَّا مُعَلِّمٌ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ کہنے تک عورتوں اور مردوں کے لیے ایک بیت اور ایک ہی شکل کی نماز ہے۔ سب کا قیام، رکوع، قوامہ، سجدہ، جلسہ استراحت، قعدہ اور ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مرد اور عورت کی نماز کے طریقے میں کوئی فرق نہیں بتایا۔^②

ر سینے پر ہاتھ باندھنے کے بعد کی دعائیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکمیر اولی اور قراءت کے درمیان کچھ دیر چپ رہتے۔ پس میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے

” حدیث: 756. اس روایت کی سند عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی الواسطی کے ضعیف ہونے اور زیاد بن زید کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔^③ صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة والإقامة.....، حدیث: 231.

② البیت عورت کے لیے سر اور مخنثہ ڈھانپا ضروری ہے، جبکہ مرد پر لازم ہے کہ تہبند، شلوار وغیرہ مخفون سے اوپر کھے اور سر کا ڈھانپا اس کے لیے ضروری نہیں۔ (ع۔و)

رسول ﷺ! آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموش رہ کر کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں یہ پڑھتا ہوں:

اللَّهُمَّ يَا عَدُّ بَيْنِ وَبَيْنِ خَطَايَايِّ كَمَا يَأْعَدْتَ بَيْنَ الْمُشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ تَقْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقِي الشَّوْبُ الْأَبْيَضَ
مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايِّ بِالْمَاءِ وَالْكَلْجَ وَالْبَرَدِ

”اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری ڈال دے جیسے تو نے
مشرق اور مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس
طرح پاک کر جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میری
خطائیں (اپنی بخشش کے) پانی، برف اور الوں سے دھوڈال۔“
پاک دعا پڑھیں:

رسول اللہ ﷺ کے پیچے ایک شخص نے کہا:

اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بِكْرَةً وَأَصِيلًا

”اللہ سب سے بڑا ہے۔ بہت بڑا۔ ساری تعریف اس کی ہے۔ وہ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ صحیح اور شامہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔“

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے، میں نے ان کلمات کو بھی نہیں چھوڑا۔^②

^① صحيح البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير؟ حديث: 744، و صحيح مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة؟ حديث: 598. ^② صحيح مسلم، »

~~~~ نمازِ نبوی: بکیر اولی سے سلام تک ~~~~

یا یہ دعا پڑھیں:

**سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ  
وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ**

”اے اللہ تو پاک ہے اور (ہم) تیری تعریف کے ساتھ (تیری پاکی بیان کرتے ہیں) تیرا نام بڑا ہی بارکت ہے، تیری بزرگی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“<sup>①</sup>

پھر یہ پڑھیں:

**أَعُوذُ بِاللَّهِ الشَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزَةٍ  
وَنَفْخَةٍ وَنَقْشَهِ**

”میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو (ہر آواز کو) سننے والا (اور ہر چیز کو) جانے والا ہے، مردود شیطان (کے شر) سے، اس کے وسوسے سے، اس کے تکبر سے اور اس کی پھوکوں (جادو) سے۔“<sup>②</sup>

پھر سورۃ فاتحہ پڑھیں:

» المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة؟ حديث: 601. ① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك، حدث: 776,777 وسنده حسن، و جامع الترمذى، الصلاة، باب ما يقول عند افتتاح الصلاة؟ حديث: 243. وسنن ابن ماجه، إقامة الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدث: 806، امام حاكم نے المستدرک: 235/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك، حدث: 775، وسنده حسن، امام ابن خزیم نے حدث: 467 میں اسے صحیح کہا ہے۔ تنبیہ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھنا بھی درست ہے۔ ویکھیے صحیح البخاری، حدیث: 6115، وصحیح مسلم: 2615، ترجمہ دارالسلام: 6646، اور کتاب الأم لیلام الشافعی: 107/1.

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○  
إِلَيْكَ نَعْبُدُ وَإِلَيْكَ نَسْتَوْدِئُ ○ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○  
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ○

”اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو نہایت رحم کرنے والا، بے حد مہربان ہے۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام خلوقات کا رب ہے۔ بے حد رحم کرنے والا، بے حد مہربان ہے۔ بد لے کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ)! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔<sup>①</sup> ہمیں سید ہے راستے پر چلا، ان

① رہی بات غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تو اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حقائق قابل غور ہیں:

- اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح طور پر فرمادی ہے کہ ہر قسم کی مدد اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ (آل عمران 160, 126:3)

- فرق صرف یہ ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ محض اپنے حکم (کلمہ کن) کی طاقت سے براہ راست اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے (تمام مجرمات و کرامات اس کی واضح مثال ہیں) اور کبھی زندہ مخلوق کو اسباب اور توفیق سے نوازتا ہے تو وہ ایک دوسرے کی مدد کرتی ہے۔

- لیکن جب کسی پاک روح کو ہر چیز کو جاننے والی اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والی سمجھ کر پکارا جائے یا اسی عقیدے کے ساتھ اس پاک روح کی طرف منسوب کسی چیز (بت، قبر یا جانور وغیرہ) کی تعظیم کی جائے تاکہ اس پاک روح کا غلبی تقرب حاصل ہو اور وہ خوش ہو کہ ہماری حاجت روائی اور مشکل کشائی کرے تو یہ شرک اکبر ہے کیونکہ ہر چیز کو جانتا اور ہر چیز پر قدرت رکھنا اللہ تعالیٰ کی خاص صفات ہیں جو اس نے کبھی کسی کو عطا نہیں کیں۔

- صرف اسی غیر اللہ سے مدد مانگی جائے گی جس سے مدد مانگنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ نے دنیا کے زندہ انسانوں کو (یکی کے کاموں میں) ایک دوسرے سے مدد لینے اور ایک دوسرے کے کام آنے کا حکم دیا ہے۔ (المائدۃ: 5:2) مگر انسانوں کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ جنوں یا پاک روحوں سے غلبی مدد کا مطالبہ کریں۔

- جس عقیدے اور طریقے سے اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے اس عقیدے اور طریقے سے غیر اللہ سے مدد ہے۔

نمازِ نبوی: تکمیر اولی سے سلام تک

لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا<sup>①</sup> جن پر غصب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔“

”نہیں مانگی جائے گی۔

- جس طریقے سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی مدد کرتا ہے اس طریقے سے مخلوق ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتی۔
- اللہ ہی سے ہر قسم کی مدد مانگی جا سکتی ہے، غیر اللہ سے ایسی مدد مانگنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ نے اس غیر اللہ کو فریادیں سننے اور پورا کرنے کا اختیار دیا ہوا اور مجبور و بے کس لوگوں کو اس سے فریاد کرنے کا حکم دیا ہوا، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا ہے، لہذا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہ ہوا۔
- اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء ﷺ سے یہ وعدہ لیا تھا: ”اگر تمہاری زندگی میں میرا آخری رسول ﷺ آگیا تو تمھیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی، جو ایسا نہیں کرے گا، وہ فاسد ہو جائے گا۔“ (آل عمران: 82، 81)

- اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی صاحب قبر، بزرگ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا کا نگران بنایا ہے۔ اسے مخلوقات کی دعا کیں سننے کا اختیار دیا ہے اور کیا اہل دنیا کو اس سے مدد مانگنے کا حکم دیا ہے؟ کیا نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں ذکور عہد کے حوالے سے یا اپنے طور پر جنگوں یا مصیبتوں میں کہی کسی کی رو حسوسے غائبانہ طور پر مدد مانگی۔ نفرہ لگایا: ”یا ابراہیم ﷺ المدد“، ”یا زکریا ﷺ المدد“، ”الحمد للہ! کسی بھی پیغمبر نے کسی پیغمبر کی روح سے غائبانہ فریاد نہیں کی۔

صحابہ کرام ﷺ نے آپ کو دیکھے بغیر یا آپ سے ملاقات کیے بغیر (ذکورہ عقیدے کے ساتھ) کبھی ”یا رسول اللہ!“ کہا؟ آپ کی تدبیح کے بعد آپ کو اپنا نگران، عالم الغیب، حاضر ناظر اور مختار کل سمجھ کر آپ کے حضور اپنی فریادیں پیش کیں؟

خیر القرون میں کوئی مزار تھا جہاں نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام ﷺ، تابعین اور تبع تابعین (بنی اشم) سالانہ عرس و زیارت کے لیے قافلہ در قافلہ پہنچتے ہوں؟

در اصل دیلے کے اس مصنوعی تصور نے بندے کے عجرو اکسار اور بندگی کو خالق اور مخلوق کے درمیان تقسیم کر دیا ہے جو کہ اللہ کے ہاں ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ اللہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین (ع، ر)

① انعام اسی کو ملتا ہے جو صحیح العقیدہ مسلمان ہو، جس کا عمل سنت نبوی کے عین مطابق ہو، جو صرف اللہ کی رضا چاہے۔ عقیدہ عمل میں اگر کفر، شرک اور بدعت در آئیں تو پھر انعام نہیں ملا کرتا۔

نماز نبوی: بکیر اولی سے سلام مک

سیدنا انس رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رض قراءت ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے شروع کرتے تھے۔<sup>①</sup>

سیدنا انس رض کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی وہ بلند آواز سے یسُوْحُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہیں پڑھتے تھے۔<sup>②</sup>

یعنی آپ یسُوْحُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سِرًّا (آہستہ) پڑھتے تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث کی معرفت رکھنے والے اس امر پر متفق ہیں کہ (امام کے لیے) یسُوْحُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سِرًّا کی کوئی صریح روایت نہیں۔

اگر نماز میں جماں آجائے تو اسے حتی الوع روکیں، نہ رکے تو منہ پر ہاتھ رکھیں اور آواز بلند نہ کریں۔<sup>③</sup>

### نماز اور سورہ فاتحہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»

”جس شخص نے (نماز میں) سورہ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی نماز نہیں۔“<sup>④</sup>

① صحيح البخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير؟ حدیث: 743، وصحیح مسلم، الصلاة، باب حجۃ من قال لا يجهر بالبسملة، حدیث(52)-399. ② صحيح مسلم، الصلاة، باب حجۃ من قال لا يجهر بالبسملة، حدیث: 399. ③ صحيح البخاري، الأدب، باب إذا ثاء بـ فليضع يده على فيه، حدیث: 6226، و صحیح مسلم، الزهد، باب تشميیت العاطس وكراهیة الشتاوی، حدیث: 2995,2994. ④ صحيح البخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها.....، حدیث: 756، وصحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة.....، حدیث: 394. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص بھی نماز میں ہو، خواہ اکیلا ہو یا جماعت کے ساتھ، امام ہو یا مقتدی، مقیم ہو یا مسافر، فرض پڑھ۔

سیدنا عبادہ بن صامت رض روایت کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے، آپ نے قرآن پڑھا، پس آپ پر پڑھنا بھاری ہو گیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو۔“ ہم نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔“<sup>①</sup>

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں (اپنے دل میں) کہتا تھا کہ قرآن کا پڑھنا مجھ پر دشوار کیوں (ہو رہا) ہے؟ پس جب میں اوپنی آواز سے پڑھوں (بھری نماز میں) تو قرآن سے سورہ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو۔“<sup>②</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی، پس وہ (نماز) ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، پوری نہیں۔“ سیدنا ابو ہریرہ رض سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (پھر بھی پڑھیں۔)

”ربا ہو یافل، امام سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہو یا کوئی اور سورت، بلند آواز سے پڑھ رہا ہو یا آہستہ، اگر اسے سورہ فاتحہ آتی ہو، پھر بھی نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہو گی۔ اس مسئلے کی تفصیل رکوع کے بیان میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔ (ع، ر) [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب، حدیث: 823، وسنده حسن، (ابن إسحاق صرح بالسماع ومکحول بری من التدلیس وللحديث شواهد وهو بها صحيح، ویکھیے میری کتاب الكواكب الدرية في وجوب الفاتحة خلف الإمام في الجهرية) وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في القراءة خلف الإمام، حدیث: 311۔ امام ابن خزیم نے حدیث: 1581 میں، اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 461، 460 میں اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام تیمی نے: 2/164، ترمذی نے اور دارقطنی نے: 318/1 میں اسے حسن کہا ہے۔ (۲) [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته، حدیث: 824، وسنده صحيح، دارقطنی: 1/320 نے اسے حسن اور تیمی: 2/166 نے صحیح کہا ہے۔ اس کے راوی نافع بن محمود ثقہ ہیں، محبوب نہیں ہیں۔ ویکھیے سنن أبي داود، بتحقیقی: 824۔

تو سیدنا ابو ہریرہ رض نے کہا: (ہاں!) تو اس کو دل میں پڑھ۔<sup>۱</sup>

سیدنا انس رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رض کو نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: ”کیا تم اپنی نماز میں امام کی قراءت کے دوران میں پڑھتے ہو؟“ سب خاموش رہے۔ تین بار آپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا نہ کرو، تم صرف سورہ فاتحہ دل میں پڑھ لیا کرو۔“<sup>۲</sup>

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے (چاہے وہ بلند آواز سے قراءت کرے یا نہ کرے) الحمد شریف ضرور پڑھنی چاہیے۔<sup>۳</sup>

### آمین کا مسئلہ

جہری نمازوں میں امام اور مقتدی آمین بالجھر کہیں۔<sup>۴</sup>

سیدنا واکل بن حجر رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے سن رسول اللہ ﷺ نے ﴿عَلَيْهِ الْمَغْضُوبُ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالُّلُونَ﴾ پڑھا، پھر آپ نے بلند آواز سے آمین کی۔<sup>۵</sup>

① صحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة.....، حدیث: 395.

② [صحیح] مسنند أحمد: 5/410، وسنده صحيح، والسنن الكبرى للبيهقي: 2/166 امام ابن حبان نے: 3/164، حدیث: 1849 میں اسے صحیح کہا ہے اور امام تیہنی نے جید قرار دیا ہے، نیز اس کے متعلق مجمع الزوائد: 2/110 میں یہی فرماتے ہیں: اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور ابن حجر نے بھی التلخیص الحبیر: 1/231 میں اسے حسن کہا ہے۔ ③ مزید تحقیق کے لیے دیکھیے رقم المعرفہ کی کتاب «الکواکب الدریۃ فی وجوب الفاتحة خلف الإمام فی الجھریۃ» (زبیر علیزشی)

④ آمین کا آغاز پہلے امام کرے گا، اس کی آواز سنتے ہی تمام مقتدی حضرات بھی آمین کہیں گے۔ امام سے پہلے یا کچھ دیر بعد میں اوپنجی آمین کہنا درست نہیں ہے۔ لیکن اگر امام بلند آواز سے آمین نہ کہے تو مقتدی حضرات کو آمین کہہ دینی چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت، امام کی اقتداء پر مقدم ہے۔ (ع، ر)

⑤ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب التأمين وراء الإمام، حدیث: 932، وهو حدیث۔

سیدنا ابو ہریرہ رض کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ و آله و سلم (غَيْرُ الْمَعْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الظَّالِمِينَ) ۰) پڑھتے تو آپ اوپنی آواز سے آمین کہتے۔<sup>۱</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“<sup>۲</sup>

امام ابن خزیمہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام اوپنی آواز سے آمین کہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم اسی صورت میں دے سکتے ہیں جب مقتدی کو معلوم ہو کہ امام آمین کہہ رہا ہے۔ کوئی عالم تصور نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ، مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دیں جب کہ وہ اپنے امام کی آمین کو سن نہ سکے۔<sup>۳</sup>

نعم مجرم رض فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رض نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی، پھر نعم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے

”صحيح 933 وسنده حسن، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في التأمين، حدیث: 248. امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر: 1/236 میں اور امام دارقطنی نے 1/334 میں صحیح کہا ہے۔“<sup>۱</sup> [حسن] السنن الکبری لیلبیھی، الصلاة، باب جهر الإمام بالتأمين: 2/58، حدیث: 2452، وصحیح ابن خزیمہ، الأذان والإقامة، باب الجهر بآمین، حدیث: 571، وسنده حسن لذاته، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 462 میں، امام حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔<sup>۲</sup> صحیح البخاری، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، حدیث: 780، وصحیح مسلم، الصلاة، باب التسمیع والتحمید والتأمین، حدیث: 410. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مقتدی نے ابھی سورہ فاتحہ شروع یا ختم نہیں کی، وہ بھی آمین کہنے میں دوسروں کے ساتھ شریک ہو گا تاکہ اسے بھی گزشتہ گناہوں کی معافی مل جائے، بعد میں وہ اپنی فاتحہ مکمل کر کے دوبارہ آہستہ آمین کہے گا۔ والله اعلم۔ (ع، ر)<sup>۳</sup> صحیح ابن خزیمہ، الأذان والإقامة، باب الجهر بآمین، حدیث: 570.

آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے، انہوں نے بھی آمین کہی۔<sup>①</sup>

سیدنا عبد اللہ بن زبیرؓ اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔<sup>②</sup>

عکرمہؓ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ امام جب ﴿وَلَا الظَّالِمُونَ﴾ کہتا تو لوگوں کے آمین کہنے کی وجہ سے مسجد گونج جاتی۔<sup>③</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس قدر یہودی سلام اور آمین سے چڑتے ہیں، اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے، پس تم کثرت سے آمین کہو۔“<sup>④</sup>

دعا، تعود، تسمیہ اور سورہ فاتحہ پڑھ کر آمین کہہ لینے کے بعد قرآن مجید میں سے جو کچھ یاد ہو، اس میں سے کچھ پڑھیں۔<sup>⑤</sup>

## آداب تلاوت

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: آپ ﷺ (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) پڑھتے پھر ٹھہر کر (الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ) پڑھتے پھر ٹھہر کر (مَلِكُ يَوْمَ الدِّينِ) پڑھتے تھے۔<sup>⑥</sup>

① [صحیح] سن النسائی، الافتتاح، باب قراءة يسوس الله الرحمن الرحيم، حدیث: 906، وسنده صحیح وأخطأ من ضعفه، امام ابن خزیمه نے: 499، امام حاکم نے المستدرک: 1/232 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاری، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، قبل الحديث: 780، و مصنف عبدالرزاق: 97,96، حدیث: 2640. امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اسے بصیر جزم ذکر کیا ہے۔ جوان کے نزدیک اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ (ع، ر) یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ ③ المصنف لابن أبي شيبة: 425/ 425 حدیث: 7963 وسنده حسن، والقول المتبین في الجهر بالتأمين، ص: 56,53. ④ [صحیح] سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب الجهر بآمين، حدیث: 856. وسنده صحیح، امام ابن خزیمه 1585,574 اور بوصری نے اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحيح البخاری، الأذان، باب أمر النبي ﷺ الذي لا يتم رکوعه بالإعادة، حدیث: 793. ⑥ [صحیح] مسند أحمد: 6/ 288، حدیث: 26470، وسنده صحیح.

مذکورہ حدیث کثرت طرق کے ساتھ مروی ہے۔ اس مسئلے میں اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ائمہ سلف صالحین کی ایک جماعت ہر آیت پر توقف فرماتی تھی اگر مابعد کی آیت معنی کے لحاظ سے پہلی آیت کے ساتھ متعلق ہوتی تھی، پھر بھی قطع کر کے پڑھتے تھے۔ تلاوت قرآن کا مسنون طریقہ یہی ہے لیکن آج عام قاری حضرات اس طرح تلاوت کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نمازی اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے۔ اسے خیال کرنا چاہیے کہ وہ کس قسم کی سرگوشی کر رہا ہے اور تم حالت نماز میں قرآن مجید اوپری آواز کے ساتھ تلاوت کر کے اپنے ساتھیوں کو اضطراب میں نہ ڈالو۔“<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ، اللہ کے حکم کے مطابق آہستہ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے بلکہ ایک حرف الگ الگ پڑھتے۔ یوں معلوم ہوتا کہ چھوٹی سورت، لمبی سورت سے بھی زیادہ لمبی ہو گئی۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے: ”حافظ قرآن کو کہا جائے گا: تم قرآن پڑھتے جاؤ اور (جنت کی سیر ہیاں) چڑھتے جاؤ۔ جس طرح تم دنیا میں ترتیل و آہنگ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، اس طرح پڑھتے چلو۔ تمہاری منزل وہاں ہے جہاں تم آخری آیت پڑھو گے۔“<sup>②</sup>

رسول اکرم ﷺ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے کا حکم فرماتے، اس لیے کہ خوبصورت

① [صحیح] الموطأ للإمام مالک، الصلاة، باب العمل في القراءة، حدیث: 181 (بیاضی سے مروی ہے)، وسنن أبي داود، الصلاة، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، حدیث: 1332، وسنده صحيح، امام ابن خزیم نے حدیث: 1162 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] سنن أبي داود، الوتر، باب كيف يستحب الترتيل في القراءة؟ حدیث: 1464، وسنده حسن، وجامع الترمذی، فضائل القرآن، باب إن الذي ليس في جوفه من القرآن كالبيت الخرب..... حدیث: 2914، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 1790 میں اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

۱ آواز کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے میں مزید حسن پیدا ہوتا ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرو۔ اسے ذہن میں محفوظ کرو اور اسے خوبصورت آواز سے پڑھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اونٹ کے گھنٹے کی ری اگر کھول دی جائے تو وہ اتنی تیزی سے نہیں بھاگتا جتنا تیزی سے قرآن پاک حافظے سے نکل جاتا ہے۔“<sup>۲</sup>

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنبھالی توجہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین آواز کے ساتھ قرآن (پڑھا) سنائے۔“<sup>۳</sup>

### نماز کی مسنون قراءت

منفرد نمازی سورہ فاتحہ کے بعد جہاں سے اور جتنا چاہے قرآن مجید پڑھ سکتا ہے، البتہ امام کو نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کے احوال و کوائف کے پیش نظر ضرور اختصار سے کام لینا چاہیے۔

نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد اگرچہ ہم جہاں سے چاہیں قرآن پڑھ سکتے ہیں لیکن یہاں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ کون کی سورت کس کس نماز میں پڑھتے تھے۔

① [صحیح] سنن أبي داود، الوتر، باب كيف يستحب الترتيل في القراءة؟ حدیث: 1468، وهو حدیث صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 660 میں اور ابن خزیم نے حدیث: 1556، 1551 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن الدارمی، فضائل القرآن، باب فی تعاهد القرآن، حدیث: 3351 و سندہ صحیح 3352، و مسند أحمد: 4/ 146، 150. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 1788 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب من لم يتغرن بالقرآن، حدیث: 5023، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن، حدیث: 792.

## ر سورة اخلاص کی اہمیت

ایک انصاری، مسجد قبا میں امامت کرتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ سورہ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (سورہ اخلاص) تلاوت فرماتے، ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ مقتدیوں نے امام سے کہا کہ آپ پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت کرتے ہیں، پھر بعد میں دوسری سورت ملاتے ہیں، کیا ایک سورت تلاوت کے لیے کافی نہیں ہے؟ یا تو صرف اسی کو پڑھا کریں اور اگر ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت کافی نہیں تو اسے چھوڑ دیں اور دوسری سورت کی تلاوت کیا کریں۔ امام نے جواب دیا کہ میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا تو نبی اکرم ﷺ نے امام سے کہا: ”تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں کرتے، اس سورت کو ہر رکعت میں کیوں لازمی پڑھتے ہو؟“ اس نے کہا: مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے۔<sup>①</sup> نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔“<sup>②</sup> ایک صحابی نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ میرا ایک پڑوسی رات کے قیام میں (سورہ فاتحہ کے بعد) صرف ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ تلاوت کرتا ہے، دوسری کوئی آیت تلاوت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔“<sup>③</sup>

## ر نماز جمعہ اور عیدین میں تلاوت

سیدنا نعمن بن بشیر رض حنفیہ راویت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمع

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الأذان، باب الجمع بين السورتين في الركعة.....، قبل الحديث: 774 م حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورتوں کو ترتیب سے تلاوت کرنا ضروری نہیں۔ والله أعلم۔ (ع، ر)

<sup>②</sup> صحيح البخاري، فضائل القرآن، باب فضل ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾، حدیث: 5013.

نمازِ نبوی: بکیر اولی سے سلام تک

(کی نمازوں) میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَكَ حَدِيثُ الْفَاغِشَيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔ سیدنا نعمان بن بشیر رض نے کہا: جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے تو پھر بھی نبی اکرم ﷺ یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے۔<sup>①</sup>

عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ مروان نے سیدنا ابو ہریرہ رض کو مدینے کا گورنر مقرر کیا اور خود کے چلا گیا۔ وہاں سیدنا ابو ہریرہ رض نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور اس میں سورہ جمعہ اور منافقون پڑھیں اور کہا کہ ان سورتوں کو جمعہ میں پڑھتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنتا۔<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ عید قربان اور عید الفطر میں ﴿قَسْمَ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ اور ﴿إِذْنَتِ السَّاعَةِ﴾ پڑھتے تھے۔<sup>③</sup>

### ر جمعے کے دن نماز فجر میں تلاوت:

سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں ﴿اللَّهُ تَعَظِّيْلُ﴾ پہلی رکعت میں اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ دوسری رکعت میں پڑھتے تھے۔<sup>④</sup>

### ر نماز فجر میں تلاوت

سیدنا جابر بن سرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں سورہ ﴿قَسْمَ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ اور اس کی مانند (کوئی اور سورت) پڑھتے تھے، پھر آپ بعد والی نماز میں تخفیف کرتے تھے۔<sup>⑤</sup>

① صحیح مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة؟ حدیث: 878. ② صحیح مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة؟ حدیث: 877. ③ صحیح مسلم، صلاة العبدین، باب ما يقرأ في صلاة العبدین؟ حدیث: 891. ④ صحیح البخاری، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة؟ حدیث: 891، وصحیح مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة؟ حدیث: 879. ⑤ صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حدیث: 458.

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکہ فتح ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھائی، تو سورہ مومنون شروع کی یہاں تک کہ موئی اور ہارون علیہ السلام یا علیہ السلام کا ذکر آیا تو نبی اکرم ﷺ کو کھانی آگئی اور آپ رکوع میں چلے گئے۔<sup>①</sup>

سیدنا عمرو بن حریث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر میں ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَعْصَسُّهُنَّ﴾ (سورہ تکویر) پڑھتے سن۔<sup>②</sup>

سیدنا عقبہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اوثقی کی مہار پکڑے ہوئے چل رہا تھا۔ آپ (سفر میں) نماز صبح کے لیے اترے تو آپ نے صبح کی نماز میں ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی۔<sup>③</sup>  
سیدنا معاذ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز فجر میں دونوں رکعتوں میں ﴿إِذَا ذُرِّنَتِ﴾ تلاوت فرمائی۔<sup>④</sup>

رسول اللہ ﷺ فجر کی دونوں سنتوں میں نہایت ہلکی قراءات فرماتے یہاں تک کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے شبے گزرتا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے سورہ فاتحہ بھی نہیں پڑھی۔<sup>⑤</sup>  
آپ ﷺ سنتوں کی پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهُ الْكُفَّارُونَ﴾ اور دوسرا رکعت میں

① صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حدیث: 455. ② صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حدیث: 456. ③ [حسن] سنن النسائي، الافتتاح، باب القراءة في الصبح بالمعوذتين، حدیث: 953، وسنن أبي داود، الوتر، باب في المعوذتين، حدیث: 1462، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 1/ 240 میں، ذہبی نے، ابن خزیم نے حدیث: 534 میں اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ ④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الرجل يعيد سورة واحدة في الركعتين، حدیث: 816، وسنده حسن، امام ثوبی نے المجموع: 384/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحيح البخاري، التهجد، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر؟ حدیث: 1171، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر..... حدیث: (92)-724.

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے۔<sup>①</sup>

### ر عصر و ظہر کی نماز میں قراءت

سیدنا ابو قاتاہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر کی پہلی درکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے اور آخری درکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی بکھار نہیں ایک آدھ آیت (بلند آواز سے پڑھ کر) سنادیتے تھے۔<sup>②</sup>

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر میں ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشِي﴾ پڑھتے تھے۔<sup>③</sup> ایک اور روایت میں ہے کہ ﴿سَيِّحُ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور عصر میں (بھی) اس کی مانند (کوئی سورت) پڑھتے تھے اور فجر میں لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔<sup>④</sup>

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کا ظہر اور عصر میں ﴿وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الْبُرُوجِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَاءُ وَالظَّارِقِ﴾ پڑھنے کا ذکر ہے۔

<sup>①</sup> صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر.....، حدیث: 726.

<sup>②</sup> صحیح البخاری، الأذان، باب يقرأ في الآخرين بفاتحة الكتاب، حدیث: 776، صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حدیث: 451. یاد رہے کہ صحیح بخاری کے قدیم نسخوں میں کتاب الأذان ایک طویل کتاب ہے جس میں اذان کے علاوہ دیگر موضوعات کی احادیث بھی شامل ہیں بعض جدید نسخوں میں ہر موضوع کی احادیث کو نیا عنوان دے کر الگ کتاب بنادیا گیا ہے (ابواب وہی ہیں) چنانچہ جدید نسخوں میں بخاری کی یہ حدیث کتاب صفة الصلاة کے عنوان کے تحت اسی قدم جگہ ملے گی جب کہ قدیم نسخوں میں کتاب الأذان کے عنوان کے تحت اپنی جگہ ملے گی۔ ہم نے دونوں حوالے دے دیے ہیں۔ (ع، ر)

<sup>③</sup> صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حدیث: 459. <sup>④</sup> صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حدیث: 460. <sup>⑤</sup> [حسن] سن أبي داود، الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر والعصر، حدیث: 805، وسنده حسن، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 465 میں اسے صحیح کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں پندرہ آیات کے برابر قراءت فرماتے۔<sup>۱</sup>

معلوم ہوا کہ ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد قراءت مسنون ہے۔

اور کبھی آپ آخری دور کعتوں میں صرف فاتحہ کی قراءت فرماتے۔<sup>۲</sup>

<sup>۳</sup> جبکہ نماز عصر کی پہلی دونوں رکعتوں میں ہر رکعت کے اندر ۱۵ آیات تلاوت فرماتے۔

اور آخری دور کعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے۔<sup>۴</sup>

ابو عمر رض نے سیدنا خباب رض سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر میں قراءت کرتے تھے؟ سیدنا خباب رض نے کہا: ہاں، ہم نے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ سیدنا خباب رض فرمانے لگے کہ آپ کی داڑھی کی جینش سے۔<sup>۵</sup>

معلوم ہوا کہ ظہر و عصر کی نمازوں میں آپ سری (بغیر آواز بلند کیے) قراءت کرتے تھے۔

کبھی آپ کی قراءت طویل ہوتی۔ بعض اوقات ظہر کی جماعت کی اقامت ہو جاتی اور کوئی

شخص اپنے گھر سے بقیع قبرستان کی جانب قضاۓ حاجت کے لیے جاتا، وہاں سے فارغ ہو کر گھر آتا اور وضو کر کے پھر مسجد میں آتا تو ابھی تک نبی اکرم ﷺ پہلی رکعت میں ہوتے۔<sup>۶</sup>

صحابہ کرام رض فرماتے ہیں کہ آپ پہلی رکعت کو اتنا مbas لیے فرماتے تھے کہ نمازی

پہلی رکعت ہی میں شریک ہو سکیں۔<sup>۷</sup>

① صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حدیث: 452. ② صحيح البخاري، الأذان، باب يقرأ في الآخرين بفاتحة الكتاب، حدیث: 776، وصحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حدیث: 451. ③ صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حدیث: 776، وصحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حدیث: 452. ④ صحيح البخاري، الأذان، باب يقرأ في الآخرين بفاتحة الكتاب، حدیث: 776، وصحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حدیث: 451. ⑤ صحيح البخاري، الأذان، باب من خافت القراءة في الظهر والعصر، حدیث: 777. ⑥ صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حدیث: 454. ⑦ [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب القراءة في الظهر، حدیث: 800، وهو

~~~~ نماز نبوی: تکمیر اولی سے سلام تک ~~~~

نماز مغرب میں قراءت

سیدنا جبیر بن مطعم رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورہ طور پڑھتے سن۔^①

امفضل رض کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورہ ﴿وَالْمُرْسَلُتُ عُرْفًا﴾ پڑھتے ہوئے سن۔^②

سیدہ عائشہ رض کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب سورہ اعراف کے ساتھ پڑھی اور اس سورت کو دونوں رکعتوں میں متفرق پڑھا۔^③

نماز عشاء میں قراءت

سیدنا براء بن عازب رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز عشاء میں ﴿وَالثَّيْنُ وَالرَّيْتُونِ﴾ پڑھتے ہوئے سن اور میں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں سن۔^④

سیدنا معاذ بن جبل رض نے عشاء کی نماز میں سورہ بقرہ پڑھی۔ مقتدیوں میں سے ایک کہتی باڑی کا کام کرنے والے نے سلام پھیردیا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت

«حدیث صحیح، اس حدیث کی اصل صحیح بخاری، حدیث: 779 اور صحیح مسلم، حدیث: 451، میں موجود ہے۔ ① صحیح البخاری، الأذان، باب الجهر فی المغرب، حدیث: 765، وصحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة فی الصبح، حدیث: 463. ② صحیح البخاری، الأذان، باب القراءة فی المغرب، حدیث: 763، وصحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة فی الصبح، حدیث: 462. ③ [صحیح] سنن النسائي، الافتتاح، باب القراءة فی المغرب «المص»، حدیث: 992، وسنده صحیح، امام نووی نے المجموع: 383/4 میں اسے حسن کہا ہے۔ ④ صحیح البخاری، الأذان، باب القراءة فی العشاء، حدیث: 769، وصحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة فی العشاء، حدیث: 464.

نماز نبوی: بکیر اولی سے سلام تک

میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ اونٹوں والے ہیں، دن بھر محنت مشقت کرتے ہیں۔ سیدنا معاذ رض نے پہلے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ہمارے پاس آئے اور انھوں نے عشاء میں سورہ بقرہ شروع کر دی۔ (مجھ دن بھر کے تھکنے ہوئے کولبی قراءت سے ملال ہوا) ہادی عالم علیہ السلام نے سیدنا معاذ رض سے کہا: ”تو لوگوں کو نفرت دلاتا ہے اور فتنہ کھڑا کرتا ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات دھرائی۔ پھر فرمایا: ”جب تم جماعت کراو تو ﴿وَالشَّمْسُ وَضُحْهَا﴾ اور ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشِي﴾ اور ﴿سَبِّحْ أَسْمَرَةَ الْأَعْلَى﴾ کی تلاوت کرو۔ اس لیے کہ تیرے پیچھے بولا ہے، کمزور اور ضرورت مند (بھی) نماز ادا کرتے ہیں۔“^①

اس حدیث سے عشاء کی نماز کی قراءت بھی معلوم ہوئی اور ساتھ ہی اس حدیث نے نماز کے اماموں کو بھی متینہ کر دیا ہے کہ وہ نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کا خاص طور پر خیال رکھیں اور خوب سمجھیں کہ نماز میں مقتدیوں کے حالات کے پیش نظر تخفیف کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

مختلف آیات کا جواب

ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اور بعض مقتدی، نماز میں باواز بلند ان کا جواب دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں ہے۔ ہاں بعض آیات کی تلاوت کے بعد امام یا منفرد قاری اپنے طور پر ان کا جواب دے تو جائز ہے، چنانچہ سیدنا حذیفہ رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تجدی کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ جب آپ تسبیح والی آیت پڑھتے تو تسبیح کرتے جب سوال والی آیت تلاوت کرتے تو سوال کرتے اور جب تہذیب والی آیت پڑھتے تو اللہ کی پناہ پکڑتے۔^②

^① صحیح البخاری، الأذان، باب من شکا إمامه إذا طول، حدیث: 705، وصحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، حدیث: 465. ^② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، ۶۰

﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھنے والے کا اس کے بعد جواباً سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

^① کہنا صحابہ کرام ﷺ سے ثابت ہے۔

سورہ غاشیہ کے اختتام پر اللہ ہم حاسینی حساباً یَسِيرًا کہنا ثابت نہیں۔

نماز میں شیطانی وسو سے کا علاج

سیدنا عثمان بن ابو العاص ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! شیطان میرے درمیان اور میری نماز اور قراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور قراءت میں التباس پیدا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس شیطان کا نام «خنزب» ہے جب تو اسے محسوس کرے تو اَعُوذُ بِاللَّهِ كَوْنَهُ (پورے) کلمات پڑھو اور باسیں جانب تین بار تھنکارو (تھوکو، یعنی تھوڑو تھوڑو)۔“

سیدنا عثمان بن ابو العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ نے اسے (شیطان کو) مجھ سے دور کر دیا۔^②

دوران نماز میں کوئی سوچ آنے پر نماز باطل نہیں ہوتی۔ سیدنا عقبہ بن حارث ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھی۔ نماز کے بعد آپ فوراً اکھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گرد نیں پھلانگتے ہوئے ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے، لوگ پریشان ہو گئے، پھر واپس تشریف لائے، صحابہ ؓ کے چہروں پر تعب کے آثار دیکھ کر فرمایا: ”مجھے نماز کے دوران میں یاد آیا کہ ہمارے گھر میں کچھ سونا رکھا ہوا ہے اور مجھے ایک دن یا ایک رات کے لیے بھی اپنے گھر میں سونا رکھنا پسند نہیں،

”باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل“، حدیث: 772. [صحیح] مصنف ابن أبي شیبة: 2/ 509, 508 و أسانیدها صحيحة. ② صحیح مسلم، السلام، باب التعوذ من شیطان الوسوسة في الصلاة، حدیث: 2203.

نماز نبوی: بکیر اولی سے سلام تک

لہذا میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔^①

نماز میں رونا

سیدنا عبد اللہ بن شریف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ نماز میں رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے چکلی کے چلنے کی سی آواز آ رہی تھی۔^②

رفع الیدين

رفع الیدين، یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا نماز میں چار گلہ ثابت ہے:

- شروع نماز میں، تکبیر تحریمہ کے وقت
- رکوع میں جانے سے قبل
- رکوع سے اٹھنے کے بعد اور
- تیسرا رکعت کی ابتداء میں۔

ان مقامات پر رفع الیدين کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں:

- سیدنا عبد اللہ بن زیمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«صَلَيْتُ خَلْفَ أَبِي بَكْرِ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : صَلَيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ»

^① صحيح البخاري، الأذان، باب من صلى بالناس فذكر حاجته فتخطاهم، حدیث: 851.

^② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب البکاء في الصلاة، حدیث: 904، وسنده صحیح، وسنن النسائی، السهو، باب البکاء في الصلاة، حدیث: 1215. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 522 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

”میں نے سیدنا ابو بکر صدیق رض کے پیچھے نماز پڑھی، وہ نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سراخھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھاتے تھے اور کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سراخھانے کے بعد (اسی طرح) رفع الیدين کرتے تھے۔“^①

- سیدنا عمر فاروق رض نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز کا طریقہ بتانے کا ارادہ کیا تو قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہا، پھر رکوع کیا اور اسی طرح (ہاتھوں کو بلند) کیا اور رکوع سے سراخھا کر بھی رفع الیدين کیا۔^②

- سیدنا علی رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع میں، رکوع میں جانے سے پہلے، رکوع سے سراخھانے کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے وقت رفع الیدين کرتے تھے۔^③

- سیدنا عبد اللہ بن عمر رض فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کرتے تھے۔^④

سیدنا عبد اللہ بن عمر رض (خود بھی) شروع نماز میں، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے وقت رفع الیدين کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

^① [صحیح] السنن الکبری للبیهقی: 2/73، وسنده صحیح، امام تیمیل نے کہا کہ اس کے تمام روایی ثقہ ہیں۔ ^② الخلافات للبیهقی، ورجال إسناده معروفون (نصب الرایۃ: 1/415, 416). اس کی سند حسن ہے۔ ^③ نور العینین طبع جدید وکبر 2007ء ص: 190 تا 204۔ ^④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب من ذكر أنه يرفع يديه إذا قام من الشتتين، حدیث: 744، وسنده حسن، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ^⑤ صحيح البخاری، الأذان، باب رفع الیدين في التكبيرة الأولى مع الافتتاح سواء، حدیث: 735، وصحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع الیدين حذو المنکبین.....، حدیث: 390.

بھی اسی طرح کرتے تھے۔^①

امام بخاری کے استاذ علی بن مدینی رض فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عمر رض کی بناء پر مسلمانوں پر رفع الیدين کرنا ضروری ہے۔^②

● سیدنا مالک بن حوریث رض شروع نماز میں رفع الیدين کرتے، پھر جب رکوع کرتے تو رفع الیدين کرتے اور جب رکوع سے سراٹھاتے تو رفع الیدين کرتے اور یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔^③

● سیدنا واہل بن حجر رض فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ نماز شروع کرتے تو اللہ کبڑا کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، پھر اپنے ہاتھ کپڑے میں ڈھانک لیتے، پھر دایاں ہاتھ باسیں پر رکھتے۔ جب رکوع کرنے لگتے تو کپڑوں سے ہاتھ باہر نکلتے، اللہ کبڑا کہتے اور رفع الیدين کرتے، جب رکوع سے اٹھتے تو سمع اللہ لیعنہ حمداً کہتے اور رفع الیدين کرتے۔^④

واہل بن حجر 9ھ اور 10ھ ہجری میں (دومرتبا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، لہذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 10 ہجری تک رفع الیدين کرتے تھے، 11 ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، لہذا آخر عمر تک رفع الیدين کرنا ثابت ہوا۔

● سیدنا ابو حمید ساعدی شافعی نے صحابہ کرام رض کے ایک مجمع میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے، جب رکوع میں جاتے، جب رکوع سے سراٹھاتے اور جب دو

^① صحيح البخاري، الأذان، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين، حدیث: 739. ^② التلخیص الحبر: 1/218، طبع جدید، وهامش صحيح البخاري، درسی نسخ، ص: 102. ^③ صحيح البخاري، الأذان، باب رفع اليدين إذا كبر وإذا رفع وإذا رفع، حدیث: 737، وصحيح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين.....، حدیث: 391. ^④ صحيح مسلم، الصلاة، باب وضع يده اليمنى على اليسرى.....، حدیث: 401.

رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تورفع الیدین کرتے تھے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: تم سچ بیان کرتے ہو، رسول اللہ ﷺ اسی طرح نمازوں پڑھتے تھے۔^①

امام ابن خزیمہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن عیاض (الذہبی) رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص حدیث ابو حمید دیاشی سننے کے باوجود رکوع میں جاتے اور اس سے سراخھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کی نمازن قصہ ہے۔^②

● سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (ایک دن لوگوں سے) فرمایا کہ کیا میں تصحیح رسول اللہ ﷺ کی نمازان بتاؤں؟ یہ کہہ کر انہوں نے نمازوں پڑھی۔ جب تکمیر تحریمہ کہی تورفع الیدین کیا، پھر جب رکوع کیا تو رفع الیدین کیا اور تکمیر کیا، پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ کہہ کر دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھائے، پھر فرمایا: اسی طرح کیا کرو۔^③

● سیدنا جابر رضی اللہ عنہ جب نمازوں شروع کرتے، جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سراخھاتے تورفع الیدین کرتے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 730، وسنده صحیح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في وصف الصلاة، حدیث: 304. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 491 میں اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] صحيح ابن خزیمہ، الأذان والإقامة، باب الاعتدال في الرکوع، حدیث: 589، وسنده صحیح. ③ [صحیح] سنن الدارقطنی، الصلاة، باب الافتتاح والركوع والرفع منه وقدر ذلك: 1/292، حدیث: 16، وسنده صحیح، حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں، التلخیص الحبیر: 1/219.

④ [حسن] سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب رفع اليدين إذا ركع، حدیث: 868، وهو حدیث حسن، حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس کے راوی ابوالزیر نے ساع کی تصریح کر دی ہے۔ دیکھیے مسند السراج (فلمنی، ص: 25، الف مطبوع، حدیث: 92 وسنده حسن) بسا اوقات امام جہری نمازوں میں کوئی آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے۔ اس صورت میں امام اور مقتدی رکوع سے پہلے سجدہ تلاوت کرتے ہیں تو اس وقت قیام سے سجدہ میں جاتے ہوئے رفع الیدین نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

ر رفع الیدین نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ

جن احادیث سے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لی جاتی ہے، ان کا مختصر تجزیہ ملاحظہ فرمائیں:

پہلی حدیث : سیدنا جابر بن سمرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بات ہے کہ میں تحسیں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔“^①

تجزیہ: اس حدیث میں اس مقام کا ذکر نہیں جس پر صحابہ رض ہاتھ اٹھا رہے تھے اور آپ ﷺ نے انھیں منع فرمایا۔ سیدنا جابر بن سمرہ رض سے صحیح مسلم میں اسی حدیث سے متصل دو روایات اور بھی ہیں جو بات پوری طرح واضح کر رہی ہیں:

● سیدنا جابر بن سمرہ رض فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے تو نماز کے خاتمے پر دائیں باکیں **السلام علیکمْ وَرَحْمَةُ اللهِ كَبِيْهِ** کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ”تم اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہلتی ہیں۔ تحسیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور باکیں منہ موڑ کر **السلام علیکمْ وَرَحْمَةُ اللهِ كَبِيْهِ** کہو۔“^②

● سیدنا جابر بن سمرہ رض کا بیان ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کے خاتمے پر **السلام علیکمْ** کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا تحسیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم نماز سے سلام پھیرتے وقت صرف اپنے ساتھی کی طرف منہ موڑ اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرو۔^③

(1) صحیح مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسکون في الصلاة.....، حدیث: 430. (2) صحیح مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسکون في الصلاة.....، حدیث: 431. (3) صحیح مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسکون في الصلاة.....، حدیث: (121)-431.

علامہ نووی رضی اللہ عنہ "المجموع" میں فرماتے ہیں: سیدنا جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لینا عجیب بات اور سنت سے جہالت کی قبیح قسم ہے کیونکہ یہ حدیث رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت کے رفع الیدین کے بارے میں نہیں بلکہ تشهد میں سلام کے وقت دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت کے بارے میں ہے۔ محدثین اور جنہیں محدثین کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہے، ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کے بعد امام نووی امام بخاری رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث سے بعض جاہل لوگوں کا دلیل پکڑنا صحیح نہیں کیونکہ یہ سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ہے۔ اور جو عالم ہے وہ اس طرح کی دلیل نہیں پکڑتا کیونکہ یہ معروف و مشہور بات ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ابتدائے نماز اور عید کا رفع الیدین بھی منع ہو جاتا مگر اس میں خاص رفع الیدین کو بیان نہیں کیا گیا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، پس ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ نبی اکرم ﷺ پر وہ بات کہہ رہے ہیں جو آپ نہیں کہی کیونکہ اللہ فرماتا ہے:

﴿فَإِنْهُدَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

”پس ان لوگوں کو جو نبی اکرم ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ انھیں (دنیا میں) کوئی فتنہ یا (آخرت میں) دردناک عذاب پہنچے۔^① دوسری حدیث: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتاؤ؟ انھوں نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ۔^②

① النور 63:24. ② [ضعیف] سنن أبي داود، الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الرکوع،

تجزیہ امام ابو داود رض، اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں:

«وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا الْفَظِ»

”یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔“^①

جبکہ امام ترمذی رض نے عبد اللہ بن مبارک رض کا قول نقل کیا ہے:

«وَلَمْ يَبْثُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ [يَدَهُ] إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ»

”سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض کے ترک رفع الیدين کی حدیث ثابت نہیں ہے۔“^②

اس روایت میں سفیان ثوری مدرس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں۔ مدرس کی عن والی روایت تفرد کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ مشہور محدث شیخ المعلمی الیمانی رض نے اپنی مشہور کتاب التکملیل میں اس روایت کو سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے معلول (ضعیف) قرار دیا ہے۔^③

تیسرا حدیث: سیدنا براء رض کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کا نوں تک اٹھاتے، ”ثُمَّ لَا يَعُودُ“ پھر نہیں اٹھاتے تھے۔^④

۱) حدیث: 748، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أن النبي ﷺ لم يرفع إلا في أول مرة، حدیث: 257۔ اس روایت کی سند سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔^① سنن أبي داود، الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، بعد الحديث: 748۔ سنن أبي داود کے بعض نسخوں میں یہ تبصرہ موجود نہیں لیکن مشکاة المصایح، التمهید اور دوسری بہت سی کتابوں میں یہ تبصرہ موجود ہے، لہذا اس کا ائکار صحیح نہیں۔

۲) اس قول کی سند عبد اللہ بن مبارک رض تک صحیح ہے۔

۳) ویکھیے التکملیل: 25/2 (ر-ع) ^④ [ضعیف] سنن أبي داود، الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، حدیث: 749۔ یہ روایت یزیدی ابی زیاد ضعیف کے ضعف اور اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔

تجزیہ: نووی ہاشم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اسے سفیان بن عینہ، امام شافعی، امام بخاری کے استاد امام حمیدی اور امام احمد بن خبل جیسے ائمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ یزید بن ابی زیاد پہلے «لَا يَعُودُ» نہیں کہتا تھا، اہل کوفہ کے پڑھانے پر اس نے یہ الفاظ بڑھا دیے۔ مزید برآں یزید بن ابی زیاد ضعیف اور شیعہ بھی تھا۔ آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا «تفیریب» نیز یہ مدرس بھی تھا۔

علاوه ازیں رفع الیدین کی احادیث اولی ہیں کیونکہ وہ ثابت ہیں اور نافی پر ثابت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ منافقین آستینوں اور بغلوں میں بت رکھ کر لاتے تھے بتوں کو گرانے کے لیے رفع الیدین کیا گیا، بعد میں چھوڑ دیا گیا۔ لیکن کتب احادیث میں اس کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے، البتہ یہ قول جہلاء کی زبانوں پر گھومتا رہتا ہے۔^①

① درج ذیل حقائق اس قول کی کمزوری واضح کر دیتے ہیں:

- مکہ میں بت تھے مگر جماعت فرض نہیں تھی۔ مدینہ میں جماعت فرض ہوئی مگر بت نہیں تھے، پھر منافقین مدینہ کن بتوں کو بغلوں میں دبائے مسجدوں میں چلے آتے تھے۔
- تعبہ ہے کہ جاہل لوگ اس گپ کو صحیح مانتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کو عالم الغیب بھی مانتے ہیں، حالانکہ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو رفع الیدین کروانے کے بغیر بھی جان سکتے تھے کہ فلاں فلاں شخص مسجد میں بت لے آیا ہے۔
- بت ہی گرانے تھے تو یہ، بکیر تحریکہ کہتے وقت جو رفع الیدین کی جاتی ہے اس سے اور اسی طرح رکوع اور وجود کے دوران بھی گر سکتے تھے، اس کے لیے الگ سے رفع الیدین کی سنت جاری کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔
- منافقین بھی کس قدر بیوقوف تھے کہ بت جیبوں میں بھرلانے کی بجائے انھیں بغلوں میں دبائائے۔
- یقیناً جاہل لوگ اور ان کے پیشوایہ تنانے سے قاصر ہیں کہ ان کے بقول اگر رفع الیدین کے دوران میں منافقین کی بغلوں سے بت گرے تھے تو پھر آپ نے انھیں کیا سزا دی تھی؟

دراصل یہ کہانی محض خانہ ساز افسانہ ہے جس کا تحقیقت کے ساتھ ادنیٰ ساتھ متعلق بھی نہیں ہے۔ (ع، ر)

یہ بھی دلیل دی جاتی ہے کہ ابن زبیر رض کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدين کیا تھا اور بعد میں چھوڑ دیا۔ حالانکہ ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔^۱

اسی طرح اس سلسلے میں ایک اور روایت بھی پیش کی جاتی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رض کے ساتھ نماز پڑھی یہ لوگ شروع نماز کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

^۱ دیکھیے نور العینین، ص: 154، 155، نصب الراية: 404، لیکن یہ روایت بھی مرسل اور ضعیف ہے۔ تحقیق تو یہ ہے کہ مسئلہ رفع الیدين میں نخ ہوا ہی نہیں ہے کیونکہ نخ اہمیت وہاں ہوتا ہے جہاں ^۱ دو حدیثیں آپس میں ملکرتی ہوں۔ ^۲ دونوں مقبول ہوں۔ ^۳ ان کا کوئی مشترکہ مفہوم نہ لکھتا ہو۔ ^۴ دلائل سے ثابت ہو جائے کہ ان دونوں میں سے فلاں پہلے دور کی ہے اور فلاں بعد میں ارشاد فرمائی گئی، تب بعد والی حدیث، پہلی حدیث کو منسوخ کر دیتی ہے۔

مگر یہاں رفع الیدين کرنے کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور صحیح ترین بھی، جبکہ نہ کرنے کی احادیث کم بھی ہیں اور کمزور بھی (ان پر محدثین کی جرحت ہے) اب نہ تو مقبول اور مردود احادیث کا مشترکہ مفہوم اخذ کرنا جائز ہے اور نہ ہی مردود احادیث سے مقبول احادیث کو منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

اگر بغرض حال اس مسئلہ میں نخ کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے تو بھی قرآن شہادت دیتے ہیں کہ رفع الیدين کرنا منسوخ نہیں بلکہ نہ کرنا منسوخ ہے کیونکہ ^۱ صحابہ کرام رض نے حیات طیبہ کے آخری حصے (۹ هجری ۱۰ مھر) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسالہ و علیہ السلام سے رفع الیدين کرنا روایت کیا ہے۔ ^۲ صحابہ کرام رض عہد نبوت کے بعد بھی رفع الیدين کے قائل و فاعل رہے۔ ^۳ کہا جاتا ہے کہ چاروں ائمہ برحق ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو ان چاروں میں سے تین رفع الیدين کے قائل ہیں۔ ^۴ جن محدثین کرام رض نے رفع الیدين کی احادیث کو اپنی مختلف مقبول سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، ان میں سے کسی نے یہ تبصرہ نہیں کیا کہ رفع الیدين منسوخ ہے، ثابت ہوا کہ صحابہ و تابعین اور فقهاء و محدثین رض کے نزدیک رفع الیدين منسوخ نہیں بلکہ سنت نبوی ہے اور ظاہر ہے کہ سنت پڑھوٹنے کے لیے نہیں، اپانے کے لیے ہوتی ہے۔ اب جو شخص ایک غیر موصوم امتی کے عمل کو سنت نبوی پر ترجیح دیتا ہے اور سنت کو عمداً اہمیت چھوڑے ہوئے ہے اسے حب رسول کا دعویٰ کرنا چاہتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین۔ (ع، ر)

امام تیہقی (2/80,79) اور دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس کاراوی محمد بن جابر ضعیف ہے۔ بلکہ بعض علماء (ابن جوزی، ابن تیمیہ وغیرہما) نے اسے موضوع کہا ہے۔ (یہ روایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ نہیں ہے بلکہ کسی نے خود تراش کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے) الہذا ایسی روایات پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ بحث: رفع الیدين کی احادیث بکثرت اور صحیح ترین اسناد سے مروی ہیں۔ رفع الیدين نہ کرنے کی احادیث معنا یا سند اثابت نہیں۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک کسی ایک صحابی سے بھی عدم رفع الیدين اثابت نہیں ہے۔ (جزء رفع الیدين: 40)

رکوع کا بیان

رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کندھوں (یا کانوں) تک اٹھائیں۔ جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

«كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَرَ لِلرُّكُوعِ»

”نبی اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے دوноں ہاتھ کاندھوں تک اٹھاتے تھے۔“^①

- رکوع میں پیٹھ (پشت) بالکل سیدھی رکھیں اور سر کو پیٹھ کے برابر، یعنی سر نہ تو اونچا ہو اور نہ نیچا اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھیں۔^②

- دونوں ہاتھوں (بازوؤں) کوتان کر رکھیں، ذرا خم نہ ہو۔ گھٹنوں کو مضبوط تھائیں۔^③

① صحيح البخاري، الأذان، باب رفع اليدين في التكبيرة الأولى مع الافتتاح سواء، حدیث: 735، وصحيح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين.....، حدیث: 390. ② صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة.....، حدیث: 498، ہتھیلیوں کے مسئلے کے لیے دیکھیے سنن النسائي، التطبيق، باب مواضع الراحتين في الرکوع، حدیث: 1037، اس کی سند حسن ہے۔ ③ [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة،

نماز نبوی: تکمیر اولی سے سلام تک

- رکوع کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کی ہتھیلیاں آپ کے گھٹنوں پر یوں رکھی ہوتی تھیں جیسا کہ آپ نے گھٹنوں کو پکڑا ہوا ہو۔^①
- رکوع کی حالت میں نبی اکرم ﷺ اپنی کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے۔^②

رکوع کی دعائیں

- سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں فرماتے:

سُبْحَانَ رَبِّ الْعَظِيمِ

”میرا رب عظیم (ہر عیب سے) پاک ہے“^③

- نبی اکرم ﷺ رکوع میں یہ دعا بھی پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

”اے اللہ! تیرے ہی لیے پاکی اور تعریف ہے، تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔“

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع میں اکثر کہتے تھے:

” حدیث: 734، وهو حدیث صحيح، امام ترمذی نے حدیث: 304 میں اور نووی نے المجموع: 407/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ① [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء أنه يجافي يديه، عن جنبیه في الرکوع، حدیث: 260، وسنده حسن، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء أنه يجافي يديه، عن جنبیه في الرکوع، حدیث: 260. وسنده حسن ③ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، حدیث: 772.

آپ ﷺ اس کا حکم دیتے تھے کہ رکوع میں سبحان رب العظیم پڑھیں۔ دیکھیے سنن أبي داود، حدیث: 869 وسنده صحيح، وصححه ابن خزیمة: 670,601 وابن حبان (الإحسان: 1895)، والحاکم: 225.1، 2/ 477 یکون بن مهران تابعی ہاشمی فرماتے ہیں کہ رکوع وسجدہ میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی چاہئیں۔ دیکھیے مصنف ابن أبي شیبة: 1/ 250، حدیث: 2571، وسنده حسن.

④ صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الرکوع والسجود؟ حدیث: 485.

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ أَغْفِرْ لِنِّي

”اے ہمارے پروردگار اللہ! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔ یا الہی!
مجھے بخش دے۔“^①

- سیدہ عائشہ رض نے نہار وایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں کہتے تھے:

سُبْحَوْحُ قَدْوَسٌ رَبُّ الْمَلِكَةَ وَالرُّوحُ

”فرشتوں اور روح (جبریل) کا پروردگار نہایت پاک ہے۔“

- سیدنا عوف بن مالک رض نہار وایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع میں کہتے تھے:

سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكَبِيرِيَاءِ وَالْعَظِيمَةِ

”قهر (غلبے)، بادشاہی، بڑائی اور بزرگی کا مالک اللہ، (نہایت ہی) پاک ہے۔“

- سیدنا علی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ پڑھتے:

أَللَّهُمَّ لَكَ رَكِعْتُ وَبِكَ أَمْنَتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشِعْ سَمِعْ وَبَصِيرَتِي وَمُمْتَحِنُ وَعَظِيْنِي وَعَصَبِيْنِي

”اے اللہ! میں تیرے آگے جھک گیا، تجھ پر ایمان لایا، تیرا فرمان بردار ہوا،
میرا کان، میری آنکھ، میرا مغز، میری ہڈی اور میرے پٹھے تیرے آگے عاجز
بن گئے۔“^④

① صحيح البخاري، الأذان، باب الدعاء في الرکوع، حديث: 794، وصحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الرکوع والسجود؟ حديث: 484. ② صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الرکوع والسجود؟ حديث: 487. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في رکوعه وسجوده؟ حديث: 873. اس کی سند صحیح ہے، ویکھی نیل المقصود، اور مرعاۃ المفاتیح، حديث: 887. ④ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، حديث: 771.

رطینان م نماز کار کن ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرماتھے۔ اس شخص نے نماز پڑھی اور (رکوع، سجود، قوئے اور جلے کی رعایت نہ کی اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا: ”**وَعَلَيْكُمُ الْسَّلَامُ وَأَسْلَامٌ**“ واپس جا کر پھر نماز پڑھ، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ وہ گیا، پھر نماز پڑھی (جس طرح پہلے بے قاعدہ پڑھی تھی)۔ پھر آیا اور سلام کیا، آپ نے پھر فرمایا: ”**وَعَلَيْكُمُ الْسَّلَامُ**“ جا، پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ اس شخص نے تیری یا چوتھی بار (بے قاعدہ) نماز پڑھنے کے بعد کہا: آپ مجھے (نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ) سکھا دیں تو آپ نے فرمایا: ”جب تو نماز کے ارادے سے اٹھے تو پہلے خوب اچھی طرح وضو کر، پھر قبلہ رخ کھڑا ہو کر عکسبر تحریکہ کہہ، پھر قرآن مجید میں سے جو تیرے لیے آسان ہو پڑھ، پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع (پورا) کر، پھر (رکوع سے) سرا اٹھا یہاں تک کہ (قوئے میں) سیدھا کھڑا ہو جا، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (مکمل) کر، پھر اطمینان سے اپنا سرا اٹھا اور (جلے میں) بیٹھ جا، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (پورا) کر، پھر (سجدے سے) اپنا سرا اٹھا اور (دوسری رکعت کے لیے) سیدھا کھڑا ہو جا، پھر اس طرح اپنی تمام نماز پوری کر۔“^①

اس حدیث میں جس نمازی کا ذکر ہے وہ رکوع اور سجود بہت جلدی جلدی کرتا تھا، قومہ اور جلسہ اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کرنہیں کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہر بار اسے فرمایا کہ پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ آپ نے ان اركان کی ادائیگی میں عدم اطمینان کو نماز

^① صحيح البخاري، الأذان، باب أمر النبي ﷺ الذي لا يتم رکوعه بالإعادة، حدیث: 793، صحيح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة.....، حدیث: 397.

کے باطل ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔

سیدنا ابو مسعود النصاری رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ درست نہ رکھے۔“^①
اللہ اکبر! کس قدر خوف کا مقام ہے، آہ! ہماری غیر مسنون نمازوں کا کیا حشر ہوگا۔ ہمیں نماز کو تکمیل اولی سے لے کر سلام پھیرنے تک مسنون طریقے سے ادا کرنا چاہیے۔

سیدنا ابو بکرہ رض سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہوئے، اس وقت آپ رکوع میں تھے۔ سیدنا ابو بکرہ رض نے صاف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور اسی حالت میں چل کر صاف میں پہنچے۔ نبی اکرم ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تیرا شوق زیادہ کرے، آئندہ ایسا نہ کرنا۔“^②

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، حدیث: 855، وسننه صحيح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، حدیث: 265. امام ترمذی نے اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 501 میں اسے صحیح کہا ہے۔

② صحیح البخاری، الأذان، باب إذا ركع دون الصف، حدیث: 783. بعض لوگ اس حدیث سے یقین نکلتے ہیں کہ اگر نمازی حالت رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو تو وہ اسے رکعت شمار کرے گا کیونکہ سیدنا ابو بکرہ رض نے رکعت نہیں دھرائی اور نہ آپ ﷺ نے انھیں ایسا کرنے کا حکم دیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے شخص کے لیے قیام ضروری ہے نہ قراءت فاتحہ۔

یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ ^۱ نبی اکرم ﷺ نے انھیں رکعت لوٹانے کا حکم دیا تھا یا نہیں۔ یا انھوں نے از خود رکعت لوٹائی تھی یا نہیں۔ اس کے متعلق حدیث خاموش ہے، اس میں جو کچھ بھی کہا جاتا ہے، وہ شخص ظن و احتمال کی بنیاد پر کہا جاتا ہے۔ ^۲ اس کے برکش ایسے صریح دلائل موجود ہیں جو (ہر صاحب استطاعت کے لیے) قیام اور قراءت فاتحہ دونوں کو لازم قرار دیتے ہیں۔ ^۳ قاعدة یہ ہے کہ جب احتمال اور صراحة آئنے سامنے آ جائیں تو احتمال جھوڑ دیا جائے گا اور صراحة پر عمل کیا جائے گا۔ ^۴ سیدھی سی بات ہے کہ اس حدیث شریف کا مرکزی نکتہ سیدنا ابو بکرہ رض کا یہ فعل ہے کہ پہلے وہ حالت رکوع میں امام کے ساتھ ہے۔

قوے کا بیان

رکوع سے سراحتا ہوئے رفع الیدین کرتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

” شامل ہوئے، بھر اسی کیفیت میں آگے بڑھتے ہوئے صاف میں داخل ہوئے، آپ ﷺ نے انھیں اسی فعل سے روکا تھا۔ جماعت میں شامل ہونے کا شوق بجا مگر اس شوق کی تکمیل کا یہ طریقہ: بہر حال مستحسن نہ تھا۔ لہذا اس حدیث کو اس کے اصل نکلنے سے ہٹا کر قیام اور قراءت فاتحہ سے خالی رکعت کے جواز پر لانا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ عالم۔ (ع، ر)

اس سلسلے میں ایک استدلال یہ بھی سامنے آیا ہے کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا موقع دھل چونکہ قیام ہے، لہذا صرف وہی نمازی سورہ فاتحہ پڑھے گا جس نے امام کو حالت قیام میں پایا اور جس نے اسے حالت رکوع میں پایا، اس کے حق میں سورہ فاتحہ کی قراءت ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کے لیے اس کی قراءت کا موقع دھل باقی نہیں رہا۔ یہ استدلال بھی محل نظر ہے، نقل و نوں اس کا انکار کرتے ہیں، مثلاً:

- امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری کتاب الأذان میں ایک باب (95) یوں قائم کیا ہے: «بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِلَامِ وَالْمَأْمُونِ فِي الصَّلَاةِ كُلُّهَا فِي الْحَضَرِ وَالشَّفَرِ وَمَا يُجَهَّرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَّ» ”نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا ہر نمازی پر واجب ہے، خواہ امام ہو یا مقتدی، مقيم ہو یا مسافر، نماز سری ہو یا جہری۔“

- رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «لَا صَلَاةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ إِيقَاتَةَ الْكِتَابِ» (صحیح البخاری، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم.....، حدیث: 756، صحیح مسلم الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة.....، حدیث: 394): ”جس نے (نماز میں) سورہ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی نماز نہیں۔“ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک رکعت میں بھی سورہ فاتحہ رہ جائے تو ساری نماز نہیں ہوتی کیونکہ سورہ فاتحہ پڑھنا نماز کا رکن ہے اور کن کسی بھی مقام سے رہ جائے، نماز ناقص ہو جاتی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تین بار فرمایا: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا إِيقَاتَةَ الْكِتَابِ فَهُنَّ خَدَاجٌ نَلَانَا عَبْرَتَامِ» صحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة فی كل رکعة، حدیث: (41)-395: ”جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی نماز ناقص و نامکمل ہے۔“ (بالکل اسی طرح جیسے ایک حاملہ اوثنی وقت سے کچھ ماہ قبل اپنا ناقص الخلت پچھر کرادے تو وہ کسی کام کا نہیں ہوتا اسی کو عربی میں [خداج] کہتے ہیں۔) اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے ایک رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں۔“

(بخاری و مسلم، اس کی تخریج تفصیل سے گزر چکی ہے۔)

- اگر آپ امام یا منفرد ہیں تو رکوع سے قوئے کے لیے کھڑے ہوتے وقت یہ پڑھیں:
”پڑھی اس کی کم از کم وہ رکعت تو ناقص ہو گی اور یہ تمکن ہی نہیں کہ کسی شخص کی ایک رکعت تو ناقص ہو اور باقی نماز مکمل ہو۔“
- حدیث ”الصلادۃ“ میں ”لَا فَتَحْنِیْ عَنْ سَجْدَةٍ“ کا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی، وہ رکعت نماز کی جنس سے نہیں ہے (لہذا نماز ناقص ہوئی)۔
- ارشاد نبوی ہے: ”لَا تُنْجِرِيْ ء صَلَادَةً لَا يُفَرِّأْ فِيهَا يَفَاتِحَةَ الْكِتَابِ“ صحیح ابن حبان: 1789، وسنده صحیح، وسنن الدارقطنی: 1/322. اس حدیث میں [لَا تُنْجِرِيْ] کا معنی ہے [لَا تَخْفِي وَلَا تَصْبِحْ] یعنی جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی نماز صحیح ہو گی نہ اسے کفایت کرے گی۔ اب جس رکعت میں فاتحہ نہیں پڑھی گئی کم از کم وہ رکعت تو صحیح نہ رہی۔ اس لیے اسے صحیح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ رکعت سورہ فاتحہ سمیت دوبارہ پڑھی جائے۔
- حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز (نصف، نصف) تقسیم کر دی ہے۔.....“ دیکھیے صحیح مسلم، الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحة، حدیث: 395. حدیث کے مطابق یہاں نماز سے مراد سورہ فاتحہ ہے جس کا نصف اول اللہ تعالیٰ کی حمد و شنا، بزرگی، بڑائی، توحید اور عبادت پر مشتمل ہے جبکہ نصف ثانی بندے کی دعاؤں پر مشتمل ہے۔ جب بندہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی قبولیت کا اعلان فرماتے ہیں۔ لیکن جو نمازی ایک رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی وہ رکعت اللہ کے اس انعام عظیم سے محروم رہتی ہے۔
- تدرست اور صاحب استطاعت آدمی کے لیے نماز میں قیام کرنا ضروری ہے جس طرح رکوع یا سجدے کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اسی طرح قیام یا فاتحہ کے بغیر بھی اس کی نماز نہیں ہوتی، لہذا کہنا قرین انصاف نہیں ہے کہ ”جس نے امام کو حالت رکوع میں پایا اس کے حق میں سورہ فاتحہ کی قراءۃ ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کے لیے اس کی قراءۃ کرنے کا موقع محل باقی نہیں رہا۔“ اس کے برعکس یوں کہنا چاہیے چونکہ اس شخص کی نماز سے دو اہم رکن (قیام اور فاتحہ) رہ گئے ہیں، لہذا اسے یہ رکعت دوبارہ پڑھنی چاہیے۔
- معروف ارشاد نبوی ہے: ”صَلَّ مَا أَذْرَكْتَ وَأَقْضِ مَا سَبَقَكَ“ صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتیان الصلاۃ بوقار و سکینہ.....، حدیث: (154)-602. ”جونماز تو امام کے ساتھ پالے“

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ

”اللَّهُ نَعَمْ اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔“^①
اگر مقتدی ہیں تو یہ کہیں:

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا أَطْيَبًا مُبَارَّكًا فِيهِ

”اے ہمارے رب! تیرے ہی واسطے تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور با برکت تعریف۔“

یہ قصہ سیدنا رفاعة بن رافع علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک دن نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سرا اٹھایا تو فرمایا: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ پس ایک مقتدی نے کہا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا أَطْيَبًا مُبَارَّكًا فِيهِ پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”یونے والا کون تھا؟“ (کس نے یہ کلے پڑھے

، اسے اس کے ساتھ پڑھ اور جو تم سے سبقت لے گئی اس کی قضاۓ۔“ تو جو شخص ایک رکعت کا قیام نہیں پاس کا، ظاہر بات ہے کہ قیام اس سے سبقت لے گیا ہے، لہذا وہ فرمان نبوی: [وَأَفْضِلُ مَا سَبَقَكَ] کا شرعاً مامور ہے اور اس حکم کی تعمیل کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وہ اس رکعت کو دوبارہ پڑھے جس سے اس کا قیام اور فتحہ رکھنی ہے۔

● ارشاد باری تعالیٰ ہے: (وَمَا أَنْكِمُ الرَّئُسُونَ فَخُلُودٌ) الحشر: 7:59، یعنی ”رسول اللہ ﷺ جو کچھ تحسیں دیں، لے لو۔“ جبکہ آپ کا یہ بھی فرمان ہے: (صَلُوًا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصْلَى) صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين، حدیث: 631. ”اسی طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔“ اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی ایسی نمازوں میں پڑھی اور نہ اپنی امت کو سکھائی ہے جس کی کسی رکعت میں قیام اور سورہ فاتحہ نہ ہو۔

ان ذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ قیام اور سورہ فاتحہ کے بغیر نمازوں میں ہوگی۔ والله اعلم بالصواب۔ (ع، ر)

① صحیح البخاری، الأذان، باب فضل اللہمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، حدیث: 796، وصحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إدا رفع رأسه من الرکوع؟ حدیث: 476، 478.

ہیں؟) ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تینیں سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلمات کا ثواب لکھنے میں جلدی کر رہے تھے۔“^①

● سیدنا عبد اللہ بن ابی او فی روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو (قوے میں یہ دعا) پڑھتے:

سَمِعَ اللَّهُ لِيَنْ حَمْدًا، أَلَّهُمَّ رَبِّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِنْ إِلَهٍ سَمِوٍّ
وَمِنْ إِلَارْضٍ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِنْ إِلَهٍ مَا شَيْئَتْ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

”اللہ نے سن لی اس (بندے) کی بات جس نے اس کی تعریف کی، اے اللہ! اے ہمارے پورا دگار! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے آسمانوں کے بھراو کے برابر، زمین کے بھراو کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراو کے برابر جو تو چاہے۔“^②

● سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنا سراخھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

رَبِّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِنْ إِلَهٍ سَمِوٍّ وَالْأَرْضٍ وَمِنْ إِلَهٍ مَا شَيْئَتْ مِنْ
شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ النَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ
عَبْدٌ، أَلَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِيَمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُغْطِي لِمَا مَنَعْتَ وَلَا
يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ وَنِلُكَ الْجَدُّ

”اے ہمارے پورا دگار! ہر قسم کی تعریف صرف تیرے لیے ہے آسمانوں کے بھراو کے برابر اور زمین کے بھراو کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراو کے برابر جو تو چاہے اور اسے تعریف و بزرگی والے! بندے نے جو تیری تعریف اور بزرگی کی وہ تیرے ہی لائق ہے اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں، اے اللہ! کوئی روکنے والا

① صحیح البخاری، الأذان، باب: 126، حدیث: 799. ② صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الرکوع؟ حدیث: 478,476.

نہیں اس چیز کو جو تو نے دی اور کوئی دینے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے روک دی اور دولت مند (صاحب نصیب) کو یہ (نصیب اور) دولت مندی تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔^①

نیز رسول اللہ ﷺ قومے میں کبھی یہ دعا بھی فرماتے:

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ إِلَّاء السَّمَاءَ وَإِلَّاء الْأَرْضَ وَإِلَّاء مَا شِئْتَ
مِنْ شَيْءٍ بَعْدَهُ، اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ
اللَّهُمَّ طَهِّرْنِي مِنْ الدُّنْوِي وَالْخَطَايَا كَمَا يُنْقَلِي النَّوْبُ الْأَبِيْضُ
مِنَ الْوَسِيْخِ

”اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے آسمانوں کے بھراو کے برابر اور زمین کے بھراو کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراو کے برابر جو تو چاہے، اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے، اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاوں سے ایسے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔^②

تبییہ: بہت سے لوگوں کو قومے کا علم نہیں کہ یہ کیا ہے۔ واضح ہو کہ رکوع سے اٹھنے کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑا رہنے کو قومہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ رکوع سے سراہا کر سیدھے کھڑے رہتے اور بڑے اطمینان سے قومے کی دعا پڑتے تھے۔

سیدنا براء بن ابی شعیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کارکوع اور سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع سے (اٹھ کر قومے میں) کھڑا ہونا برابر ہوتا تھا، سوائے قیام کے اور (تشہد) بیٹھنے کے (یہ چاروں چیزیں: رکوع، سجدہ، جلسہ اور قومہ طوالت میں تقریباً برابر ہوتی تھیں۔^③)

^① صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الرکوع؟ حدیث: 477
صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الرکوع؟ حدیث: (204)-476.
گناہوں کا نتیجہ چونکہ آگ ہے، اس لیے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانیوں سے گناہ حلوانے کی دعا کی جائے۔

نماز نبوی: عکسی اولی سے سلام ملک

بعض اوقات آپ ﷺ کا قومہ بہت لمبا ہوتا تھا۔ اُنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس قدر لمبا قومہ کرتے کہ ہم کہتے کہ آپ بھول گئے ہیں۔^①

سبحانہ کے احکام

● ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبُرُّ كَمَا يَبُرُّ الْبَعِيرُ وَلْيَضْعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ»

”جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔^②

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی (درج ذیل) حدیث اس پر شاہد ہے: نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔^③

» رہی ہے۔ واللہ عالم۔ (ع، ر) ④ صحیح البخاری، الأذان، باب حد إتمام الرکوع والاعتدال فيه.....، حدیث: 792، وصحیح مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتحفيفها في تمام، حدیث: 471.

① صحیح مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتحفيفها، حدیث: 473۔ مگر افسوس کہ آج مسلمان قوم لمبا کرنا تو درکار، پیشہ سیدھی کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے، فوراً سجدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ”یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا“ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین۔ (ع، ر)

② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه؟ حدیث: 840، وسنده حسن، نووی نے المجموع: 3/421 میں اس کی سنن کو جید کہا ہے۔ ③ [حسن] صحیح ابن خزیمة، الأذان والإقامة، باب ذکر خبر روی عن النبي ﷺ فی بدئه وضع اليدين قبل الركبتین، حدیث: 627، وسنده حسن، و المستدرک للحاکم، الصلاة، باب التأمين: 1/226، حدیث: 821. امام حاکم، ذہبی اور ابن خزیمة نے اسے صحیح کہا ہے۔

گھنٹوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کو امام اوزاعی، مالک، احمد بن حنبل اور شیخ احمد شاکر رض غیرہم نے اختیار کیا ہے۔ ابن ابو داود نے بھی کہا: میرا رجحان حدیث سیدنا ابن عمر رض کی طرف ہے کیونکہ اس بارے میں صحابہ اور تابعین سے بہت سی روایات ہیں۔

- سجدے میں پیشانی اور ناک زمین پر ٹکا میں۔ ^①
- سجدے میں دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر رکھنی بھی درست ہے۔ ^②
- سجدے میں دونوں ہاتھ کانوں کے برابر رکھنا بھی درست ہے۔ ^③
- سجدے میں دونوں ہاتھیاں اور دونوں گھٹنے زمین پر خوب ٹکا میں۔ ^④
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس شخص کی نماز نہیں جس کی ناک پیشانی کی طرح زمین پر نہیں لگتی۔“ ^⑤
- پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف مڑے ہوئے رکھیں ^⑥ اور دونوں قدم بھی کھڑے رکھیں۔ ^⑦

① صحيح البخاري، الأذان، باب السجود على الأنف، حدیث: 812، وصحیح مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر.....، حدیث: 490. ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 734، وهو حدیث صحیح، امام ابن خزیمه نے حدیث: 640 میں اور ترمذی نے حدیث: 70 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة، حدیث: 726، وسنده صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 485 میں اسے صحیح کہا ہے، نیز امام ترمذی نے بھی اسی مفہوم کی روایت: (271) کو صحیح کہا ہے۔ ④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، حدیث: 859، وسنده حسن، امام ابن خزیمه نے اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ [حسن] سنن الدارقطنی، الصلاة، باب وجوب وضع الجبهة والأنف: 1/348، حدیث: 2. وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 1/270 میں اور ابن جوزی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ⑥ صحيح البخاري، الأذان، باب سنته الجلوس في الشهد، حدیث: 828، نیز لکھیے سنن النسائي، حدیث: 1159، وصحیح ابن خزیمة، حدیث: 486. ⑦ صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حدیث: 689.

- ایڈیوں کو ملائیں۔^①
- سجدے میں سینہ، پیٹ اور رانیں زمین سے اوپر رکھیں، پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدار رکھیں اور دونوں رانیں بھی ایک دوسرے سے الگ الگ رکھیں۔^②
- سجدے میں کہیاں نہ تو زمین پر ملائیں اور نہ کروٹوں سے ملائیں (بلکہ زمین سے اوپری، کروٹوں سے الگ، کشادہ رکھیں)۔^③
- سجدے کی حالت میں نبی اکرم ﷺ اپنے بازوؤں کو زمین پر نہیں لگاتے تھے بلکہ انھیں اٹھا کر رکھتے اور پہلوؤں سے دور رکھتے یہاں تک کہ چھپلی جانب سے دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔^④
- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم (نمایہ میں) اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکٹھانے کریں۔“^⑤
- ہر مسلمان بہن بھائی کے لیے ضروری ہے کہ وہ سجدے میں ان سات اعضاء کو خوب اچھی طرح (مکمل طور پر) زمین پر مل کر رکھے اور اطمینان سے سجدہ کرے۔

① [حسن] السنن الکبریٰ للبیهقی، السجود : 2/ 116، حدیث: 2719. امام ابن خزیمہ نے حدیث: 654، وسنده حسن، حاکم نے المستدرک: 1/ 228 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 730، وسنده صحيح، 734، وهو حدیث صحيح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في وصف الصلاة، حدیث: 304. امام ترمذی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔^③ صحیح البخاری، الأذان، باب سنة الجلوس في الشهد، حدیث : 828. ^④ صحیح البخاری، الأذان، باب بیدی ضبعیه ویجاجی فی السجود، حدیث: 807، وصحیح مسلم، الصلاة، باب الاعتدال فی السجود، حدیث: 497. ^⑤ صحیح البخاری، الأذان، باب السجود علی سبعة أعظم، حدیث: 809، وصحیح مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود، حدیث: 490.

ر عورت میں بازو نہ بچھائیں

بہت سی عورتیں سجدے میں بازو بچھا لیتی ہیں اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتی ہیں اور دونوں قدم بھی زمین پر کھڑے نہیں کرتیں۔ واضح ہو کہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور سنت پاک کے خلاف ہے۔ سنیے! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”تم میں سے کوئی (مردیا عورت) اپنے بازو سجدے میں اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتاب بچھاتا ہے۔“^①

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے صاف عیاں ہے کہ نمازی (مرد یا عورت) کو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں کہدیاں زمین سے اٹھا کر رکھنی چاہئیں، نیز پیٹ بھی رانوں سے جدار ہے اور سیدہ بھی زمین سے اوپر چاہو۔

میری معزز مسلمان بہنو! اپنے پیارے رسول اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق نماز پڑھو۔ آپ مسلمان مردوں اور عورتوں کو یہ کہاں ارشاد فرماتے ہیں: ”سجدے میں اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر اپنی دونوں کہدیاں بلند کر۔“^②

رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ ہاتھوں (بانہوں) کے نیچے سے گزرنा چاہتا تو گزر سکتا تھا۔^③

① صحيح البخاري، الأذان، باب لا يفترش ذراعيه في السجود، حديث: 822، و صحيح مسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود، حديث: 493.

② صحيح مسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود، حديث: 494. بعض لوگ یہ فضول عن پیش کرتے ہیں کہ اس طرح سجدے میں عورت کی چھاتی زمین سے بلند ہو جاتی ہے جو بے پر دگی ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے لیے اوڑھنی لازم قرار دی ہے۔ یہ اوڑھنی دوران سجدہ میں بھی پر دے کا تقاضا پورا کرتی ہے، پھر آج کی کوئی خاتون صحابیات کی غیرت اور شرم و حیا کو نہیں پہنچ سکتی، جب انہوں نے ہمیشہ سنت کے مطابق نماز ادا کی تو آج کی خاتون کو بھی انھی کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ (ع، ر)

③ صحيح مسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود، حديث: 496.

ر سجدہ، قرب الہی کا باعث

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”در اصل بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب سے بہت نزدیک ہوتا ہے، لہذا (سجدے میں) بہت دعا کرو۔“^①

اللہ تعالیٰ تو بندے سے ہر حال میں نزدیک ہوتا ہے لیکن سجدے کی حالت میں بندہ اس کے بہت نزدیک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ سجدے میں بڑی عاجزی اور اخلاص سے دعا میں مانگتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ عام طور پر سجدہ کرتے تھے، اس لیے کہ مسجد نبوی میں فرش نہ تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سخت گرمی میں نماز ادا کرتے اور زمین کی گرمی کی وجہ سے اگر وہ زمین پر پیشانی نہ رکھ سکتے تو سجدے کی جگہ پر کپڑا رکھ لیتے اور اس پر سجدہ کرتے۔^②

رمضان المبارک کی ایسوں رات تھی۔ بارش بری اور مسجد کی چھت پک پڑی اور آپ ﷺ نے کچھ میں سجدہ کیا۔ آپ کی پیشانی اور ناک پر کچھ رکھ کر نماز ادا کی جس کا نامہ تھا۔^③

ایک دفعہ آپ ﷺ نے بڑی چٹائی پر نماز ادا کی جو زیادہ عرصہ استعمال میں رہنے سے سیاہ ہو گئی تھی۔^④

^① صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حدیث: 482. اس سے معلوم ہوا کہ نماز بندے کو اللہ سے ملا دیتی ہے، جہاں تک سجدے میں دعا مانگنے کا تعلق ہے تو اس کا تھا طریقہ یہ ہے کہ فرض نماز میں وہی دعا مانگی جائیں جو سجدے کے متعلق مقبول احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ اور اگر سنیں یا نوافل ادا کیے جا رہے ہوں تو دیگر منسون دعا مانگی جائیں یعنی اسکی ہیں اور اگر کوئی شخص نماز کے بغیر صرف سجدہ کر رہا ہے تو جو چاہے دعا مانگے، خواہ عربی زبان میں یا اپنی زبان میں۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

^② صحيح مسلم، الصلاة، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، حدیث: 620. ^③ صحيح البخاري، الأذان، باب السجود على الأنف في الطين، حدیث: 813، وصحيح مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر، حدیث: 1167. ^④ صحيح البخاري، الصلاة، باب الصلاة على الحصير، حدیث: 380، وصحيح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة،

سجدہ، جنت میں داخلے کا باعث ہے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جب آدم کا (مومن) بیٹا سجدے کی آیت پڑھتا ہے، پھر (پڑھنے اور سننے والا) سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو کر کہتا ہے: ہائے میری ہلاکت، تباہی اور بر بادی! آدم کے بیٹے کو سجدے کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا، لہذا اس کے لیے بہشت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا۔ میں نے نافرمانی کی، چنانچہ میرے لیے آگ ہے۔“^①

لما سجدہ کرنا

عام طور پر رسول اللہ ﷺ کا سجدہ رکوع کے برابر لمبا ہوتا تھا۔ کبھی کبھی کسی عارضہ کی بنا پر زیادہ لمبا کرتے۔ ایک دفعہ آپ ظہر یا عصر کی نماز میں سیدنا حسن یا سیدنا حسینؑ کو اٹھائے ہوئے تشریف لائے۔ آپ نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھے اور انھیں اپنے قدم مبارک کے قریب بٹھالیا۔ پھر آپ نے نماز شروع کی اور لمبا سجدہ کیا۔ جب آپ نے نماز ختم کی تو لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس نماز میں ایک سجدہ بہت لمبا کیا یہاں تک کہ ہمیں خیال گزرا کہ کوئی واقعہ رونما ہو گیا ہے یا پھر وہی نازل ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ایسی کوئی بات نہیں تھی، بس میرا بیٹا میری کمر پر سوار ہو گیا تو میں نے یہ بات پسند نہ کی کہ سجدے سے جلدی سرا اٹھا کر اسے پریشانی میں بتلا کروں۔“^②

رکشہت سجود، بہشت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا باعث

ربیعہ بن کعبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رات

”باب جواز الجماعة في النافلة، حدیث: 658. ① صحيح مسلم، الإيمان، باب بیان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، حدیث: 81. ② [صحيح] سنن النسائي، التطبيق، باب هل يجوز أن تكون سجدة أطول من سجدة؟ حدیث: 1142، وسندہ صحيح، امام حامم“

گزارتا تھا۔ آپ کے لیے وضو کا پانی اور آپ کی (دیگر) ضرورت (سواک وغیرہ) کا خیال رکھتا تھا۔ (ایک رات خوش ہو کر) آپ نے مجھے فرمایا: ”(کچھ دین و دنیا کی بھلائی) مانگ (مجھ سے دعا کرو۔)“ میں نے کہا: بہشت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اس کے علاوہ کوئی اور چیز۔“ میں نے کہا: بس یہی! پھر آپ نے فرمایا: ”پس اپنی ذات کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر۔“^①

نوت: اس حدیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ میں چونکہ کل مخلوق کا حاجت روا اور مشکل کشا ہوں، لہذا مجھ سے ہر قسم کی غیبی مدد مانگا کرو، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ جناب ربیعہ ہی شفیعہ سے مدد مانگ رہے ہیں۔ (ع، ر)

جس طرح معانع مریض کو کہے کہ حصول شفا کے لیے میں تیرے لیے کوشش کرتا ہوں اور تو میری ہدایات کے مطابق دوائی اور پرہیز کرنے کے ساتھ میری مدد کر۔ اسی طرح آپ نے ربیعہ ہی شفیعہ کو فرمایا کہ میں تیرے حصول مدعای کے لیے دعا سے کوشش کرتا ہوں اور تو سجدوں کی کثرت کے ساتھ میری کوشش میں میری مدد کر۔ اس طرح تجھے بہشت میں میری رفاقت حاصل ہوگی۔

ثوبان رض نے رسول اللہ ﷺ سے جنت میں لے جانے والا عمل پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ کے لیے (پورے خلوص و حضور کے ساتھ) سجدوں کی کثرت لازم کر، پس تیرے ہر سجدے کے بد لے اللہ تعالیٰ تیرا درجہ بلند کرے گا اور اس کے سبب سے گناہ (بھی) مٹائے گا۔“^②

”۳: 626 میں اور ڈبی نے اسے صحیح کہا ہے۔^① صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحمد عليه، حدیث: 489. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ بزرگوں سے ملاقات کے دوران ان سے دعا کروانا جائز ہے۔^② صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحمد عليه، حدیث: 488.

مسجدے کی دعائیں

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا ! وَإِنِّي نُهِيْتُ أَنْ أَفْرَأَ الْقُرْآنَ رَأِيْكُمْ أَوْ سَاجِدًا ، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِيْمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهَدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنْ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ»

”خبردار! میں رکوع اور سجدے میں قرآن حکیم پڑھنے سے منع کیا گیا ہوں، چنانچہ تم رکوع میں اپنے رب کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں خوب دعا مانگو۔ تمہاری دعا قبولیت کے لائق ہوگی۔“^①

● سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدے میں (یہ دعا) پڑھتے:

سُبْحَانَ رَبِّ الْأَعْلَى

”میرا بلند پروردگار (ہر عیسیٰ سے) پاک ہے۔“^②

سُبْحَانَ رَبِّ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ

”میرا بلند پروردگار پاک ہے، میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔“^③

● سیدہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِنَا

① صحیح مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الرکوع والمسجود، حدیث: 479. ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، حدیث: 772. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في رکوعه و سجوده؟ حدیث: 870، وهو حدیث صحيح، ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔

~~~~ نماز نبوی: بکیر اولی سے سلام تک ~~~~

”اے ہمارے پروردگار اللہ! تو (ہر عیب سے) پاک ہے، ہم تیری تعریف اور پاکی  
بیان کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔“<sup>①</sup>

● سیدہ عائشہ رض کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں (یہ) کہتے تھے:

### سُبُّوْحٍ قُدُّوْسٍ رَّبُّ الْمَلِكَةَ وَالرُّوحُ

”فرشتوں اور روح (جبریل) کا پروردگار نہایت ہی پاک ہے۔“<sup>②</sup>

● ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سجدے میں (یہ) کہتے تھے:

**اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دُقَّةً وَ حَلَّةً وَ أَوْلَهُ وَ آخِرَهُ  
وَ عَلَانِيَّةً وَ سَرَّهُ**

”اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پہلے، ظاہر اور پوشیدہ، تمام گناہ  
بخش دے۔“<sup>③</sup>

### سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

”اے اللہ! تیری ہی پاکیزگی اور تعریف ہے۔ تیرے سوا کوئی (سچا) معبود  
نہیں ہے۔“<sup>④</sup>

● رسول اللہ ﷺ سجدے میں فرماتے:

**اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَ فِي بَصَرِي نُورًا وَ فِي سَمْعِي نُورًا  
وَ عَنْ يَمِينِي نُورًا وَ عَنْ يَسَارِي نُورًا وَ فَوْقِي نُورًا وَ تَحْتِي نُورًا**

① صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء في الرکوع، حدیث: 794، وصحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الرکوع والسجود؟ حدیث: 484. ② صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الرکوع والسجود؟ حدیث: 487. ③ صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الرکوع والسجود؟ حدیث: 483. ④ صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الرکوع والسجود؟ حدیث: 485.

نماز نبوی: بکیر اولی سے سلام تک

**وَ أَمَامِيْ نُورًا وَ خَلِيفِيْ نُورًا وَ عَظِيمٌ لِيْ نُورًا**

”اے اللہ! میرے دل، میری بصارت اور ساعت کو (ایمان کے نور سے) منور فرما،  
میرے دائیں بائیں، اوپر نیچے، سامنے اور پیچھے (ہر طرف) نور پھیلا دے اور میری<sup>①</sup>  
(ہدایت کی) روشنی کو بڑھادے۔“

● رسول اللہ ﷺ جب سجدے میں فرماتے:

**اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخْطِكَ وَبِمُعَافَيْكَ مِنْ عَقُوبَتِكَ  
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِنُ شَنَاءَ عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَشْنَىْتَ عَلَى نَفْسِكَ**

”اے اللہ! میں تیری رضا مندی کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری عافیت کے  
ذریعے تیری سزا سے اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا  
ہوں۔ میں تیری تعریف کو شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی<sup>②</sup>  
تعریف خود فرمائی ہے۔“

● علی بن ابوطالب رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدے میں جاتے تو یہ  
دعای پڑھتے:

**اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ أَمْنَتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي  
لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَرَهُ وَشَقَ سَبْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ  
الْخَالِقِينَ**

”اے اللہ! تیرے لیے میں نے سجدہ کیا۔ میں تجھ پر ایمان لا یا۔ میں تیرا فرمان بردار  
ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی اچھی

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، حدیث (181)-763.

② صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الرکوع والسجود؟ حدیث: 486.

صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھ کو کھولا۔ بہترین تخلیق کرنے والا اللہ، بڑا ہی بارکت ہے۔<sup>①</sup>

● رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں سجدے کی آیت تلاوت کی تو سجدہ کیا۔

● سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے سورہ نجم تلاوت کی تو آپ نے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔<sup>③</sup>

### درمیانی جلسہ (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا)

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ سجدے سے اپنا سراٹھا تے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے (بچھاتے) پھر اس پر بیٹھتے اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی (پہلے سجدے سے سراٹھا کر نہیات آرام واطمینان سے بیٹھ جاتے اور دعا میں جو آگے آتی ہیں پڑھ کر پھر (دوسرا) سجدہ کرتے۔<sup>④</sup>

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ بیٹھتے وقت اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے۔<sup>⑤</sup>

اور دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرتے۔<sup>⑥</sup>

① صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل و قيامه، حديث: 771.

② صحيح البخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة في الصلاة فسجد بها، حديث:

1078. ③ صحيح البخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم يسجد، حديث:

1073، وصحیح مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، حديث: 577. ④ [صحیح]

جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في وصف الصلاة، حديث: 304، وسنده صحيح،

نووی نے المجموع: 407/3 میں اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحيح البخاري، الأذان،

باب سنة الجلوس في الشهد، حديث: 828. ⑥ [صحیح] سنن النسائي، التطبيق، باب

الاستقبال بأطراف أصابع القدم القبلة.....، حديث: 1159، وسنده صحيح، عن ابن عمر رضي الله عنه،

امام ابن خزیم نے حدیث: 689 میں اسے ابو حمید سے حسن لذات سنند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام «

اور کبھی کبھی آپ ﷺ اپنے قدموں اور اپنی ایڑیوں پر بیٹھتے۔<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ خود بڑے اطمینان سے جلسے میں بیٹھے۔ علاوه ازیں نہ بیٹھنے والے کی نماز کی نفی فرمائی۔ لیکن افسوس کہ عام لوگوں کو جلسے کا علم ہی نہیں کر کیا ہے۔ جلسہ نماز میں فرض ہے اور اس میں طمایت بھی فرض ہے۔<sup>②</sup> نبی اکرم ﷺ کا جلسہ سجدے کے برابر ہوتا تھا۔ کبھی کبھی زیادہ (دیر تک) بیٹھتے یہاں تک کہ بعض لوگ کہتے کہ آپ (دوسرے سجدہ کرنا) بھول گئے۔<sup>③</sup>

### جلسے کی مسنون دعائیں

① سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان (یہ) پڑھتے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاعْفُنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي

”اے اللہ! مجھے بخشن دے، مجھ پر رحم فرم، مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت سے رکھ اور مجھے روزی عطا کر۔“<sup>④</sup>

”ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے، نیز دیکھیے صحيح البخاری، حدیث: ① صحیح مسلم، المساجد، باب جواز الاقعاء علی العقبین، حدیث: 536. ② صحیح البخاری، الأذان، باب المکث بین السجدين، حدیث: 820، وصحیح مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفیفها فی تمام، حدیث: ③ صحیح البخاری، الأذان، باب المکث بین السجدين، حدیث: 471. ④ صحیح البخاری، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفیفها فی تمام، حدیث: 821، وصحیح مسلم، الصلاة، باب الدعاء بین السجدين، حدیث: 850، حدیث: 473,472. ⑤ سنن أبي داود، الصلاة، باب الدعاء بین السجدين، حدیث: 262. امام حاکم نے المستدرک: وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما يقول بین السجدين؟ حدیث: 284. امام حاکم نے المستدرک: 262/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح جبکہ امام نووی نے المجموع: 3/437 میں جيد کہا ہے۔ جامع ترمذی کی روایت میں ”عافیت“ کی جگہ ”واجبتی“ ہے۔ اس روایت کی سند حبیب بن ابی ثابت کی تدبیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن صحیح مسلم (2697) کے شاہد سے یہ روایت حسن بنتی ہے۔ واللہ عالم۔ امام مکحول۔“

② سیدنا حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے:

### رَبِّ اغْفِرْنِيْ، رَبِّ اغْفِرْنِيْ

”اے میرے رب! مجھے معاف فرماء، اے میرے رب! مجھے معاف فرماء۔“<sup>①</sup>

### دوسرے سجدہ

جب آپ پورے اطمینان سے جلنے سے فارغ ہوں تو پھر دوسرا سجدہ کریں اور پہلے سجدے کی طرح اس میں بھی بڑے خشوع و خضوع اور کامل اطمینان سے دعا یاد کریں پڑھیں اور پھر اٹھیں۔

### جلسہ استراحت

دوسرے سجدہ کر لینے کے بعد ایک رکعت پوری ہو چکی ہے، اب دوسری رکعت کے لیے آپ نے اٹھنا ہے لیکن اٹھنے سے پہلے جلسہ استراحت میں ذرا بیٹھ کر اٹھیں اس کی صورت یہ ہے: رسول اللہ ﷺ کہتے ہوئے (دوسرے سجدے سے) اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے ہوئے (بچھاتے اور) اس پر بیٹھتے ہتی کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاتی، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے۔<sup>②</sup>

”تاَبِيْ إِلَهِيْ وَدُوَنُوْ سَجَدُوْنَ كَهْ دُرْمَيَنَ“ اللہم اغفر لی وارحمنی واجبرنی وارزقنی ”پڑھتے تھے، (مصنف ابن أبي شيبة: 534/2، حدیث: 8838، ورسانہ: 3/634، حدیث: 8922 واللفظ له وسنده صحيح) [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده؟ حدیث: 874، وهو صحیح، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ما يقول بين السجدين؟ حدیث: 897، امام حاکم نے المستدرک: 1/271 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ سابقہ دعا سے یہ دعا پڑھنا بہتر ہے۔ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 730، وسنده صحيح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في وصف الصلاة، حدیث:“

رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی طاق (پہلی اور تیسرا) رکعت کے بعد کھڑے ہونے سے قبل سیدھے بیٹھتے تھے۔<sup>①</sup>

جلسہ استراحت سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھیں۔<sup>②</sup>

### دوسری رکعت

رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو سورہ فاتحہ کی قراءت شروع کر دیتے اور سکنہ نہیں کرتے تھے۔<sup>③</sup>

### پہلا تسلیم

اسے قعدہ اولیٰ بھی کہتے ہیں، دوسری رکعت کے بعد (دوسرے بجھے سے اٹھ کر) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں۔<sup>④</sup>  
دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹھنے اور بایاں ہاتھ دائیں گھٹھنے پر رکھیں۔<sup>⑤</sup>

سیدنا عبداللہ بن زیبر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

«کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِيهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِيهِ الْيُسْرَى»

”رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھ کر دعا (تشہد، درود وغیرہ) پڑھتے تو اپنا دایاں

304“ وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب إتمام الصلاة، حديث: 1061، امام نووی نے المجموع: 443/3 میں ترمذی اور ابن قیم نے اسے صحیح کہا ہے۔<sup>①</sup> صحیح البخاری، الأذان، باب من استوى قاعدا في وتر من صلاته ثم نهض، حدیث: 823. <sup>②</sup> صحیح البخاری، الأذان، باب کف يعتمد على الأرض إذا قام من الركعة؟ حدیث: 824. <sup>③</sup> صحیح مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة؟ حدیث: 599. <sup>④</sup> صحیح البخاری، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، حدیث: 828,827. <sup>⑤</sup> صحیح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة.....، حدیث: 579.

ہاتھ اپنی دائیں ران اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔<sup>①</sup>  
 معلوم ہوا کہ نمازی کو رخصت ہے، چاہے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے، چاہے رانوں پر۔  
 اب آپ قعدہ اولی میں تشهد پڑھیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بُلْس جب تم نماز میں (قعدے کے لیے) بیٹھو تو یہ پڑھو:

الْتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالظَّيْبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَلَّيْهَا الْلَّيْبُ  
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الظَّلِيجِينَ  
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

”(میری ساری) قولی، بدñی اور مالی عبادت صرف اللہ کے لیے خاص ہے۔ اے  
 نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، سلامتی اور برکتیں ہوں اور ہم پر اور اللہ کے  
 (دوسرے) نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا  
 کوئی سچا معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور  
 رسول ہیں۔“

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا:

”ان کلمات [السلام علینا ..... الظلیجین] کے پڑھنے سے ہر نیک بندے کو،  
 خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمان میں، نمازی کا سلام پہنچ جاتا ہے۔<sup>②</sup>“

① صحيح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في التشهيد، حدیث: (113)-579.

② صحيح البخاري، الأذان، باب التشهيد في الآخرة، حدیث: 402، 831، وصحيح مسلم،  
 الصلاة، باب التشهيد في الصلاة، حدیث: 402. مسلمان مذکورہ الفاظ تشهید نبی اکرم ﷺ کا حکم بمحکم  
 پڑھتے ہیں۔ صحابہ کرام ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک تمام صحیح العقیدہ مسلمان اسے پڑھتے ہیں اور کسی  
 کا یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ آپ حاضر و ناظر ہیں، لہذا مذکورہ الفاظ تشهید علیکَ أَلَّيْهَا الْلَّيْبُ سے شرکیہ  
 عقیدے (آپ کے عالم الغیب یا حاضر ناظر ہونے) کی قطعاً تائید نہیں ہوتی۔ الحمد للہ۔ (ع، بر)

رسول اللہ ﷺ در میانی تشهد میں، تشهد سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔<sup>①</sup>

لہذا در میانی تشهد میں صرف تشهد بھی کافی ہے۔<sup>②</sup>

اور اگر کوئی شخص تشهد کے بعد دعا کرنا چاہے تو بھی جائز ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم درکعت پر بیٹھو تو اتحیہ کے بعد جو دعا یادہ پسند ہو وہ کرو۔“<sup>③</sup>

اور دعا سے پہلے درود پڑھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے بتا: ایک آدمی نماز میں دعا کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے جلدی کی، نماز میں پہلے اللہ کی تعریف کرو، پھر نبی اکرم

(ﷺ) پر درود بھیجو، پھر دعا کرو۔“<sup>④</sup>

لہذا در میانی تشهد میں، تشهد کے بعد درود اور دعا بھی کی جاسکتی ہے۔

### مسئلہ رفع سبابہ

تشهد میں الگی اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی بڑی بابرکت اور عظمت والی سنت ہے، اس کا ثبوت رسول ﷺ سے ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز (کے قده) میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھتے اور اپنی واہنی الگی، جوانگو شہ کے نزدیک ہے، اٹھا لیتے، پس اس کے ساتھ دعاء مانگ لیتے۔<sup>⑤</sup>

[1] حسن، مسنون احمد: 4594، وسنده حسن، امام ابن خزیم نے حدیث: 708 میں اسے صحیح کہا ہے۔ [2] تاہم پہلے تشهد میں درود شریف پڑھنا بھی جائز بلکہ مستحب ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تفسیر أحسن البيان، سورۃ الأحزاب، آیت: 56 کا حاشیہ، وصفة صلاة النبي ﷺ للألبانی، ص: 45۔ (ع، ر) [3] صحیح] سنن النسائی، التطبيق، باب کیف التشهد الأول؟ حدیث: 1164، وسننه صحيح، امام ابن خزیم نے حدیث: 720 میں اسے صحیح کہا ہے۔ [4] [حسن] سنن أبي داود، الوتر، باب الدعاء، حدیث: 1481، وسنده حسن، اسے ابن خزیم، حدیث: 710، 709، ابن حبان (الموارد: 510) حاکم نے: 230 میں اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ [5] صحيح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة.....، حدیث: 580۔ ”پس اس کے ساتھ دعا“

سیدنا عبد اللہ بن زیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام جب (نماز میں) تشهد پڑھنے بیٹھتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے۔<sup>①</sup>

نبی اکرم علیہ السلام دائیں ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کر لیتے، انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ کرتے۔<sup>②</sup>

وائل بن حجر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام (دوسرے سجدے سے انٹھ کر قده میں) بیٹھے، دو انگلیاں بند کیں (انگوٹھے اور درمیان کی بڑی انگلی سے) حلقہ بنایا اور انگشت شہادت (کلے کی انگلی) سے اشارہ کیا۔<sup>③</sup>

وائل بن حجر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے انگلی اٹھائی اور آپ سے ہلاتے تھے۔ صرف لا إله إلا الله كہنے پر انگلی اٹھانا اور کہنے کے بعد رکھ دینا کسی روایت سے ثابت

“ما نگنتے” اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ فرماتے جس طرح کہ بعد میں آنے والی روایات میں اس کی وضاحت اور تصریح موجود ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

① صحیح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة.....، حدیث: 579. ② صحیح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة.....، حدیث: (116)-580. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة، حدیث: 726، وسننه صحيح، امام ابن حبان في الموارد، حدیث: 485 میں اور ابن خزیمہ نے حدیث: 714، 713 میں اسے صحیح کہا ہے۔ تشهد میں دائیں ہاتھ سے حلقہ بنانے کی یہ تیری مسنون کیفیت ہے۔ (ع، ر) ④ [صحیح] سنن النسائي، الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال في الصلاة، حدیث: 890، وسننه صحيح، امام ابن حبان في الموارد، حدیث: 485 میں اور ابن خزیمہ نے حدیث: 714 میں اسے صحیح کہا ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انگلی کو حرکت نہ دینے والی روایت شاذ یا مکر ہے، لہذا سے حدیث وائل کے مقابلے میں لانا جائز نہیں ہے۔ (مؤلف) جبکہ بعض دیگر علماء نے حرکت والی روایت کو شاذ قرار دیا ہے۔ دیکھیے البشارۃ فی شذوذ تحریک الأصبع فی التشهد و ثبوت الإشارة، ص: 72.

اس مسئلے میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہی راجح ہے۔

نہیں ہے۔

تہشید میں شہادت کی انگلی میں تھوڑا سا خم ہونا چاہیے۔<sup>①</sup>

قعدہ تہشید سے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں تو اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھیں اور رفع الیدین کریں۔ سیدنا ابن عمر رض کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دور رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔<sup>②</sup>

اب آپ تیسری اور چوتھی رکعت بدستور پڑھ کر بیٹھ جائیں۔

### آخری قعدہ (تشہد)

اس آخری قعدے میں رسول اللہ ﷺ یوں بیٹھتے تھے جیسا کہ ابو حمید ساعدی رض بیان کرتے ہیں کہ جب وہ سجدہ آتا جس کے بعد سلام ہے (جب آخری رکعت کا دوسرا سجدہ کر کے فارغ ہوتے اور تہشید کے لیے بیٹھتے) تو اپنا بایاں پاؤں (دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر) نکالتے اور اپنی بائیں جانب کے کوٹھے پر بیٹھتے۔<sup>③</sup>

بائیں جانب کوٹھے پر بیٹھنا [تورُك] کہلاتا ہے۔ یہ سنت ہے۔ ہر مسلمان کو آخری قعدے میں تورک ضرور کرنا چاہیے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری عورتیں تو آخری تہشید

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الإشارة في التشهد، حدیث: 991، وسنده حسن، امام ابن خزیم نے حدیث: 716 میں اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 499 میں اسے صحیح کہا ہے۔

② صحيح البخاري الأذان، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين، حدیث: 739.  
[صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 730، وسنده صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 491 میں اور امام نووی نے المجموع: 3/407 میں اسے صحیح کہا ہے۔ آخری قعدے میں دایاں پاؤں کھڑا کر کے نصب کرنا مستحب ہے۔ دیکھیے صحيح البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، حدیث: 828 اور کبھی کبھی اسے بچھانا بھی جائز ہے۔ دیکھیے صحيح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة، حدیث: 579 (ع، ر).

میں تو رک کریں اور مرد اس سنت رسول ﷺ سے محروم رہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو منع کیا جو تشهید کی حالت میں باسیں ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھا آپ نے فرمایا: ”تو اس طرح نہ بیٹھ کیونکہ (نماز میں) اس طرح بیٹھنا ان (یہودیوں) کا طریقہ ہے جنہیں عذاب دیا جاتا ہے۔“<sup>①</sup>

جب آپ اس قدرے میں بیٹھیں تو پہلے التحیات پڑھیں جس طرح دوسرا رکعت پڑھ کر آپ نے قدرے میں پڑھی تھی۔ اور رفع سبابہ (شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ) بھی کریں۔ التحیات ختم کر کے مندرجہ ذیل درود شریف پڑھیں:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِيٍّ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى أَلِيٍّ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ  
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِيٍّ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ  
وَعَلَى أَلِيٍّ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

”یا الہی! رحمت فرماد محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

یا الہی! برکت فرماد محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔<sup>②</sup>

● یہ درود بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِيٍّ مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِيٍّ مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِيٍّ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِيٍّ أَلِيٍّ مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِيٍّ إِبْرَاهِيمَ

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كراهة الاعتماد على اليد في الصلاة، حديث: 994، ومسند أحمد: 2/116، اس کی سند حسن ہے۔ ② صحیح البخاری، الأنبياء، باب: 10، حدیث 3370

**كَمَا بَارَكْتَ عَلَى أَلْ أَبْرَاهِيمَ إِلَّا كَ حَمِيدُ مَحْمِيدٌ**

”اے اللہ! محمد ﷺ، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر رحمت فرماجیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت فرمائی اور محمد ﷺ، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر برکت فرماجیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔“<sup>①</sup>

نوٹ: کسی بھی صحیح روایت میں درود شریف میں ”سیدنا“ یا ”مولانا“ کا لفظ موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو جو درود سکھایا تھا، جب اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں تو ہمیں بھی اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔ حافظ ابن حجر ؓ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں، ان کی پیروی راجح ہے۔ امام نووی ؓ فرماتے ہیں کہ درود کا (مسنون) طریقہ یہ ہے کہ اللہُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِّ مُحَمَّدٍ کے الفاظ کے ساتھ درود بھیجا جائے جو ”سیدنا“ کے لفظ سے خالی ہو۔

سیدنا ابو طلحہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کرامؓ میں تشریف لائے، آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ نے فرمایا: ”میرے پاس جریئل آیا اور اس نے کہا (تیرا پروردگار فرماتا ہے) کہاے محمد! کیا تجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار درود بھیجنتا ہے تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجنتا ہوں اور تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار سلام بھیجنتا ہے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجنتا ہوں۔“<sup>②</sup>

① صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: 10، حديث: 3369، صحيح مسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد الشهاد، حديث: 407. ② [حسن] سنن النسائي، السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي ﷺ، حديث: 1296، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 420/2 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

درود کے بعد کی دعائیں

● سیدہ عائشہ رض کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (آخری تعداد میں) یوں دعا فرماتے تھے:

**اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبِيرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ  
الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، أَللَّهُمَّ  
إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثِيمِ وَالْمَغْرَمِ**

”یا الہی! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسح دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں موت و حیات کے فتنے سے، یا الہی!  
میں گناہ سے اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”تشہد میں چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ضرور طلب کرو۔“

**اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبِيرِ وَمِنْ  
فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ**

”اے اللہ! میں، جہنم اور قبر کے عذاب سے، موت و حیات کے فتنے اور فتنے مسح دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“<sup>②</sup>

نبی اکرم ﷺ یہ دعا صاحبہ ﷺ کو اس طرح سکھاتے جیسا کہ انھیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔<sup>③</sup>

① صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث: 832، وصحیح مسلم، المساجد، باب ما يستعاذه منه في الصلاة، حدیث: 589 واللفظ له. ② صحیح مسلم، المساجد، باب ما يستعاذه منه في الصلاة، حدیث: 588. ③ صحیح مسلم، المساجد، باب ما يستعاذه منه في الصلاة، حدیث: 590.

لہذا سے ضرور پڑھنا چاہیے۔

- سیدنا ابو بکر صدیق رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز میں مانگنے کے لیے مجھے (کوئی) دعا سکھائیے (کہ اسے احتیات اور درود کے بعد پڑھا کرو) تو آپ نے فرمایا: ”تم پڑھا کرو:

اللَّهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمَتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ  
إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ  
أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

”یا الہی! بلاشبہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا، پس اپنی جناب سے مجھے بخش دے اور مجھ پر حرم کر، بے شک تو ہی بخشنے والا، مہربان ہے۔“<sup>①</sup>

- سیدنا علی بن ابو طالب رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشهد کے بعد سلام پھیرنے سے قبل یہ دعا پڑھتے تھے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخْرَجْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَمْتُ  
وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقْدِمُ وَأَنْتَ  
الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

”اے اللہ! تو میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر (تمام)، گناہ معاف فرما اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (وہ بھی معاف فرما) تو ہی (اپنی درگاہِ عزت میں) آگے کرنے والا اور (اپنی بارگاہِ جلال سے) پیچھے کرنے

<sup>①</sup> صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث: 834، و صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب الدعوات والمعوذ، حدیث: 2705.

والا ہے۔ تو ہی (سچا) معبد ہے۔<sup>①</sup>

### نماز کا اختتام

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے: **السلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ** اور باائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے: **السلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ**<sup>②</sup>۔

سیدنا واہل بن حجر عن ابو حیان روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ دائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے **السلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ** اور باائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے **السلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ** (صرف دائیں طرف والے سلام میں **وَبَرَكَاتُهُ** کا اضافہ کرتے)۔<sup>③</sup>

### چند مزید احکام

- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں سانپ اور پھومارڈ الو“<sup>④</sup>
- نماز میں بچے کو اٹھانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

سیدنا ابو قادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں نماز پڑھتے

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ و دعائه بالليل، حدیث: 771.

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في السلام، حدیث: 996، وهو صحیح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في التسلیم في الصلاة، حدیث: 295. امام ترمذی اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحیح ابن حبان میں دونوں جانب کے لیے ”وَبَرَكَاتُهُ“ کا اضافہ ہے۔ ③ [حسن]

سنن أبي داود، الصلاة، باب في السلام، حدیث: 997، وسنده حسن، امام نووی نے المجموع: سنن أبي داود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، حدیث: 316 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، حدیث: 921، وهو صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 528 میں اسے صحیح کہا ہے۔

نمازِ نبویؐ بکیر اولی سے سلام تک

ہوئے دیکھا کہ ابوالعاص مولیٰؐ کی بیٹی امامہ (آپ مولیٰؐ کی نواسی) آپ کے کندھے پر تھی۔ آپ رکوع فرماتے تو امامہ کو اتار دیتے اور جب سجدے سے فارغ ہوتے تو پھر اسے اٹھایتے۔<sup>①</sup>

● نبی اکرم مولیٰؐ نے فرمایا: ”نماز میں ادھر ادھر دیکھنا، بندے کی نماز میں شیطان کا حصہ ہے جسے وہ اچک لیتا ہے۔“<sup>②</sup>

● نبی اکرم مولیٰؐ نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔<sup>③</sup>

● نبی اکرم مولیٰؐ نے فرمایا: ”جب کسی کو نماز میں جمائی آئے تو اسے حتی المقدور روک کیونکہ اس وقت شیطان منہ میں داخل ہوتا ہے۔“<sup>④</sup>

● ایک روایت میں ہے: ”(جمائی کے وقت) ہا، ہا کہو کیونکہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔“<sup>⑤</sup>

● نبی اکرم مولیٰؐ نے فرمایا: ”لگوں کو حالت نماز میں نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے بازا آ جانا چاہیے ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔“<sup>⑥</sup>

● سیدنا سائب بن عوفؓ نے سیدنا معاویہؓ کے ساتھ مقصورة میں جمعہ پڑھا۔ جب امام نے

① صحيح البخاري، الصلاة، باب إذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلاة، حديث: 5996. وصحيح مسلم، المساجد، باب جواز حمل الصبيان في الصلاة، حديث: 516.

② صحيح البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلاة، حديث: 751. ③ صحيح البخاري، العمل في الصلاة، باب الخصر في الصلاة، حديث: 1220، وصحيح مسلم، المساجد، باب كراهة الاختصار في الصلاة، حديث: 545. ④ صحيح مسلم، الزهد، باب تشمييم العاطس وكراهة التثاؤب، حديث: 2995. ⑤ صحيح البخاري، بده الخلق، باب صفة إيليس وجنوذه، حديث: 3289. ⑥ صحيح مسلم، الصلاة، باب النهي عن رفع البصر إلى السماء في الصلاة، حديث: 429,428.

سلام پھیرا تو سیدنا سائبؑ نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ سیدنا معاویہؑ کہنے لگے: آئندہ ایسا نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملاو حتیٰ کہ ان کے درمیان کلام کرو یا جگہ تبدیل کرو۔“<sup>①</sup>

● بنی اکرمؓ نے فرمایا: ”نماز میں انسان اپنے رب سے مناجات (سرگوشی) کرتا ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ اپنے سامنے اور دائیٰ جانب نہ تھوک کے بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوک کے۔“ (اور دوسرے مقام پر ہے کہ) یا ”چادر کے پلو میں تھوک کر مل دے۔“<sup>②</sup>

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو نماز میں اونٹھ آئے تو اسے چاہیے کہ سو جائے یہاں تک کہ نیند چلی جائے۔ جو کوئی اونٹھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو اسے (کچھ) معلوم نہیں ہو گا شاید وہ استغفار کرتے ہوئے اپنے آپ کو گالی دے۔“<sup>③</sup>

● سیدنا زید بن ارقمؑ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں با تین کیا کرتے تھے، پھر ﴿وَقُومُوا بِلِلَّهِ قَتِيْلِيْنَ﴾<sup>④</sup> آیت نازل ہوئی تو ہمیں چپ چاپ رہنے کا حکم ہوا اور بات کرنا منع ہو گیا۔<sup>⑤</sup>

● اگر کوئی شخص سلام کہے تو نمازی زبان سے کچھ کہے بغیر دوائیں ہاتھ کے اشارے سے

<sup>①</sup> صحيح مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، حدیث: 883. <sup>②</sup> صحيح البخاري، موقت الصلاة، باب المصلي ينادي ربه عزوجل، حدیث: 531 و باب حل الزاق باليد من المسجد، حدیث: 405. <sup>③</sup> صحيح البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم، حدیث: 212، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نعم في صلاته، حدیث: 786. <sup>④</sup> البقرة: 238. <sup>⑤</sup> صحيح البخاري، العمل في الصلاة، باب ما ينهى من الكلام في الصلاة، حدیث: 1200، صحيح مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة، حدیث: 539.

نماز نبوی: عکس اولی سے سلام تک

سلام کا جواب دے گا۔<sup>①</sup>

WWW.KITABOSUNNAT.COM

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب رد السلام في الصلاة، حدیث : 927، وهو صحیح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في الإشارة في الصلاة، حدیث : 368. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے، نیز سنن ابو داود میں : 925 [وهو صحیح] اور جامع ترمذی: 367 میں انگلی کے ساتھ اشارے کا بیان ہے اور اسے بھی امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔

## سجدہ سہو کا بیان

تین یا چار رکعات کے شک پر سجدہ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَذْرِكُمْ صَلَلِي، ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَطْرَحْ الشَّكَ وَلْيُبْنِ عَلَى مَا اسْتَيقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ، فَإِنْ كَانَ صَلَلِي خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ، وَإِنْ كَانَ صَلَلِي إِثْمَامًا لِأَرْبَعَ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ»

”اگر تم میں سے کسی کو رکعات کی تعداد کی بابت شک پڑ جائے اور اسے معلوم نہ ہو کے کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو شک کو چھوڑ دے اور یقینی بات پر بنیاد رکھے، پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ رکعات نماز پڑھی ہوگی تو یہ سجدے اس کی نماز (کی رکعات) کو جفت کر دیں گے اور اگر اس نے پوری چار رکعات نماز پڑھی ہوگی تو یہ سجدے شیطان کے لیے ذلت کا سبب ہوں گے۔“<sup>①</sup>

جس شخص کو نماز میں یہ شک پڑ جائے کہ آیا اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو وہ اسے ایک رکعت یقین کرے۔ اور جسے یہ شک ہو کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا تین تو وہ اسے دو رکعت یقین کرے۔ اور جسے یہ شک ہو کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار تو وہ اسے تین

① صحيح مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، حديث: 571.

رکعات یقین کرے۔ اور پھر (آخری قعدے میں) سلام پھیرنے سے پہلے (سہو کے) دو سجدے کرے۔<sup>①</sup>

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدے میں تشهد (درود) اور دعا پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں۔ پھر انھ کر جائیں میں بیٹھ کر دوسرا سجدہ کریں اور پھر انھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوں۔ حدیث مذکور میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کا حکم ہے۔ اس لیے سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے سے پہلے بھی ہو سکتے ہیں۔

### رکعہ اولیٰ کے ترک پر سجدہ

سیدنا عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؐ کرام علیہم السلام کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ آپ پہلی دور کعیس پڑھ کر کھڑے ہو گئے (رکعہ میں سہو اور بیٹھے) تو لوگ بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب نماز پڑھ لی (اور آخری قعدے میں سلام پھیرنے کا وقت آیا) اور لوگ سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ کے فعل مبارک سے ثابت ہوا کہ اس صورت میں سجدہ سہو سلام پھیرنے سے قبل کرنا چاہیے۔

① [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب فیمن یشک فی الزيادة والنقصان، حدیث: 398، وهو حدیث حسن، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ما جاء فیمن شک فی صلاتہ فرجع إلی اليقین، حدیث: 1209. امام ترمذی نے، امام حاکم نے المستدرک: 1/235 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاری، الأذان، باب من لم ير الشهد الأول واجباً، حدیث: 829، وصحیح مسلم، المساجد، باب السهو فی الصلاة والسجود له، حدیث: 570.

## نماز سے فارغ ہو کر باتیں کر لینے کے بعد سجدہ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا اور گھر تشریف لے گئے۔ ایک صحابی سیدنا خرباق رضی اللہ عنہ نے عصے کی حالت میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ لوگوں کے پاس پہنچ گئے اور خرباق رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق چاہی، لوگوں نے کہا کہ خرباق رضی اللہ عنہ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت پڑھی، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔<sup>①</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص چار رکعت کی جگہ تین پڑھ کر سلام پھیر دے، پھر جب اسے معلوم ہو جائے کہ میں نے تین رکعات پڑھی ہیں، اپنی بھول کا علم ہونے سے پہلے، خواہ وہ گھر بھی چلا جائے اور باتیں بھی کر لے تو پھر بھی وہ صرف ایک رکعت، جو رہ گئی تھی، پڑھ کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے، اسے ساری نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اور ایک یہ امر بھی معلوم ہوا کہ نماز میں اگر سہو ارکعت رہ جائے تو وہ رکعت پڑھ کر سلام پھیرے، اس کے سجدہ سہو کرے اور پھر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو۔

## چار کی جگہ پانچ رکعات پڑھنے پر سجدہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز (سہو) پانچ رکعات پڑھائی۔ آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز میں زیادتی ہو گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیوں؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھائی ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے اور فرمایا: ”میں بھی تمہاری مانند آدمی ہوں، میں

<sup>①</sup> صحيح مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، حدیث: 574.

بھی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو، لہذا جب بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔<sup>①</sup>

سب سجدہ سہو سلام سے قبل یا بعد کرنے کا ذکر تواحد احادیث میں آپ ملاحظہ فرمائے ہیں۔ لیکن صرف ایک ہی طرف سلام پھیر کر سجدہ کرنا اور پھر التحیات پڑھ کر سلام پھیرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔ اگر مقتدی سے نماز میں کوئی بھول چوک ہو جائے اور شروع ہی سے وہ امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہے تو اس کے لیے سجدہ سہو نہیں، بلکہ اس پر امام کی اقتدا واجب ہے۔ لیکن مسبوق، یعنی جو بعد میں جماعت میں شامل ہوا ہو، وہ اپنی نماز کا فوت شدہ حصہ پورا کرنے کے بعد سجدہ سہو کرے۔

اسی طرح اگر کسی نے چار رکعتوں والی نماز کی آخری دور رکعتوں میں یا صرف ایک ہی

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، حديث: 404، صحيح مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة، حديث: 572۔ اگر اس باب میں سیدنا ذوالیلہ علیہ السلام کی حدیث (صحيح البخاري، السهو، باب يكبر في سجدة السهو، حدیث: 1229) بھی شامل کر لی جائے (جس میں دور رکعت پر سہو سلام پھیرنے اور صحابہ کے یاد دلانے پر باقی ماندہ نماز ادا کر کے سلام پھیرنے اور سلام کے بعد سجدہ سہو کا ذکر ہے) تو ان تمام روایات کا خلاصہ یہ لکھتا ہے:

- جب امام سجدہ سہو کیے بغیر سلام پھیر دے اور مقتدی اسے باقی ماندہ نماز یاد دلائیں تو وہ انھیں باقی ماندہ نماز پڑھائے گا اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے گا، اس کے بعد پھر سلام پھیرے گا۔
- اگر مقتدی اسے یہ یاد دلائیں کہ ہم نے ایک رکعت زائد پڑھ لی ہے تو ظاہر ہے کہ سلام تو پھر چکا ہے اب اس نے صرف سجدہ سہو ہی کرنا ہے۔

- اگر رکعات کی تعداد میں مشک پیدا ہو جائے (یا قعده اولی چھوٹ جائے) تو پھر سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے گا، البتہ اگر یہ مشک پیدا ہو کہ میں نے ایک رکعت پڑھی ہے یادو۔ دو پڑھی ہیں یا تین؟ تین پڑھی ہیں یا چار؟ تو وہ کم تعداد کو تینی شمار کر کے نماز مکمل کرے گا اور سجدہ سہو سلام سے پہلے ہی کرے گا۔

- اگر نمازی کو کسی وجہ سے یہ احکام یاد نہ رہیں یا وہ ایسی بھول (سہو) کا شکار ہو گیا ہے جو ان احادیث میں مذکور نہیں ہے تو پھر اسے جان لینا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ نے سلام سے پہلے بھی ہو کے دو سجدے کیے ہیں اور سلام پھیرنے کے بعد بھی وہ جس صورت پر بھی عمل کرے گا جائز ہوگا، ان شاء اللہ العزیز۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

رکعت میں بھولے چوکے یا عمدًا ایک یا چند آیات یا کوئی سورت پڑھ لی تو اس کے لیے سجدہ سہو مشرد نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ ظہر کی آخری دور رکعات میں بھی سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت پڑھ لیا کرتے تھے۔ مزید برآں آپ نے اس امیر کی تعریف فرمائی جو اپنی نماز کی تمام رکعات میں سورۃ فاتحہ کے بعد **﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾** پڑھا کرتے تھے۔

اگر کسی نے بھول کر رکوع یا سجدے میں قرآن کی قراءات کر دی تو اس کے لیے سجدہ سہو کرنا ضروری ہے کیونکہ رکوع اور سجدے میں قراءات قرآن جائز نہیں ہے۔<sup>①</sup>  
اور اگر رکوع میں دونوں تسبیحات پڑھیں اور سجدے میں بھی تو پھر سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم۔

① صحیح مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الرکوع والسجود، حدیث: 479.



## نماز کے بعد مسنون اذکار

● سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روايت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تمام ہونا تکبیر (اللہ اکبر کی آواز) سے پہچان لیتا تھا۔<sup>①</sup>

یعنی نبی اکرم ﷺ فرض نماز کا سلام پھر کراوچی آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدیوں کو نماز سے فارغ ہوتے ہی ایک بار بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔

● سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہما روايت کرتے ہیں کہ نبی گریم ﷺ جب اپنی نماز ختم کرتے تو تمیں بار استغفار کرتے:

یعنی استغفار اللہ، استغفار اللہ، استغفار اللہ کہتے، پھر (یہ) پڑھتے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذًا الْجَلَالِ وَالْكَرَامَ

”یا الہی! تو صاحب سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ذوالجلال  
والاکرام! تو بڑا ہی بارکت ہے۔“<sup>②</sup>

تتبیه دعائے رسول اکرم ﷺ میں اضافہ

جس طرح دعائے اذان میں لوگوں نے اضافہ کر رکھا ہے، اسی طرح اس دعا میں بھی

① صحيح البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، حديث: 842، صحيح مسلم، المساجد، باب الذكر بعد الصلاة، حديث: 583. ② صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، وبيان صفتته، حديث: 591.

لوگوں نے زیادتی کی ہوئی ہے۔ وہ زیادتی ملاحظہ ہو: **اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ** رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں۔ آگے [وَإِلَيْكَ يَرْجُعُ السَّلَامُ حَيْنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَذْخُلْنَا دَارَ السَّلَامِ] کا اضافہ کر رکھا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ شروع اور آخر میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اور درمیان میں خود اپنی طرف سے دعا سیئے جملے بڑھا کر حدیث رسول ﷺ میں زیادتی کی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ! کیا آپ یہ جملے بھول گئے تھے یاد عانا نقش چھوڑ گئے تھے جس کی تکمیل امتیوں نے کی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ان بڑھائے ہوئے جملوں میں کیا خرابی ہے ان کا ترجمہ بہت اچھا ہے، آخر دعا ہی ہے اور اللہ ہی کے آگے ہے۔ گزارش ہے کہ انسان اپنی مادری یا عربی زبان وغیرہ میں جو دعا چاہے اپنے مالک سے کرے، جوں سے جملے چاہے دعا میں استعمال کرے، کوئی حرج نہیں۔ مگر حدیث رسول ﷺ میں اپنی طرف سے الفاظ یا جملے زیادہ کرنے ناجائز ہیں۔ ایسا کرنے سے دین کی اصل صورت قائم نہیں رہتی۔

● سیدنا معاذ بن جبل رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ”اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔“ میں نے کہا: میں بھی آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: ”جب تو مجھے دوست رکھتا ہے (تو میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ) ہر (فرض) نماز کے بعد یہ (ذکر) پڑھنا نہ چھوڑنا۔“

### رَبِّ أَعِنْيَ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

”اے میرے رب! ذکر، شکر اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر۔“<sup>①</sup>

① [صحیح] سنن النسائي، السهو، باب نوع آخر من الدعاء، حدیث: 1304، وسنن أبي داود، الوتر، باب في الاستغفار، حدیث: 1522، وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 273/3 و 274,273 میں، امام ذہبی نے، امام ابن خزیم نے حدیث: 751 میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 2345 میں اور امام نووی نے المجموع: 3/486 میں اسے صحیح کہا ہے۔

● سیدنا مغیرہ بن شعبہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد کہتے تھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى  
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَللَّهُمَّ لَا مَا نَعْلَمُ لِيَمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِيَمَا مَنَعْتَ  
وَلَا يَئْنَعُ ذَا الْجَدْلِ مِنْكَ الْجَدْلُ

”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں  
ہے، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز  
پر قادر ہے۔ یا اللہ! تیری عطا کوئی روکنے والا نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کوئی  
عطای کرنے والا نہیں اور دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں  
بچاسکتی“<sup>①</sup>۔

● سیدنا عبد اللہ بن زبیر رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیرنے  
کے بعد پڑھتے تھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى  
كُلِّ هُنْوَنٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَعْبُدُ  
إِلَّا إِيمَانًا، لَهُ التَّعْمَلَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الْكَنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّيَنُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے  
لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔  
گناہوں سے رکنا اور عبادات پر قدرت پانا صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے  
سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اور ہم (صرف) اسی کی عبادات کرتے ہیں۔ ہر نعمت کا

<sup>①</sup> صحیح البخاری، الأذان، باب الذکر بعد الصلاة، حدیث: 844، وصحیح مسلم،

المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاة، حدیث: 593.

مالک وہی ہے اور سارا فضل اسی کی ملکیت ہے (فضل اور نعمتیں صرف اسی کی طرف سے ہیں)، اسی کے لیے اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبد (حقیقی) نہیں، ہم (صرف) اسی کی عبادت کرتے ہیں اگرچہ کافر بر امنا میں۔<sup>①</sup>

● رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ پکڑتے تھے (انھیں پڑھتے تھے):

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُنُونِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُدْكَلَ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ

”اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور کنجوی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے رذیل عمر (زیادہ بڑھاپے) کی طرف پھیر دیا جائے اور اسی طرح میں دنیاوی فتنوں اور عذاب قبر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔<sup>②</sup>“

● سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں جو ہر (فرض) نماز کے بعد یہ پڑھے: سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ بَارَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳ بَارَ، أَكْبَرُ ۳۳ بَارَ۔ یہ 99 کلمات ہو گئے اور سو (100) پورا کرنے کے لیے ایک بار کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

”اللہ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ ساری تعریف اللہ کی ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔

① صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة وبيان صفتة، حدیث: 594.

② صحیح البخاری، الدعوات، باب الاستعاذه من أرذل العمر ومن فتنة الدنيا ومن فتنة

النار، حدیث: 6374.

اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ساری بادشاہت اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔<sup>①</sup>

سیدنا کعب بن عجرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فرض نماز کے بعد سُبْحَانَ اللَّهِو 33 بار، أَلْحَمْدُ لِلَّهِو 33 بار اور أَكْبَرُ 34 بار کہے گا، وہ نامراہیں ہوگا۔“<sup>②</sup>

● سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم کیا کہ میں ہر (فرض) نماز کے بعد معوذات پڑھا کرو۔<sup>③</sup>

معوذات (اللہ کی پناہ میں دینے والی سورتیں) سورہ اخلاص، فلق اور الناس، یعنی قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کو کہتے ہیں<sup>④</sup> جو حسب ذیل ہیں:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾

”اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“

”(اے نبی! ) آپ کہہ دیجیے: وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس نے (کسی کو) نہیں جتنا اور نہ وہ (خود) جتنا گیا۔ اور کوئی ایک بھی اس کا ہمسر نہیں۔“<sup>⑤</sup>

① صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.....، حديث: 597. ② صحيح مسلم، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.....، حديث: 596. ③ [حسن] سنن أبي داود، الورت، باب في الاستغفار، حديث: 1523، وسنده حسن، امام حامٰم نے المستدرک: 1/253 میں، ذہبی نے، ابن خزیم نے حدیث 755 میں اور ابن حبان نے الموارد، حديث: 2347 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ فتح الباری: 9/78، تحت الحديث: 5017. ⑤ الاخلاص 4-1:112.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَقِيرِ مَنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمَنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا  
وَقَبَ وَمَنْ شَرِّ التَّقْشِتِ فِي الْعُقَدِ وَمَنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾

”اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“  
”کہو میں پناہ (حافظت) مانگتا ہوں صبح کے رب کی۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس  
نے پیدا کی ہے۔ اور اندر ہیری رات کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے۔ اور گر ہوں  
میں پھونکنے والیوں کے شر سے (جادو، ٹونا کرنے، کرانے والوں کے شر سے۔) اور  
حاسد کے شر سے جبکہ وہ حسد کرے۔“<sup>①</sup>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ إِلَهِ النَّاسِ مَنْ شَرِّ  
الْوَسْوَاسِ هُوَ الْخَنَّاسُ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مَنْ  
الْجِئْنَةُ وَالنَّاسُ﴾

”اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“  
”کہو میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی۔ لوگوں کے مالک کی۔ لوگوں کے  
(اصل) معبود کی۔ اس وسوساً ذائقے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے جو  
لوگوں کے سینوں (دلوں) میں وسو سے (اور برے خیالات) ذالتا ہے۔ خواہ وہ  
جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔“<sup>②</sup>

● سیدنا ابو مامہ بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنائے:  
”جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو اسے بہشت میں داخل ہونے سے سوائے

① الفلق 1:113-5. ② الناس 1:114-6.

موت کے کوئی چیز نہیں روکتی۔<sup>①</sup>

مطلوب یہ ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھنے والا موت کے بعد سیدھا جنت میں جائے گا۔

آیۃ الکرسی

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، الْعَلِيُّ الْقَيُّومُ هُوَ لَا تَأْخُذْنَا سَنَةً وَلَا تُؤْمِنْنَا مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ طَمَّنْنَا ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَكَ إِلَّا بِمَا يَدْعُونَهُ طَيْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ، وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ، وَمِنْ عِلْمِنَا إِلَّا بِمَا شَاءَ، وَسَعْيُكُوْسِيْهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَا يَعْلُمُهُمْ حَفْظُهُمْ هُمْ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾

اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ وہ اوپھتا ہے نہ سوتا ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کون اس کے پاس (کسی کی) سفارش کر سکتا ہے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ ان سے پہلے گزر اور جو کچھ ان کے بعد ہوگا اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے (علوم نہیں کر سکتے) مگر جتنا وہ چاہتا ہے (اتنا علم جسے چاہے دے دیتا ہے۔) اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر کھا ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ وہ بلند و بالا، بڑی عظمتوں والا ہے۔<sup>②</sup>

① [حسن] السنن الکبریٰ للنسائی، عمل الیوم واللیلة، ثواب من فرأیۃ الکرسی دبر کل صلاۃ: 30/6 حدیث: 9928، وسندہ حسن، امام ابن حبان نے اور منذری نے الترغیب: 453 میں اسے صحیح کہا ہے۔

② البقرة: 255. اللہ جو ساری کائنات کی حفاظت کر سکتا ہے، کیا وہ ایک انسان یا اس کی کار اور گھروغیرہ کی حفاظت نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے، پھر بنہ اپنی حفاظت کے لیے جائز اسباب کے بجائے شرکیہ طریقے کیوں اختیار کرتا ہے؟ اس مقصد کے لیے مخفف کثرے اور انغوٹھیاں کیوں پہنتا ہے؟ وہاگے کیوں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو سوتے وقت آیتِ الکری پڑھ لیتا ہے تو اللہ کی طرف سے اس کے لیے حافظ مقرر کر دیا جاتا ہے اور طلوع فجر تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔“<sup>①</sup>

● نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا بھی ثابت ہے

اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي جَعَلْتَهُ لِي عِصْمَةً وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي جَعَلْتَهُ فِيهَا مَعَاشِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخْطِكَ وَأَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ تِقْبِيَّكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيٌ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

”اے اللہ! میرے لیے میرا وہ دین سنوار دے جئے تو نے میری حفاظت کا سبب بنایا ہے اور میری دنیا (بھی) سنوار دے جس میں تو نے میری روزی پیدا کی ہے۔ اے اللہ! میں تیری خوشنودی کے ساتھ تیرے غصے سے اور تیری معافی کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ کا طالب ہوں اور تیرے (کرم کے) ساتھ تیری سزا سے پناہ مانگتا ہوں جو چیز تو عطا کرے، اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو چیز تو روکے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔“<sup>②</sup>

● رسول اکرم ﷺ یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے:

”باندھتا ہے؟ اپنی گاڑی پر جوتے یا چیختھے کیوں لٹکاتا ہے؟ او اللہ کے بندو! آیتِ الکری پڑھو، حفاظت میں رہو، یقیناً اللہ کی حفاظت ہی بہترین حفاظت ہے جس کا کوئی تو زنہیں۔ (ع، ر)

① صحیح البخاری، الوکالة، باب إذا وكل رجلا فترك الوکيل شيئاً، حدیث: 2311.  
[حسن] سنن النسائي، السهو، باب نوع آخر من الدعاء عند الانصراف من الصلاة، حدیث: 1347، وسنده حسن، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 541 میں اور ابن خزیم نے

رَبِّ أَعْيُّنْ وَلَا تُعْنِنْ عَلَيَّ وَأَنْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْنِي وَلَا  
تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ لِي الْهُدَى وَأَنْصُرْنِي عَلَى مَنْ يَغْنِي  
عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ مُطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ أَوَّاهَا  
مُنِيبًا، رَبِّ تَقْبَلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَاجْبُ دَعَوْتِي  
وَثَدِّتْ حُجَّتِي وَسَلَّدْ لِسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ  
**صَدْرِي**

”اے میرے رب! تو میری مدد کرو اور میرے خلاف مدد نہ کر۔ مجھے غالب کرو اور  
(کسی کو) مجھ پر غالب نہ کر۔ مجھے تدبیر بتا اور (میرے دشمنوں کو) میرے خلاف  
تدبیر نہ بتا۔ مجھے ہدایت دے اور ہدایت میرے لیے آسان کرو اور میرے اوپر ظلم  
کرنے والوں کے خلاف میری مدد کرو۔ اے میرے رب! مجھے اپنا شکر کرنے والا،  
اپنا ذکر کرنے والا، اپنے سے ڈرنے والا، اپنا حکم ماننے والا، اپنے سامنے گڑگڑانے  
والا اور اپنی طرف عاجزی سے رجوع کرنے والا بنا دے۔ اے میرے رب!  
میری توبہ قبول فرم اور میرے گناہ دھوؤال، میری دعا قبول کر، میری دلیل ثابت  
رکھ، میری زبان سیدھی کر، میرے دل کو ہدایت سے نواز اور میرے سینے سے  
کینہ نکال دے۔“<sup>①</sup>

### فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے ثبوت میں کوئی مقبول حدیث نہیں ہے۔ نہایت تعجب کی

” حدیث: 745 میں اسے صحیح کہا ہے۔<sup>①</sup> [صحیح] جامع الترمذی، الدعوات، باب: رب  
أعني ولا تعن علي، حدیث: 3551، وسنده صحيح، وسنن ابن ماجہ، الدعاء، باب دعاء  
رسول الله ﷺ، حدیث: 3830، وسنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل إذا سلم؟ ”

بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے، پانچوں وقت نمازوں پڑھائیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد نے آپ کی اقتدا میں نمازوں پڑھیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہ کرے۔ تو یہ اس کے بطلان کی واضح دلیل ہے۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اگر کوئی انفرادی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن حجر رضی اللہ عنہم اور بہت سے محققین علماء نے فرض نماز کے بعد مردوجہ اجتماعی دعا کا انکار کیا ہے اور اسے بدعت کہا ہے۔

اجتماعی دعا کی دلیل میں بیان کی جانے والی تمام روایات ضعیف ہیں، تفصیل حسب

ذیل ہے:

● سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کو نار انہیں لوٹاتا۔<sup>①</sup>

① اس کی سند میں اسحاق بن خالد ہے جو منکر احادیث روایت کرتا ہے۔

② امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (اس کے ایک اور روایتی) عبد العزیز بن عبد الرحمن کی نصیف سے بیان کردہ روایات جھوٹی اور من گھرست ہوتی ہیں۔

③ نصیف کا سیدنا انس بن مالکؓ سے سامع معلوم نہیں۔

» حدیث: 1510. امام حاکم نے المستدرک: 1/520 میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 2414 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ترمذی اور شیعہ ابن ماجہ کی روایات میں «لَكَ شَكَارًا، لَكَ ذَكَارًا، لَكَ رَهَابًا» کے الفاظ ہیں، نیز شیعہ ابن ماجہ میں «لَكَ مُطْيِعًا» اور شیعہ ابو داؤد میں «إِلَيْكَ مُخْتَارًا أَوْ مُنْبَيِّرًا» کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، تاہم یہ مکمل دعایہ (مشکاة، جامع الدعاء، الفصل الثاني) میں موجود ہے۔ (ع، ر)

① [ضعیف جداً] عمل الیوم واللیلة لابن السنی، حدیث: 138.

④ علاوہ ازیں اس روایت میں اجتماعی دعا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

● (کہا جاتا ہے کہ) سیدنا یزید بن اسود عامری رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کا سلام پھیرا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔

اس روایت کے متعلق مولانا عبد اللہ رحمانی مرحوم لکھتے ہیں: کتب حدیث میں سیدنا یزید بن اسود عامری رض سے مردی حدیث میں مذکورہ الفاظ کہ ”دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔“ سرے سے موجود ہی نہیں۔ بلکہ اصل حدیث، جس کی سند حسن ہے، کو دیکھنے سے دعا نہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے، یزید بن اسود کہتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کرنے حاضر ہوا، میں نے آپ کے ساتھ مسجد خیف میں صبح کی نماز پڑھی، جب آپ نے نماز کمل فرمائی تو پھرے، اچانک آپ نے لوگوں کے پیچے دو آدمی دیکھے جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا:

”انھیں میرے پاس لے آؤ۔“<sup>①</sup>

علاوہ ازیں ان غیر ثابت الفاظ میں بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہیں ہے۔

● عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر رض دعا کرتے تھے اور (آخر میں) اپنی دونوں <sup>②</sup> تھیلیاں اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔

① [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في الرجل يصلی وحده ثم يدرك الجماعة، حدیث: 219، وسنده حسن.

② الأدب المفرد للبخاري، باب رفع الأيدي في الدعاء: 1/315 اس کی سند حسن لذاته بلکہ صحیح بخاری کی شرط پر ہے۔

نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کے بارے میں بیش کی جانے والی تقریباً تمام روایات نہ صرف سخت ضعیف ہیں بلکہ ان میں اجتماعی دعا کا ذریں نہیں ہے اور بعض احادیث کا موقع محل تو کچھ اور ہے مگر انھیں زبردستی زیر بحث اجتماعی دعا کے ساتھ ختمی کر دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے حیثیم صادق سیالکوٹی رض کی کتاب ۔

تاہم اس میں بھی جماعت کے بعد اجتماعی دعا کا ذکر نہیں۔<sup>①</sup>

”صلات الرسول ﷺ“ کا وہ سخن ملاحظہ فرمائیں جو شیخ عبدالرؤف بن عبدالخان کی تخریج و تعلیق سے آ راستہ ہے۔ (ع، ر)

① کیا فرض نمازوں کے بعد ہاتھ انداخت کرا جتائی دعا کرنا بدعت ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل امور قابل غور ہیں:

- ہاتھ انداخت کرا جتائی دعا کرنا ایک مستقل عبادت ہے جو غیر موقت ہے، یعنی کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے، البتہ جن موقوع پر اس کا اہتمام کرنا سنت سے ثابت ہے انھیں ترجیح دی جائے گی۔

- جو عبادت ہر وقت جائز ہو اگر آپ اپنی سہولت کے لیے اسے کسی خاص وقت میں روزانہ کرنا چاہتے ہیں تو اصولی طور پر یہ بھی جائز ہے، ارشادِ نبوی ہے: ”اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ محبوب ہے جس پر ہمکی کی جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔“ صحیح مسلم، صلات المسافرین، باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیره، حدیث: 782 لیکن کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تمام جائز اوقات چھوڑ کر صرف ایک وقت کو عملاً فرض کا درجہ دے کر دوسرا مسلمانوں کو اس کا پابند بنائے کیونکہ جب شریعت نے اس وقت کو مسلمانوں پر مقرر نہیں کیا تو یہ کیوں کرے؟ مثلاً: اگر مختلف افراد روزانہ مختلف اوقات میں قرآن پاک کی مختلف سورتیں پڑھتے ہیں تو یہ جائز عمل ہو گا۔ لیکن اگر کوئی مولوی صاحب یہ دعوت دینی شروع کر دے کہ تمام اہل اسلام روزانہ نماز فجر کے بعد میں مرتبہ سورہ قمر پڑھا کریں، اس کا اتنا ثواب ہے، پھر اس کے حلقہ اثر میں آنے والے تمام مسلمان واقعہ اختتی کے ساتھ اس کی پابندی شروع کر دیں تو ان کا یہ عمل بحاج دلیل بن جائے گا، اگر شرعی دلیل میں اس کی صراحة آجائے تو سنت ہو گا ورنہ بدعت۔

- جو عبادت ہر وقت جائز ہو اگر آپ اسے کسی خاص موقع پر کرنا چاہتے ہیں تو احتیاطاً یہ معلوم کر لیں کہ کہیں اس موقع کے لیے شریعت نے کوئی فرض تو مقرر نہیں کیا کیونکہ اگر اس موقع کے لیے شریعت نے کوئی فرض عائد کیا ہے تو پھر فرض ترک کر کے جائز کام میں لگئے رہنا قطعاً جائز نہیں ہے، مثلاً: نماز باجماعت کھڑی ہو اور جس نے یہی نماز جماعت کے ساتھ پہلے نہیں پڑھی، اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہونے کی وجایے سنتیں یا نوافل پڑھتا رہے، کوئی ورد و نظیفہ، دعا یا تلاوت کرتا رہے کیونکہ ان جائز نہیں کو مؤخر کرنے کی گنجائش موجود ہے لیکن موقع کے فرض کو بلا وجد مؤخر کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

- اگر اس خاص موقع کے لیے شریعت نے کوئی سنت مقرر کر رکھی ہے تو بھی جائز کام چھوڑ کر سنت کو ترجیح دی جائے گی۔ اگرچہ سنت فرض نہیں، اسے کیا جائے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر کسی وجہ سے کہی چھوٹ جائے

تو کوئی گناہ نہیں مگر ایک موقع کی سنت کو جب ہمیشہ ترک کیا جائے گا تو گناہ لازم آئے گا کیونکہ سنت، چھوڑنے کے لیے نہیں بلکہ اپنانے کے لیے ہوتی ہے، اسے اپنانا ہی حب رسول کا تقاضا ہے جبکہ اسے چھوڑنے رکھنا اس سے بے رغبتی کی دلیل ہے اور ارشاد پاک ہے: ”جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں۔“ (صحیح البخاری، النکاح، باب الترغیب فی النکاح، حدیث: 5063) اس کی مثال فرض نماز کے بعد لا إله إلا الله الہ کا اجتماعی ورد ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لا إله إلا الله الہ سب سے افضل ذکر ہے لیکن اسے کسی بھی وقت کرنا جائز ہے اور چونکہ فرض نماز کے بعد والاقات بھی اوقات میں سے ایک وقت ہے، لہذا اگر کوئی شخص کسی فرض نماز کے بعد اپنے طور پر لا إله إلا الله الہ کہہ دیتا ہے تو بالکل جائز ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ فرض نماز کے فوراً بعد نبی اکرم ﷺ کا معمول اور سنت کچھ اور ہے تو پھر ہر فرض نماز کے بعد ہمیشہ لا إله إلا الله الہ کا ورد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس موقع کی سنت کو ختم کر دیا جائے کیونکہ لا إله إلا الله الہ کا ورد موخر ہو سکتا ہے لیکن نماز کے بعد والے مسنون اذکار اور دعائیں ہمیشہ مؤخر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، ویسے بھی کورس کی شکل میں بلند آواز سے لا إله إلا الله الہ کے اجتماعی ورد کی پورے عہد نبوت میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

● اگر کسی موقع کی سنت کے ساتھ ایک اور سنت آٹے تو دونوں سنتوں کو بجالانا درست ہوگا، مثلاً: کسی فرض نماز کی جماعت ہوئی، امام صاحب نے سلام پھیرا، امام صاحب اور مقتدی حضرات اپنے طور پر مسنون اذکار اور دعائیں میں مصروف ہو گئے، پھر کسی واقعی حاجت مند نے امام صاحب سے بارش کے لیے یا بیمار کے لیے یا کسی دوسرے جائز مقصد کے لیے (رسم بنانے کے طور پر نہیں بلکہ) خلوص نیت سے دعا کی درخواست کی تو کسی کے مطابق پر دعا کرنا بھی سنت ہے، لہذا دعا کرنا جائز ہوگا۔

● یاد رکھیے! ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا نہ فرض نماز کا حصہ ہے اور نہ بعد والے مسنون اذکار کا، اس لیے اس کا دامنی اہتمام کرنا درست نہیں ہے کیونکہ: فرض نماز ایک الگ عبادت ہے اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا ایک الگ عبادت ہے اور جب کسی شرعی دلیل کے بغیر: (دو الگ الگ عبادتوں کو ایک مخصوص ترتیب کے ساتھ ہمیشہ ایک ساتھ ادا کیا جائے کہ) (دوں ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہوں حتیٰ کہ ایک کے بغیر دوسری کو نامکمل سمجھا جانے لگے، نیز) ایک شرعی مسئلے کی طرح لوگوں کو اس کی دعوت، ترغیب اور تعلیم دی جائے (۴) اور جو شخص ان عبادات کو آپ کے طریقے کے مطابق ادا نہ کرے، اسے منکر اور گستاخ کے القابات سے نوازا جائے تو آپ را کچھ کیا جائے تو وہ سنت نہیں رہتا، بدعت بن جاتا ہے۔

● بات اصول کی ہے جو کام نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ضروری بھی ہو اور اسے کرنے کے لیے کوئی رکاوٹ

بھی موجود نہ ہو، پھر بھی پورے عہد نبوت میں اس کے کیے جانے کا کوئی ثبوت نہ ملے مگر ہم نہ صرف خود اسے ہمیشہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں تو وہ بلاشبہ بدعت ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عہد نبوت میں فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا اہتمام کرنے میں کوئی رکاوٹ تھی؟ یقیناً نہیں تھی، پھر بھی اگر کسی فرض نماز کے بعد اس کا کبھی اہتمام نہیں کیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اہتمام نہ کرنا سنت ہے کیونکہ ناممکن ہے کہ ایک چیز دین بھی ہو اور عہد نبوت میں کر سکنے کے باوجود اسے کوئی نہ کرے یا اسے کیا گیا ہو مگر مقبول احادیث کے وسیع ذخیرے میں وہ کسی کو کہیں نظر نہ آئے۔

● ان ان فطرتی سہولت پسند ہے، اسے مسنون دعائیں یاد کرنا ”گرائ“ گزرتا ہے اور چونکہ اس کی مصروفیات بھی بہت زیادہ ہیں، اس لیے وہ فرض نمازوں کے بعد یکسوئی کے ساتھ پانچ، چھوٹ سنت نہیں نکال سکتا اور اس سنت سے پہلو بچانے کے لیے اس کا مقابل ایجاد کر لیا گیا، یعنی مولوی صاحب سلام پھرستے ہی ہاتھ اٹھائیں، چند مسنون و غیر مسنون الفاظ پر مشتمل چھوٹے چھوٹے جملے بولیں اور منہ پر ہاتھ پھیر کر تمام نمازیوں کو فرغ کر دیں جس کے بعد وہ سب (مسنون اذکار پڑھے بغیر) انٹھ کھڑے ہوں۔

درحقیقت یہ دعائیں، رسم ہے جو انہائی نیک نیتی سے ہر فرض نماز کے بعد ادا کی جاتی ہے اور اس طرح غیر شوری طور پر ایک سنت کو مٹانے کا گناہ کیا جا رہا ہے۔ افسوس کہ لوگوں کو بدعتوں پر عمل کرنے کے لیے تو برا وقت مل جاتا ہے مگر سنت کو اپنانے کے لیے وقت نہیں ملتا، جو شخص بدعت کی تردید کرے اسے سرے سے دعا ہی کا مٹکر بنادیا جاتا ہے جبکہ سنت کا تارک، اہل السنۃ والجماعۃ!!!

● فرض نمازوں کے بعد مسنون اذکار اور دعائیں چھوڑ کر ان کے مقابل لا إله إلا الله کے اجتماعی ورد اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگنے کو اس لیے بھی روایج دیا گیا ہے کہ یہ ہمارے مسلک کی علامت اور پیچان بن جائیں۔ کیا کسی مسلک کے تحفظ کے لیے شرعی سائل و احکام کے ساتھ اس طرح کھلینا جائز ہے؟ اسلام کا حکم کیا ہے؟ فرقہ واریت کو مٹایا جائے یا اسے فروغ دیا جائے؟

● خلاصہ یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنافی نفسہ جائز ہے لیکن اس جائز کا مٹکر ادا ایک سنت سے ہو رہا ہے، لہذا سے اپنا معمول نہیں بنانا چاہیے کیونکہ سنت رسول ﷺ نے اس بات کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ وہ ہر مسلمان کا معمول، مسلک اور پیچان بنے۔

لہذا ہمیں عموماً انہی اذکار اور دعاؤں پر اکتفا کرنا چاہیے جن پر ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہؓ کرام ﷺ ہمیشہ اکتفا کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمين! (ع، ر)



## سنن کا بیان

### مُوَكَّدہ سننیں اور ان کی فضیلت

سیدہ ام جبیہ رض کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةً ثَتَّيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ : أَرْبَعًا قَبْلَ الظَّهَرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاتِ الْفَجْرِ »

”جو شخص دن اور رات میں (فرضیوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھے، اس کے لیے بہشت میں گھر بنایا جاتا ہے۔ (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے): چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت اس کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔“<sup>①</sup>

سیدنا ابن عمر رض فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں (سن) پڑھیں۔<sup>②</sup>

<sup>①</sup> [صحيح] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة من السنة، حدیث: 415، وهو حديث صحيح، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور اس کی اصل صحیح مسلم حدیث: 728 میں ہے۔ <sup>②</sup> صحيح البخاری، التهجد، باب الرکعتین قبل الظہر، حدیث: 1180، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن.....، حدیث: 729.

معلوم ہوا کہ ظہر سے پہلے چار کی بجائے دور رکعتیں پڑھنا بھی درست ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات اور دن کی (نفل) نماز دو دور رکعت ہیں۔“<sup>(۱)</sup>

معلوم ہوا کہ چار رکعات سنت بھی دو، دو کر کے ادا کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

### رسول اللہ ﷺ سنتیں گھر میں پڑھتے تھے

عبداللہ بن شقیق روایت کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے نفوں کا حال دریافت کیا تو سیدہ عائشہؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر آپ نکلتے اور لوگوں کے ساتھ (ظہر کے) فرض پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دور رکعتیں نماز پڑھتے۔ آپ لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دور رکعت (سنت) پڑھتے، پھر آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دور رکعتیں نماز پڑھتے اور رات کو آپ ﷺ نور رکعات (تجدد کی) نماز پڑھتے، ان میں وتر بھی ہوتا تھا اور جب صحیح نمودار ہوتی تو (نماز فجر سے پہلے) دور رکعتیں (سنت) پڑھتے۔<sup>(۲)</sup>

### ر غیر موکدہ سنتیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص عصر سے پہلے چار رکعات (سنت) پڑھے، اللہ اس پر رحمت کرے۔“<sup>(۳)</sup>

① [حسن] سنن أبي داود، التطوع، باب صلاة النهار، حديث: 1295، وسنده حسن، امام ابن خزيمہ نے حدیث: 1210 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 636 میں اسے صحیح کہا ہے۔

② صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا و قاعدًا.....، حدیث: 730.

③ [حسن] سنن أبي داود، التطوع، باب الصلاة قبل العصر، حدیث: 1271، وسنده حسن، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، حدیث: 430، امام ترمذی نے اور نووی نے المجموع: 8/4 میں اسے حسن بجہ ابن خزیمہ نے حدیث: 1193 میں اور ابن حبان نے۔

## ر مغرب سے پہلے دور رکعتیں

رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ”مغرب سے پہلے دور رکعتیں ادا کرو۔“ تیسرا بار فرمایا: ”جس کا دل چاہے۔“ یہ اس لیے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سنت موکدہ نہ بنالیں۔<sup>①</sup>

سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب مدینے میں موذن مغرب کی اذان کہتا تو لوگ ستونوں کی طرف دوڑتے اور دور رکعتیں پڑھتے۔ لوگ اس کثرت سے دور رکعتیں پڑھتے کہ مسجد میں داخل ہونے والا اجنبی یہ گمان کرتا کہ مغرب کی جماعت ہو چکی ہے۔<sup>②</sup>

مرعید بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سیدنا عقبہ بن عقبہ کے پاس آئے اور کہا: کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سیدنا ابو تمیم بن شعبہ مغرب کی نماز سے پہلے دور رکعت پڑھتے ہیں؟ عقبہ بن عقبہ نے کہا کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پڑھتے تھے۔ اس نے پوچھا: اب کیوں نہیں پڑھتے؟ کہنے لگے کہ مصروفیت ہے۔<sup>③</sup>

## ر جمع کے بعد کی سنتیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جمع کے بعد نماز پڑھنے لگے تو چار رکعتاں ادا کرے۔“<sup>④</sup>

معلوم ہوا کہ جمع کے بعد چار رکعت سنتیں پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی دور رکعتیں بھی پڑھ لے تو جائز ہو گا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمع کے بعد کچھ نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر آتے اور دور رکعتیں پڑھتے۔<sup>⑤</sup>

”الموارد، حدیث: 616 میں صحیح کہا ہے۔① صحیح البخاری، التهجد، باب الصلاة قبل المغرب، حدیث: 1183. ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتین قبل صلاة المغرب، حدیث: 837. ③ صحیح البخاری، التهجد، باب الصلاة قبل المغرب، حدیث: 1184. ④ صحیح مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، حدیث: 881. ⑤ صحیح البخاری، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة وقبلها، حدیث: 937، وصحیح“

اس سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے بعد درکعت سنت پڑھنا بھی درست ہے، جبکہ چار رکعت پڑھنا قولی حدیث کی وجہ سے زیادہ بہتر اور مزید فضیلت کا باعث ہے۔<sup>①</sup>

### فجر کی سنتوں کی فضیلت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو سنتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سے بہتر ہیں۔“<sup>②</sup>

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نوافل (سنن) میں سے کسی چیز پر اتنی محافظت اور مداومت نہیں کرتے تھے جس قدر فجر کی دو سنتوں پر کرتے تھے۔<sup>③</sup>

رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو سنتیں پڑھتے تو دائیں پہلو پر لیتے تھے۔<sup>④</sup>

### فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد پڑھنے کا جواز

اگر آپ ایسے وقت مسجد میں پہنچیں کہ جماعت کھڑی ہو گئی ہو اور آپ نے سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اس وقت سنتیں مت پڑھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کی اقامۃ (تکبیر) ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔“<sup>⑤</sup>

ایسی صورت میں آپ جماعت میں شامل ہو جائیں اور فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لیں۔

۱) مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، حدیث: 882. ۲) وکیلیہ مرعاة المفاتیح، حدیث: 1175. ۳) صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر.....، حدیث: 725. ۴) صحيح البخاري، التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر، حدیث: 1169. وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر، حدیث: (94)-724. ۵) صحيح البخاري، التهجد، باب الصجعة على الشق الأيمن بعد ركعتي الفجر، حدیث: 1160، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل.....، حدیث: (122)-736. ۶) صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلاة.....، حدیث: 710.

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صحیح کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ”صحیح کی (فرض) نماز دور رکعتیں ہیں تم نے مزید دور رکعتیں کیسی پڑھی ہیں؟“ اس شخص نے جواب دیا۔ میں نے دور رکعتیں سنت (جو فرسوں سے پہلے ہیں) نہیں پڑھی تھیں۔ انھیں اب پڑھا ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔<sup>①</sup>

اور آپ ﷺ کی خاموشی رضامندی کی دلیل ہے (محمد بن کعب کی اصطلاح میں یہ تقریری حدیث کہلاتی ہے)۔

ایک شخص مسجد میں آیا، رسول اللہ ﷺ صحیح کے فرض پڑھ رہے تھے۔ اس نے مسجد کے ایک کونے میں دور رکعتیں سنت پڑھیں، پھر جماعت میں شامل ہو گیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ”تو نے فرض نماز کے شمار کیا جو اکیلے پڑھی تھی یا جو ہمارے ساتھ جماعت سے پڑھی ہے؟“<sup>②</sup>

معلوم ہوا کہ فرض ہوتے وقت سنتوں کا پڑھنا درست نہیں ہے۔

### نمازوں کی رکعات

① نماز نجف: دو فرض، اس سے پہلے دو سنتیں ہیں (کل چار رکعتیں ہوئی)۔

② نماز ظہر: چار فرض، اس سے پہلے چار سنتیں اور بعد میں دو سنتیں (کل دس رکعتیں ہوئی)۔

③ نماز عصر: چار فرض۔

① [صحیح] سنن الدارقطنی، الصلاة، باب قضاء الصلاة بعد وقتها ومن دخل في صلاة فخرج ..... 384، 383/1، حدیث: 9، والسنن الکبری للبیهقی، الصلاة، باب ذکر البیان أن هذا النهي مخصوص ..... 456/2، حدیث: 4391، امام ابن خزیم نے حدیث: 1116 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 624 میں، حاکم نے المستدرک: 1/274، 275 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے، لہذا اسے منقطع کہنا غلط ہے۔ ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب کراهة الشروع في نافلة ..... حدیث: 712.

- ④ نماز مغرب: تین فرض ہیں، اس کے بعد دو سنتیں (کل پانچ رکعتیں ہوئی)۔
- ⑤ نماز عشاء: چار فرض ہیں اور نماز عشاء کے بعد دو سنتیں (کل چھر کرعتیں ہوئی)۔
- نماز و تر دراصل رات کی نماز ہے جو تجدید کے ساتھ ملا کر پڑھی جاتی ہے۔ جو لوگ رات کے آخری حصے میں نہ اٹھ سکتے ہوں، وہ وتر بھی نماز عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لیا کریں۔
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ»

”جسے خطرہ ہو کہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا وہ اول شب ہی وتر پڑھ لے۔“<sup>①</sup>

① صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، حدیث: 755



## ﴿تجدد، قيام الليل، قيام رمضان اور وتر﴾

### فضیلت

سیدنا ابو امامہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ إِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَنْهَا عَنِ الْإِثْمِ»

”تجدد ضرور پڑھا کرو کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کی روشن ہے اور تمھارے لیے اپنے رب کے قرب کا وسیلہ، گناہوں کے مٹانے کا ذریعہ اور (مزید) گناہوں سے بچنے کا سبب ہے۔“<sup>①</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص پر اللہ کی رحمت ہو جورات کو اٹھا، پھر نماز (تجدد) پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا، پھر اس نے بھی نماز پڑھی۔ پھر اگر بیوی (غلبہ نیند کے باعث) نہ جاگا تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اس عورت پر بھی اللہ کی رحمت ہو جورات کو اٹھی، پھر نماز (تجدد) پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا۔ (پھر اس نے بھی نماز پڑھی) پھر اگر خاوند (غلبہ نیند کے باعث) نہ جاگا تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔“<sup>②</sup>

① [حسن] صحیح ابن خزیمة، صلاة التطوع بالليل، باب التحریض على قيام الليل، حدیث: 1135، وسنده حسن، جامع الترمذی: 3549، وسنده حسن. حافظ عراقی نے اسے حسن جبکہ حاکم: 308 اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] سنن أبي داود، التطوع، باب قيام ۱: 275

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد سب نمازوں سے افضل، رات (تہجد) کی نماز ہے۔“<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گر ہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ کے ساتھ کہتا ہے کہ رات بڑی لمبی ہے تو سویارہ، پھر اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ ضوکرے تو دوسرا گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو تیسرا گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور وہ شادمان اور پاک نفس ہو کر صحیح کرتا ہے ورنہ اس کی صحیح خوبیت اور سرت نفس کے ساتھ ہوتی ہے۔“<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر رات جب ایک ہنائی رات باقی رہ جاتی ہے آسمان دنیا پر نزول فرمائے کر فرماتا ہے: ”کوئی ہے جو مجھے پکارے، میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے، میں اسے دوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے، میں اسے بخش دوں؟“<sup>③</sup>

### نبی رحمت ﷺ کا شکر کرنے کا انداز

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رات کو تہجد میں) اتنا بہا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں سوچ جاتے۔ آپ سے سوال ہوا: آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں۔

”اللیل، حدیث: 1308، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 1/309 میں، امام ابن خزیم نے حدیث: 1148 میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 646 میں، امام ذہبی اور امام نووی نے المجموع: 46/4 میں اسے صحیح کہا ہے۔<sup>④</sup> صحیح مسلم، الصیام، باب فضل صوم المحرم، حدیث: 1163۔<sup>⑤</sup> صحیح البخاری، التہجد، باب عقد الشیطان علی قافية الرأس إذا لم یصل باللیل، حدیث: 1142 وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الحث علی صلاة اللیل وإن قلت، حدیث: 776۔<sup>⑥</sup> صحیح البخاری، التہجد، باب الدعاء والصلوة من آخر اللیل، حدیث: 1145، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغیب في الدعاء والذکر في آخر اللیل، حدیث: 758۔“

حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا پھر (جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے انعام، مغفرت کی دولت اور بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے) میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“<sup>①</sup>

### رنیند سے بیدار ہونے کی دعائیں

سیدہ عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (بستر سے تہجد کے لیے) اٹھتے تو (یہ) پڑھتے:

”اللَّهُ أَكْبَرُ“ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ ”سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقَدُّوسِ“ ”اسْتَغْفِرُ اللَّهَ“ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا وَضَيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ“

”اللہ سب سے بڑا ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ اپنی تعریف سمیت (ہر عیوب سے) پاک ہے، میں نہایت ہی پاکیزہ بادشاہ کی پاکی بیان کرتا ہوں، میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔ اے اللہ! میں دنیا اور روز قیامت کی تنگیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“<sup>②</sup> پھر کہتے:

### **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَأَرْزُقْنِي وَحَافِنِي**

① صحيح البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ الليل، حديث: 1130، وصحيح مسلم، صفات المنافقين، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، حديث: 2819. ② [حسن] سنن أبي داود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح؟ حديث: 5085، وهو حديث حسن، مولانا عبد اللہ مبارکوری رض کے نزدیک اس کی سند صحیح ہے، ویکھیے مرعاۃ المفاتیح، حديث: 1225. آپ ﷺ یہ سب دعائیں دس دس بار پڑھتے تھے۔

”اے اللہ! مجھے معاف فرمادے، مجھے ہدایت عطا کر، مجھے رزق دے اور عافیت سے نواز۔“

پھر وضو وغیرہ کر کے تہجد شروع کرتے۔<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو نیند سے جا گے اور کہے:

اللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ساری بادشاہی اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ (ہر عیب سے) پاک ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی طاقت نہیں ہے مگر اللہ کی توفیق سے۔“

پھر کہے:

### اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

”اے اللہ! مجھے بخش دے۔“

یا کوئی اور دعا کرے تو قبول ہوگی۔ اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو (وہ بھی) قبول کی جائے گی۔<sup>②</sup>

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يستفتح به الصلاة من الدعاء، حدیث: 766، و سندہ حسن امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 649 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، التہجد، باب فضل من تعارمن اللیل فصلی، حدیث: 1154.

رسول اللہ ﷺ تہجد کے لیے اٹھے تو آپ نے بیٹھنے کے بعد آسان کی طرف نظر کر کے سورہ آل عمران کی (درج ذیل) آخری گیارہ آیات (200-190) پڑھیں:

**﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَآخْتِلَافِ الْيَوْمِ وَاللَّهُدَادِ لَذِكْرٍ لِّأُولَئِنَّا  
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيمًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ  
فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَنَكَ فَقَنَّا  
عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُمْدِنُ إِلَيْنَا فَقَدْ أَخْرَيْتَهُ طَوْمًا لِلظَّالِمِينَ  
مِنْ أَنْصَارِهِ ○ رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُغَادِيًّا يَتَنَاهَى لِلْأَيْمَانَ أَنْ أَعْمَلُوا بِرَبِّكُمْ  
فَأَمَّا هُوَ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَكَّنَا مَعَ  
الْأَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَأَتَنَا مَا وَعَدْنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُعْزِّنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ طَ  
إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْوَيْعَادَ ○ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضْيِغُ عَمَلَ  
عَامِلِي مِنْكُمْ مَنْ ذَكَرَ أَوْ أَنْثَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا  
وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَيِّئِينَ وَقُتِلُوا وَقُتِلُوا لَا كُفَّرَنَ عَنْهُمْ  
سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْنَتِهِمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ تَوَابًا مِنْ  
عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ التَّوَابِ ○ لَا يَغْرِيَنَّكَ تَقْتُلُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي  
الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَا وَيْهُمْ جَهَنَّمُ طَوْبَسُ الْيَهَادُ ○ لِكِنَّ الَّذِينَ  
أَتَقْوَا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِيلِيْنَ فِيهَا نُزُلٌ مِنْ  
عِنْدِ اللَّهِ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ ○ وَإِنَّ مَنْ أَهْلَ الْكِتْمَى لَمَنْ  
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزَلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزَلَ إِلَيْهِمْ خَشِعِينَ لِلَّهِ﴾**

① صحیح البخاری، التفسیر، باب «إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ .....»، و باب «الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيمًا وَقُعُودًا .....»، حدیث: 4569، و صحیح مسلم، صلاة المسافرین، باب صلاة النبي ﷺ و دعائے باللیل، حدیث: (191)-763.

لَا يَشْرُونَ بِإِيمَانِ اللَّهِ فَمَنْ أَنْعَمْتُ لَهُمْ إِجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ  
إِنَّ اللَّهَ سَيِّدُ الْحَسَابِ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَاءِطُوا  
وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

”زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں، رات اور دن کے باری باری آنے میں، یقیناً ان عقلمندوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں (پھر بے اختیار پکارا ٹھتے ہیں): اے ہمارے پروردگار! یہ سب کچھ تو نے، باطل اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو (ہر عیب سے) پاک ہے، پس اے ہمارے رب ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے جسے آگ میں ڈالا اسے درحقیقت بڑی ذلت و رسائی میں ڈال دیا اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہو گا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو ساجوایمان کی طرف بلا تھا (اور کہتا تھا) کہ اپنے رب پر ایمان لاو، سو ہم ایمان لے آئے، پس اے ہمارے خالق! ہمارے گناہ معاف فرماؤ اور ہماری برا ایساں ہم سے دور کر دے اور ہمارا خاتمه نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے رازق! جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے کیے ہیں، انھیں ہمارے ساتھ پورا فرماؤ اور قیامت کے دن ہمیں رسائی میں نہ ڈال بے شک تو وعدہ خلافی کرنے والا نہیں ہے۔ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی (اور فرمایا): میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بعض تمھارے بعض سے ہیں، لہذا جن لوگوں نے (میری خاطر) بھرت کی، اپنے گھروں سے نکالے گئے، میری راہ میں ستائے گئے اور (میرے لیے) لڑے اور مارے گئے، میں ان کے سب قصور معاف کر دوں گا اور

انھیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ یہ اللہ کے ہاں ان کی جزا ہے اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے ملکوں میں کافر لوگوں کا (عیش و عشرت سے) چنان پھرنا تحسیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے، پھر ان کاٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے، ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی طرف سے مہماں ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے۔ اور اہل کتاب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کتاب کو بھی مانتے ہیں جو تمھاری طرف اتاری گئی ہے اور اس کتاب کو بھی جو (اس سے قبل خود) ان کی طرف اتاری گئی تھی، وہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر نیچے نہیں دیتے، یہی ہیں وہ لوگ جن کا اجر ان کے رب کے پاس (محفوظ) ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ اے ایمان والو! صبر سے کام لو، باہم صبر کی تلقین کرو اور جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈروتا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔<sup>①</sup>

### تہجد کی دعائے استفتاح

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ راویت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو (تکبیر تحریر کے بعد یہ) پڑھتے:

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيْمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ  
الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ  
أَنْتَ نُزُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ،

① آل عمران: 190-3.

وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ وَعُنْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ  
وَالْجَئْنَةُ حَقٌّ وَالثَّارُ حَقٌّ وَاللَّمَبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ  
حَقٌّ، أَللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمْنَتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَتَبَتُ  
وَبِكَ خَاصَّتُ وَإِلَيْكَ حَاكَتْ فَاغْفِرْنِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا آخَرْتُ وَمَا  
أَسْرَرْتُ وَمَا آعْلَمْتُ، أَنْتَ الْمُقْرِنُ وَأَنْتَ الْمُؤْخِرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

”اللَّهُ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے،  
سب کو تو ہی قائم رکھنے والا ہے۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ زمین و  
آسمان اور جو کچھ ان میں ہے، (اس سب) کی بادشاہی تیرے ہی لیے ہے۔  
تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو ہی روشن کرنے والا ہے زمین و آسمان کو۔  
تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو حق ہے اور (دنیا و آخرت کے متعلق) تیرا وعدہ حق  
ہے۔ (آخرت میں) تیری ملاقات حق ہے۔ تیرا کلام حق ہے۔ جنت حق ہے۔ جہنم  
حق ہے۔ تمام انبیاء حق ہیں۔ محمد ﷺ حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اللَّهُ! میں  
تیرے سامنے جھک گیا، میں صرف تیرے ساتھ ایمان لایا، میں نے صرف تجھی پر  
بھروسا کیا، میں نے صرف تیری طرف رجوع کیا۔ صرف تیری مدد سے (دشمنوں  
سے) بھگڑتا ہوں۔ میں نے صرف تجھے اپنا حاکم مانا، سو تو میرے الگے پچھلے اور  
ظاہر و پوشیدہ اور جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (سارے کے سارے) گناہ  
معاف کر دے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور چیچھے ڈالنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی  
(سچا) معبود نہیں ہے۔<sup>①</sup>

<sup>①</sup> صحيح البخاري، التهجد، باب التهجد بالليل، حديث: 1120، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، حديث: 769.

## رسول اللہ ﷺ کی نمازِ تہجد کی کیفیت

رسول اللہ ﷺ کی نمازِ تہجد کا حسن اور طول بیان نہیں ہو سکتا۔<sup>①</sup>

سیدنا ابوذر رض کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تہجد میں قیام کیا اور اس ایک آیت کو (بجز و الحال سے بار بار) پڑھتے صحیح کر دی:

**﴿إِنْ تَعْذِيهِمْ فَإِنَّهُمْ عَبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾**

”اگر تو انھیں عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر انھیں معاف کر دے تو یقیناً تو غالب (اور) حکمت والا ہے“<sup>②</sup>

سیدنا حذیفہ رض نے بنی اکرم رض کو تہجد پڑھتے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ کے بعد آپ نے سورہ بقرہ پڑھی، پھر رکوع کیا اور آپ کا رکوع آپ کے قیام کی مانند تھا (قیام کی طرح رکوع بھی کافی طویل کیا)، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور آپ کا قومہ آپ کے رکوع کی مانند تھا (رکوع کی طرح قومہ بھی کافی لمبا کیا)، پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کا سجدہ آپ کے قوئے کی مانند تھا (قوم کی طرح سجدہ بھی کافی لمبا کیا)، پھر سجدے سے سر اٹھایا اور آپ دونوں سجدوں کے درمیان (جلے میں) اپنے سجدے کی مانند بیٹھے تھے (سجدے کی طرح جلسے میں بھی دیر لگائی اور خوب اٹھیا کیا)۔ اس طرح آپ نے چار رکعتوں میں سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، سورہ نساء اور سورہ مائدہ پڑھیں۔<sup>③</sup>

سبحان اللہ! یہ تھی بنی رحمت رض کی نمازِ تہجد۔ صرف چار رکعات میں سواسات پارے

① صحيح البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره، حديث: 1147.

② المائدة: 118:5 [حسن] سن النسائي، الافتتاح، باب تردید الآية، حديث: 1011، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 241/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده؟ حديث: 874، وهو حديث صحيح.

پڑھے، پھر کوع، قوئے، سجدے اور جلسے کی درازی اور ان میں تسبیحات اور دعاؤں کو کثرت سے پڑھنا آپ پر ختم تھا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نفلی نماز میں شریک ہوا۔ آپ نے سورہ بقرہ شروع کی۔ میں نے سوچا کہ آپ سو آیات پڑھ کر کوع میں جائیں گے، مگر آپ پڑھتے چلے گئے۔ میں نے خیال کیا کہ سورہ بقرہ کو ایک رکعت میں ختم کریں گے لیکن آپ پڑھتے رہے۔ آپ نے سورہ بقرہ ختم کر کے سورہ نساء شروع کر لی، پھر اسے ختم کر کے سورہ آل عمران کو پڑھنا شروع کر دیا، اسے بھی ختم کر ڈالا۔ آپ نہایت آہستگی سے پڑھتے جاتے تھے۔ جب الکی آیت کی تلاوت کرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو تو سُبْحَانَ اللَّهِ کہتے۔ اگر کچھ مانگنے کا ذکر ہوتا تو سوال کرتے، اگر پناہ مانگنے کا ذکر ہوتا تو ﴿أَعُوذُ بِاللَّهِ﴾ پڑھتے۔ سورہ آل عمران ختم کر کے آپ ﷺ نے کوع کیا۔<sup>①</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے ”آل عمران“ کی تلاوت ”النساء“ کے بعد کی، حالانکہ ”آل عمران“ ترتیب میں ”النساء“ سے پہلے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ سے کہا: ”مجھے بتایا گیا ہے کہ تم ساری رات نفل پڑھتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھ کمزور اور طبیعت ست ہو جائے گی۔ تمہاری جان اور تمہارے بال بچوں کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے روزہ رکھو اور افطار بھی کرو۔ رات کو قیام کرو اور نیند بھی۔“<sup>②</sup>

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، حدیث:

772. ② صحیح البخاری، التہجد، باب 20، حدیث: 1153. اس سے معلوم ہوا کہ کسی امتی کا

ساری رات عبادت میں گزارنا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

نبی اکرم ﷺ تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”ایک ماہ میں قرآن پاک ختم کر لیا کرو۔“ انہوں نے عرض کی کہ میں اس سے زیادہ تلاوت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تو میں دن میں ختم کر لیا کرو۔“ انہوں نے کہا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو دس دنوں میں ختم کر لیا کرو۔“ انہوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”سات دن میں ختم کر لیا کرو۔“ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔<sup>①</sup> پھر آپ ﷺ نے انھیں قرآن پاک تین دن میں ختم کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا: ”قرآن پاک سے اس شخص کو پوری سمجھ حاصل نہیں ہو سکتی جو تین دن سے کم مدت میں قرآن پاک ختم کرتا ہے۔“<sup>②</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کے نوافل میں دوسو آیات تلاوت کرتا ہے، وہ اطاعت گزار، مخلص لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔“<sup>③</sup> نبی اکرم ﷺ ساری رات نوافل نہیں پڑھتے تھے۔<sup>④</sup>

### آپ ﷺ کی تین دعائیں

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، جو بدربی صحابی ہیں، ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ

<sup>①</sup> صحيح البخاري، فضائل القرآن، باب في كم يقرأ القرآن؟ حدیث: 5054، وصحیح مسلم، الصیام، باب النهي عن صوم الدهر.....، حدیث: 1159. <sup>②</sup> [صحیح] سنن أبي داود، شهر رمضان، باب في كم يقرأ القرآن؟ حدیث: 1390، وهو حدیث صحیح، وجامع الترمذی، القراءات، باب في كم أقرأ القرآن؟ حدیث: 2949. امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

<sup>③</sup> [حسن] المستدرک: 1/309، حدیث: 1161، صحیح ابن خزیمة: 1143، اس روایت کی سند حسن ہے۔ سعد بن عبد الحمید جمہور کے نزدیک مؤوث راوی ہے، لہذا حسن الحدیث ہے۔ <sup>④</sup> صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل، حدیث: 746.

تھے۔ فرماتے ہیں کہ آپ تمام رات بیدار رہے۔<sup>①</sup> اور نوافل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ صح صادق ہو گئی۔ جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو سیدنا خباب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آج رات جس طرح آپ نے نوافل پڑھے، اس سے پہلے میں نے کبھی آپ کو اس طرح نماز ادا کرتے نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: ”تم نے درست کہا۔ یہ وہ نماز تھی جس میں اللہ کے ساتھ اشتیاق بڑھایا گیا اور اس کے عذاب سے پناہ مانگی گئی، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین سوال کیے جن میں سے دو قبول ہوئے: ایک سوال یہ کہ اللہ میری امت کو سابقہ امتوں کی طرح تباہ و بر باد نہ کرے، اسے اللہ نے قبول فرمایا۔ دوسرا سوال یہ کہ میری (ساری) امت پر (بیک وقت) دشمنوں کو غلبہ حاصل نہ ہو، یہ بھی قبول کر لیا گیا، پھر میں نے سوال کیا کہ امت محمدیہ میں اختلاف رونما نہ ہو، لیکن اسے قبول نہیں کیا گیا۔<sup>②</sup> رسول اللہ ﷺ رات کے نوافل میں کبھی سری (آہستہ) اور کبھی جہری (بلند آواز سے) قراءت فرماتے۔<sup>③</sup>

<sup>①</sup> نبی اکرم ﷺ کا ساری رات نماز پڑھنے کا معمول نہیں تھا مگر کبھی کبھی ایسا بھی کر لیتے تھے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں صحیح تک نماز پڑھنے کا ذکر ہے یا سمن نسائی کے حوالے سے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث صفحہ 283 پر گزر چکی ہے کہ آپ نے ایک ہی آیت پڑھتے پڑھتے صحیح کی یا رمضان المبارک کے آخری عشرے کی راتوں میں «أَخْيَا لَيْلَةً» ”تمام شب عبادت کی“ (صحیح البخاری، حدیث: 2024) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے ساری رات جاؤ کر عبادت کرنے کو معمول بنالیا اور اس پر تکمیل کرنا یا اکثر ایسا کرنا خلاف سنت ہے لیکن کبھی کبھار ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ دیکھیے صفة صلاة النبي ﷺ للألبانی، ص: 105۔ (ع۔ و۔)

<sup>②</sup> [صحیح] سنن النسائي، قیام اللیل، باب إحياء اللیل، حدیث: 1639، وسنده صحیح، وجامع الترمذی، الفتن، باب ماجاء فی سؤال النبي ﷺ ثلاثا فی أمته، حدیث: 2175۔ امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 1830 میں اور امام ترمذی نے اسے حسن غريب صحیح کہا ہے۔

<sup>③</sup> [صحیح] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی القراءة باللیل، حدیث: 449، وسنده صحیح، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء فی القراءة فی صلاة اللیل،

جب آپ گھر میں نوافل ادا کرتے تو مجرے میں آپ کی قراءت سنائی دیتی تھی۔<sup>①</sup>  
آپ ﷺ ایک رات باہر نکلے تو آپ نے دیکھا کہ سیدنا ابو بکر رض آہستہ قراءت سے  
نوفل پڑھ رہے ہیں اور سیدنا عمر رض نوافل میں اوپنجی آواز سے قراءت کر رہے ہیں۔  
جب وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے سیدنا ابو بکر رض سے  
فرمایا: ”اے ابو بکر! رات میں آپ کے پاس سے گزرا، آپ پست آواز سے نوافل پڑھ رہے  
تھے۔“ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جس (اللہ) سے میں سرگوشی کر رہا تھا اس تک  
میری آواز پہنچ رہی تھی۔ پھر آپ نے سیدنا عمر رض سے کہا: ”رات میرا آپ کے پاس سے  
گزرا ہوا، آپ اوپنجی آواز کے ساتھ نفل پڑھ رہے تھے۔“ تو انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے  
رسول! میں سوئے ہوؤں کو بیدار کرنا چاہتا تھا (کہ وہ بھی تجد پڑھیں) اور شیطان کو بھگانے کا  
ارادہ رکھتا تھا۔ اس پر آپ نے سیدنا ابو بکر رض کو ذرا اوپنجی آواز سے اور سیدنا عمر رض کو  
ذرا پنجی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا۔<sup>②</sup>

### رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کا معمول

سیدہ امی عائشہ صدیقہ رض نبی ﷺ کی نماز شب کا معمول بیان فرماتی ہیں:  
رمضان ہوتا یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ (رات کی نماز بالعموم) گیارہ رکعت سے زیادہ  
نہیں پڑھتے تھے۔ (پہلے) آپ چار رکعت پڑھتے، پس ان کی خوبی اور درازی نہ پوچھو، پھر  
آپ چار رکعت پڑھتے، پس ان کی خوبی اور درازی (بھی) کچھ نہ پوچھو۔ پھر (آخر میں)

” حدیث: 1354. امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ سنن أبي داود، حدیث: 1437. ① [حسن]  
سنن أبي داود، النطوع، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، حدیث: 1327. اس کی سند  
حسن ہے۔ ② [حسن] سنن أبي داود، النطوع، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل،  
حدیث: 1329، وسنده حسن، امام ابن خزیم نے حدیث: 1161 میں، امام ابن حبان نے الموارد،  
حدیث: 656 میں، امام حاکم نے المستدرک: 1/310 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

آپ تین رکعت (وتر) پڑھتے۔<sup>①</sup>

### قیام اللیل کا طریقہ

رسول اللہ ﷺ کا بالعموم وتر پڑھنے کا طریقہ، سیدہ عائشہ رض یوں بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز عشاء سے فخر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے۔ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھی یہی تعلیم دی، چنانچہ سیدنا ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نمازو، دو رکعتیں ہے۔ جب صحیح (صادق) ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھو، یہ (ایک رکعت، پہلی ساری) نمازو کو طاق بنا دے گی۔“<sup>③</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وَرَأَ آخِرَاتٍ مِّنْ أَيْكَ رُكُعَتْ هُنَّا“<sup>④</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم رات کو نوافل پڑھنا شروع کرو تو پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا کرو۔“<sup>⑤</sup>

آپ نے رات کا قیام کیا۔ پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو طویل رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں، پھر ان سے ہلکی دو طویل رکعتیں، پھر ایک رکعت وتر پڑھا۔ یہ تیرہ رکعتیں

<sup>①</sup> صحيح البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيرها، حديث: 1147، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل.....،

حديث: 738. <sup>②</sup> صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل.....، حديث: (122)-736. <sup>③</sup> صحيح البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر،

حديث: 993-990، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى.....، حديث: 749.

<sup>④</sup> صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، حديث: 752.

<sup>⑤</sup> صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، حديث: 768.

ہوئیں۔ آپ کی ہر دور رکعتیں پہلے والی دور رکعتوں سے بلکی ہوتی تھیں۔<sup>①</sup>

سیدہ عائشہ رض راویت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رکعت و تر پڑھتے۔ (آخری)

دور رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان (سلام پھیر کر) بات چیت بھی کرتے۔<sup>②</sup>

سیدنا ابن عمر رض راویت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ و تر کی دو اور ایک رکعت میں

سلام سے فصل ( جدا ) کرتے۔<sup>③</sup>

سیدنا ابن عباس رض سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رض نے ایک ہی و تر پڑھا

ہے۔ سیدنا ابن عباس رض نے فرمایا کہ ( انہوں نے درست کام کیا ) وہ فقیر اور صحابی ہیں۔<sup>④</sup>

امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فصل ( و تر کی دور رکعتوں کے بعد سلام پھیر کر ایک رکعت

الگ پڑھنے ) والی احادیث زیادہ ثابت ہیں۔

سیدہ عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو بھی سات، کبھی نو اور کبھی گیارہ

رکعیت پڑھتے تھے۔<sup>⑤</sup>

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام اللیل سات رکعات سے تیرہ رکعات

تک فرمایا ہے۔

① صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ و دعائه بالليل، حدیث: 765.

② [صحيح] سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر برکعة، حدیث: 1177،

وهو حديث صحيح، والمصنف لابن أبي شيبة: 291، حدیث: 6803. یومیری نے اسے صحیح

کہا ہے۔ نیز دیکھیے صحيح مسلم: 736، ترقیم دارالسلام: 1718، اور صحيح ابن حبان،

الموارد: 678. ③ [صحيح] صحيح ابن حبان [الإحسان]: 2424، ودرسنخ: 2433، وسنده

صحیح. حافظ ابن حجر نے فتح الباری: 2/482 میں اسے تو کہا ہے، یعنی تین و تر بھی اس طرح پڑھتے کہ

دور رکعات پڑھ کر سلام پھیرتے اور پھر انھوں کر تیسری رکعت الگ پڑھتے۔ (ع، ر) ④ صحيح البخاری،

فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذکر معاویۃ رض، حدیث: 3765، 3764. ⑤ صحيح

البخاری، التهجد، باب کیف صلاة النبي ﷺ.....؟ حدیث: 1139.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

## پانچ، تین اور ایک وتر

سیدنا ابوالیوب رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وتر ہر مسلمان پر حق ہے، لہذا جو شخص پانچ رکعات وتر پڑھنا چاہے تو (پانچ رکعات) پڑھے اور جو کوئی تین رکعات وتر پڑھنا چاہے تو (تین رکعات) پڑھے اور جو کوئی ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے تو (ایک رکعت وتر) پڑھے۔“<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ رات کو (کل) تیرہ رکعات پڑھتے اور ان میں پانچ رکعات وتر پڑھتے تھے (اور ان پانچ وتروں میں) کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھنے مگر آخہ میں۔<sup>②</sup>  
معلوم ہوا کہ وتروں کی پانچوں رکعتوں کے درمیان تکشید کے لیے کہیں نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ پانچوں رکعتوں پڑھ کر قعدہ میں التحیات، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔

## تین وتروں کی قراءت

سیدہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت وتر میں ﴿سَبِّحْ اَسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكُفَّارُونَ﴾ اور تیسرا میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔<sup>③</sup>

① [صحیح] سنن أبي داود، الوتر، باب کم الوتر؟ حدیث: 1422، وسنده صحيح، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر بثلاث وخمس وسبعين وسبعين، حدیث: 1190. امام حاکم نے المستدرک: 1/302، 303 میں، ذہبی نے اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 670 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد رکعات النبي ﷺ فی اللیل.....، حدیث: 737. یعنی انہی تیرہ رکعات میں پانچ رکعات وتر بھی شامل ہوتے۔ (ع، ر) ③ [حسن] السنن الکبری للبیهقی: 3/38، الصلاة، باب ما یقرأ فی الوتر بعد الفاتحة؟ حدیث: 4856. امام حاکم نے المستدرک: 1/520، 2/305 میں، ذہبی نے اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 675 [وسنده حسن] میں اسے صحیح کہا ہے۔

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ایک رات میں دوبار وتر پڑھنا جائز نہیں۔“<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین وتر نہ پڑھو۔ پانچ یا سات وتر پڑھو اور مغرب کی مشاہدت نہ کرو۔“<sup>②</sup>

علوم ہوا کہ وتر میں نماز مغرب کی مشاہدت نہیں ہونی چاہیے۔<sup>③</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”رات کو اپنی آخری نمازو وتر کو بناو۔“<sup>④</sup>

اور فرمایا: ”وتر آخر رات میں ایک رکعت ہے۔“<sup>⑤</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص آخر رات میں نہ اٹھ سکے تو وہ اول شب وتر پڑھ لے اور جو آخر رات اٹھ سکے، وہ آخر رات وتر پڑھے کیونکہ آخر رات کی نماز افضل ہے۔“<sup>⑥</sup>

سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اول رات، رات کے وسط اور چھپلی رات، یعنی رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے۔<sup>⑦</sup>

① [صحیح] سنن أبي داود، الوتر، باب فی نقض الوتر، حدیث: 1439، امام ابن خزیم نے حدیث: 1101 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 671 میں اسے صحیح اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری: 2/481 میں حسن کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن الدارقطنی، الوتر، باب لاتشبھوا الوتر بصلۃ المغرب: 2/27,25، حدیث: 2,1، وسننه صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 1/304 میں، ذہبی نے اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 680 میں اسے صحیح کہا ہے۔

③ گویا تین وتر پڑھنے ہوں تو ایک تشهد اور ایک سلام کے ساتھ یا پھر دو تشهد اور دو سلام کے ساتھ پڑھے جائیں۔ ان دونوں طریقوں میں مغرب کی نماز سے مشاہدت نہیں ہوتی۔ (ع، ر)

④ صحیح البخاری، الصلاة، باب الحلق والجلوس في المسجد، حدیث: 472، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنی مثنی والوتر رکعة من آخر الليل، حدیث: 751

صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنی مثنی، حدیث: 752.

⑥ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، حدیث: 755. ⑦ صحیح البخاری، الوتر، باب ساعات الوتر، حدیث: 996، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل و عدد رکعات النبي ﷺ، حدیث: 745.

سعد بن ہشام رض نے سیدہ عائشہ رض کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے مومنوں کی ماں! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں بتائیں تو سیدہ عائشہ صدیقہ رض نے فرمایا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتی۔ پھر جب اللہ چاہتا آپ کو رات کے وقت اٹھاتا تو آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور نور کعات نماز (وتر) پڑھتے (سات رکعتوں میں "التحیات" نہ بیٹھتے بلکہ) آٹھویں رکعت کے بعد قعدے میں بیٹھتے، پس اللہ کو یاد کرتے، اس کی تعریف کرتے اور دعا مانگتے۔ پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے، پھر نویں رکعت پڑھتے اور (اس کے بعد آخری قعدے میں) بیٹھ جاتے اور اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا مانگتے، پھر سلام پھیرتے اور ہم کو سلام کی آواز سناتے، پھر بیٹھے بیٹھے دور کعیں پڑھتے۔ یوں آپ گیارہ رکعات ادا فرماتے۔ ام المؤمنین رض فرماتی ہیں: بیٹھا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر کو پہنچے اور جسم بھاری ہو گیا تو آپ سات رکعات وتر پڑھتے تھے اور بعد میں دور کعیں بھی پڑھتے، یوں نور کعات ہو جاتیں۔ آپ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اپنی نماز پر بیٹھکی کریں۔ جب نیند یا بیماری کا غلبہ ہوتا اور رات کو قیام نہ کر سکتے تو دن میں بارہ رکعات نفل پڑھتے اور میں نہیں جانتی کہ آپ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو یا ساری رات نماز پڑھی ہو یا رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہوں۔<sup>①</sup>

اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک سلام کے ساتھ) نو وتر پڑھے اور سات بھی۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ ہر دور کعتوں کے

<sup>①</sup> صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض، حدیث: 746. آٹھ رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھ کر شہد، درود پڑھنے اور دعا مانگنے کے بعد سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے، یعنی قعدہ اولیٰ میں شہد، درود اور دعا کے بعد کھڑے ہوتے تھے۔ دیکھیے سنن النسائي، قیام اللیل، باب کیف الوتر بتسع؟ حدیث: 1721. (غ۔ و)

بعدالتحیات نبیں بیٹھتے تھے بلکہ صرف آٹھویں رکعت میں تشهد پڑھتے اور سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور پھر آخری طاق رکعت کے آخر میں حسب معمول تشهد پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے۔

### ر وتروں کے سلام کے بعد کی دعا

سیدنا ابی بن کعب رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں سے سلام پھیر کرتین بار یہ پڑھتے اور آخری دفعہ آواز کو بھی بلند فرماتے:

### سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

”پاک ہے بادشاہ، نہایت پاک۔“<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”اگر کوئی شخص وتر پڑھنے سے سویا رہے (چھپلی رات اٹھ نہ سکے) یا وتر پڑھنا بھول جائے تو اسے جب یاد آئے وہ وتر پڑھ لے۔“<sup>②</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ پڑھنے سے سویا رہا (اور اٹھنہ سکا)، پھر اسے نماز فجر سے ظہر کے درمیان ادا کر لیا تو اسے رات ہی کے وقت ادا کرنے کا ثواب مل گیا۔“<sup>③</sup>

ہمیں اپنا وظیفہ پورا کرنا چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے، خواہ تھوڑا ہی ہو۔“<sup>④</sup>

<sup>①</sup> [صحيح] سنن أبي داود، الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، حدیث: 1430، وهو حدیث صحيح، وسنن النسائي، قیام اللیل، باب ذکر الاختلاف على شعبة فيه، حدیث: 1733، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 677 میں اسے صحیح کہا ہے۔ <sup>②</sup> [صحيح] سنن أبي داود، الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، حدیث: 1431، وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 1/302 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ <sup>③</sup> صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة اللیل ومن نام عنه أو مرض، حدیث: 747. <sup>④</sup> صحيح البخاري، الرفاق، باب الفصد»

نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ”اے عبد اللہ! تو قل ان شخص کی طرح نہ ہو جانا جورات کا قیام کرتا تھا، پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔“<sup>①</sup>

### دعاۓ قوت

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يُؤْتِرُ بِشَلَاثٍ رَكَعَاتٍ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ»

”رسول اللہ ﷺ میں وتر پڑھتے اور دعاۓ قوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔“<sup>②</sup>

وتر میں رکوع کے بعد قوت کی تمام روایات ضعیف ہیں اور جو روایات صحیح ہیں، ان میں صراحت نہیں کہ آپ ﷺ کا رکوع کے بعد والا قوت، قوت وتر تھا یا قوت نازلہ، لہذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وتر میں قوت، رکوع سے قبل کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے اندر دوستونوں کے درمیان لٹکی ہوئی رسی دیکھی تو پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ لوگوں نے کہا: یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہما کی رسی ہے وہ (رات کو نفل) نماز پڑھتی رہتی ہیں، پھر جب ست ہو جاتی ہیں یا تحک جاتی ہیں تو اس رسی کو کپڑ لیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کھول دو، ہر شخص اپنی نشاط اور چستی کے موافق نماز پڑھے، پھر جب ست ہو جائے یا تحک جائے تو آرام کرے۔“<sup>③</sup>

”و المداومة على العمل“، حدیث: 6464، 6465، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیره.....، حدیث: 782. ① صحیح البخاری، التہجد، باب ما یکرہ من ترك قیام اللیل لمن كان يقومه، حدیث: 1152. ② [صحیح] سنن النسائي، قیام اللیل، باب ذکر اختلاف ألفاظ الناقلين.....، حدیث: 1700، وسنن ابن ماجة، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القنوت قبل الرکوع وبعدہ، حدیث: 1182، وهو حدیث صحیح، اسے ابن الحکیم نے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، التہجد، باب ما یکرہ من التشدد في العبادة، حدیث: 1150، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضیلۃ العمل الدائم من“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اتا عمل اختیار کرو جس قدر تحسین طاقت ہو۔ اللہ کی قسم!  
اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا لیکن تم عمل کرنے سے تھک جاؤ گے۔“<sup>①</sup>

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما راویت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تاکہ میں انھیں قنوت و تریم کہوں:

أَللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَاهَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ  
تَوَلَّتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا  
يُقْضِي عَلَيْكَ إِلَّا لِيَذَلِّ مَنْ وَالْيُتْ (وَلَا يَعْزُزُ مَنْ عَادَيْتَ) تَبَارَكْتَ  
رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

”اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرماجنہیں تو نے رشد و ہدایت سے نوازا ہے اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرماجنہیں تو نے عانیت بخشی ہے اور جن لوگوں کو تو نے اپنا دوست بنایا ہے، ان میں مجھے بھی شامل کر کے اپنا دوست بنالے۔ جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے، اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور جس شر و برآئی کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے، اس سے مجھے محفوظ رکھ۔ یقیناً تو ہی فیصلہ صادر فرماتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو والی بنا، وہ کبھی ذلیل و خوار اور رسولانہیں ہو سکتا اور وہ شخص عزت نہیں پاسکتا جسے تو دشمن کہے، ہمارے پروردگار! تو (بردا) ہی برکت والا اور بلند وبالا ہے۔“<sup>②</sup>

”قیام اللیل وغیرہ، حدیث: 784. ① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ، حدیث: 785. ② [صحیح] سنن أبي داود، الوتر، باب القنوت في الوتر، حدیث: 1426,1425، وهو حدیث صحیح، وجامع الترمذی، الوتر، ماجاء في القنوت في الوتر، حدیث: 464. امام ترمذی نے اسے حسن اور امام ابن خزیم نے حدیث: 1095“

## تنبیہات

- دعائے قتوت و تر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے، البتہ مصنف ابن الی شیبہ (101/2) فی رفع الیدین فی قتوت الوتر میں بعض آثار ملتے ہیں۔ (اس لیے ہاتھ اٹھا کر یا ہاتھ اٹھائے بغیر، دونوں طریقوں سے قتوت و تر کی دعا پڑھنا صحیح ہے۔)<sup>①</sup>
- رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ کے بعد «نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ» کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں موجود نہیں ہیں بلکہ یہ بعض علماء کی طرف سے اضافہ ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ کہا، یہ سن کر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں بھی الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ کہہ سکتا ہوں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ہمیں تعلیم نہیں دی بلکہ یہ فرمایا ہے: ”چھینک آنے پر الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ پڑھا جائے۔“<sup>②</sup>

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَخْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات شامل کی جو اس میں سے نہیں ہے تو  
وہ مردود ہے۔“<sup>③</sup>

معلوم ہوا کہ مسنون اذکار اور دعاؤں میں اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی نہیں

” میں صحیح کہا ہے۔“<sup>④</sup> بعض ائمہ کے اقوال کے لیے دیکھیے تحفۃ الأحوذی: 2/ 486. [حسن] جامع الترمذی، الأدب، باب ما يقول العاطس إذا عطس؟ حدیث: 2738، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 4/ 266, 265 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔<sup>⑤</sup> صحیح البخاری، الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، حدیث: 2697، وصحیح مسلم، الأقضیة، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، حدیث: 1718. نیز دیکھیے جزء لوین: 71 بلفظ ”من أحدث في ديننا ما ليس فيه فهو رد“ وسنده صحیح.

کرنی چاہیے۔

صحیح ابن خزیمہ (حدیث: 1100) میں سیدنا ابی بن کعب رض سے ثابت ہے کہ وہ سیدنا عمر رض کے دور میں رمضان میں قیامِ اللیل کرتے اور قنوت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے تھے۔ لہذا قنوتِ وتر کے آخر میں صَلَّی اللہُ عَلَیَ الْبَیْتِ پڑھنا درست ہے۔

### قنوت نازلہ

کفار کے ساتھ جنگ، مسلمانوں پر آمدہ مصیبت اور غلبہ کفار کے وقت دعائے قنوت پڑھنی چاہیے۔ اسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رض فجر کی نماز میں (رکوع کے بعد) قنوت کرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْفَلَّ بَيْنَ  
 قُلُوبِهِمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَأَنْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اللَّهُمَّ  
 الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصْدُونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ  
 وَيُقْلِتُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِبَتِهِمْ وَرَزِّلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ  
 بِهِمْ بِأَسْكَنَ الَّذِي لَا تَرْدُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ

”اے اللہ! ہمیں اور تمام مومن مردوں، مومن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے۔ ان کی باہمی اصلاح فرمادے۔ اپنے اور ان کے دشمنوں پر ان کی مد فرم۔ الہی! اہل کتاب کے کافروں پر اپنی لعنت فرم جو تیری راہ سے روکتے، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں۔ الہی! ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے، ان کے قدم ڈگ کا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب اتار جسے تو مجرم قوم سے نہیں ٹالا کرتا۔“<sup>①</sup>

<sup>①</sup> [صحیح] السنن الکبری لبیهقی، الصلاة، باب دعاء القنوت: 2/210, 211، حدیث: »

تَهْجِيدُ، قَيَامُ الظَّلَلِ، قِيَامُ رَمَضَانَ وَأُورُورَةٍ

رسول اللہ ﷺ جب کافروں پر بد دعا یا مسلمانوں کے لیے نیک دعا کا ارادہ فرماتے تو آخري رکعت کے رکوع کے بعد سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد اوپنجی آواز سے دعا فرماتے۔<sup>①</sup>

(قتوت نازلہ میں) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک پانچوں نمازوں میں رکوع کے بعد قتوت نازلہ پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے آ میں کہتے تھے۔<sup>③</sup>

### ر قیام رمضان

رسول اللہ ﷺ لازمی حکم دیے بغیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قیام رمضان کی رغبت دلاتے اور فرماتے تھے:

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»

”جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف فرمادیے جاتے ہیں۔“<sup>④</sup>

”3143. امام زینی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس کی سند قوی ہے کیونکہ ابن جریرؓ کی عطاء بن ابی رباح سے روایت قوی ہوتی ہے۔① صحيح البخاری، التفسیر، باب ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾، حدیث: 4560، 4559، وصحیح مسلم، المساجد، باب استحباب القتوت فی جمیع الصلوات، حدیث: 675۔ ② [صحیح] مسند أحمد: 3/137، حدیث: 12402۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔③ [حسن] سنن أبي داود، الوتر، باب القتوت فی الصلاة حدیث: 1443. امام حاکم نے المستدرک: 1/226، 225 میں، حافظ ذہبی نے اور امام ابن خزیم نے حدیث: 618 میں اسے صحیح کہا ہے۔ اس روایت کی سند حسن ہے۔ یزید نے ہلال بن خباب سے اس کے اختلاط سے پہلے سنا ہے۔④ صحيح البخاری، صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، حدیث: 2009، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح، حدیث: 759۔

## رسول اللہ ﷺ نے تین راتیں باجماعت قیامِ رمضان کیا

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (رمضان المبارک کے) روزے رکھے (شروع میں)، آپ نے ہمارے ساتھ مہینے میں سے کچھ بھی قیام نہ کیا یہاں تک کہ 23 ویں رات کو آپ نے ہمیں قیامِ رمضان کرایا، پھر آپ نے 24 ویں رات چھوڑ کر 25 ویں رات کو، پھر 26 ویں رات کو چھوڑ کر 27 ویں شب کو اپنے اہل خانہ اور اپنی عورتوں کو اور سب لوگوں کو جمع کر کے قیام کیا۔ اور فرمایا: ”جو شخص امام کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کرتا ہے، اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔“<sup>①</sup>

آپ ﷺ نے (تین رات کے بعد) فرمایا: ”میں نے دیکھا ہے کہ تمہارا معمول برابر قائم ہے تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں تم پر (یہ نماز) فرض نہ کر دی جائے (اس لیے میں گھر سے نہیں نکلا) چنانچہ تم اپنے گھروں میں (رمضان کی راتوں کا) قیام کرو۔ آدمی کی نفل نماز گھر میں افضل ہوتی ہے۔“<sup>②</sup>

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہی امام کے پیچھے باجماعت قیامِ رمضان (دوارہ) شروع کرایا مگر یہ بھی فرمایا: رات کا آخری حصہ جس میں لوگ سوچاتے ہیں، رات کے ابتدائی حصے سے جس میں لوگ قیام کرتے ہیں، بہتر ہے۔<sup>③</sup>

**رسول اللہ ﷺ نے تین شب قیامِ رمضان کرا کے لوگوں سے فرمایا: ”تم اپنے گھروں**

① [صحیح] سنن أبي داود، شهر رمضان، باب في قیام شهر رمضان، حدیث: 1375، وسنده صحیح، وجامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء في قیام شهر رمضان، حدیث: 806. امام ترمذی نے، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 919 میں اور امام ابن خزیم نے حدیث: 2206 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الأذان، باب صلاة الليل، حدیث: 731، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوائزها في المسجد، حدیث: 781. ③ صحیح البخاری، صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، حدیث: 2010.

میں پڑھا کرو۔“ امام زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی اسی پر عمل ہوتا رہا، (پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک امام کے پیچھے پڑھنے کا طریقہ جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت تھا اور بوجہ خوف فرضیت آپ ﷺ نے مکمل رمضان اختیار نہیں فرمایا تھا، پھر سے جاری فرمایا۔) <sup>①</sup>

### رمضان میں تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے

رسول اللہ ﷺ نے 27 ویں رمضان المبارک کو اتنا لما قیام کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

① صحیح البخاری، صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، حدیث: 2009، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغیب في قیام رمضان وهو التراویح، حدیث: (474)-759۔ اس طریقے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد ساری امت کا عمل رہا اور جس چیز کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجموعی تائید حاصل ہو جائے، وہ بدعت نہیں ہوا کرتی، نیز اجماع امت کی وجہ سے بھی یہ بدعت نہیں ہے، ویسے بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلافتے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کی سنت اختیار کرنے کا حکم خود نبی اکرم ﷺ فرمائے تھے: سنن أبي داود، السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، حدیث: 4607، وسنده صحیح، وجامع الترمذی، العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، حدیث: 2676۔ لہذا جب کسی خلیفہ راشد کی سنت کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قول کر لیں تو وہ باقی امت کے لیے جدت ہن جاتی ہے۔ اس لحاظ سے پورے رمضان میں قیام اللیل کا باجماعت اہتمام بدعت نہیں ہے۔ دراصل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جو بدعت کہا ہے تو اس سے مراد بدعت کا لغوی معنی ہے۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ اپنی بدعاٹ کو جائز ثابت کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بدعتی ثابت کرنے پر تھے ہوئے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین! نیز بدعت وہ کام ہوتا ہے جس کی اصل اور دلیل سنت رسول اللہ ﷺ میں موجودہ ہو جکہ تراویح باجماعت کی دلیل سنت میں موجود ہے۔ رہایہ مسئلہ کہ آپ نے پورے مہینے میں اسے باجماعت ادا نہیں کیا تو اس میں آپ کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں اسے فرض نظر ارادے دیا جائے، اور اب یہ خطرہ آپ کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو گیا ہے، اس لیے پورا مہینہ تراویح باجماعت کا اہتمام بلاشبہ مشروع ہے۔ (ع، ر)

خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں سحری فوت نہ ہو جائے۔<sup>①</sup>

معلوم ہوا کہ ماہ رمضان میں تہجد اور قیام رمضان الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی نماز ہے۔

سرے سے منقول ہی نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان المبارک کی کسی رات کو تہجد اور قیام رمضان کا الگ الگ اہتمام کیا ہو۔

### قیام رمضان: گیارہ رکعات

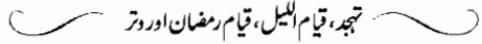
ابو سلمہ ؓ نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی رات والی نماز کیسی تھی؟ سیدہ صدیقہ کبریؓ نے فرمایا: رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (بالمعموم) گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔<sup>②</sup>

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعات قیام رمضان کرایا، پھر وتر پڑھائے۔<sup>③</sup>

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین رات جو نماز پڑھائی تھی، وہ گیارہ رکعات ہی تھیں۔

سیدنا سائب بن یزید ؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عمرؓ نے سیدنا ابو بن کعب اور

① [صحیح] جامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء في قیام شهر رمضان، حدیث: 806، و سنده صحيح، وسنن أبي داود، شهر رمضان، باب في قیام شهر رمضان، حدیث: 1375. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاری، التہجد، باب قیام النبي ﷺ باللیل فی رمضان وغیره، حدیث: 1147، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل وعد رکعات النبي ﷺ فی اللیل، حدیث: 738. ③ [حسن] صحيح ابن خزیمة، ذکر الوتر، باب ذکر دلیل بأن الوتر ليس بفرض، حدیث: 1070، ومسند أبي يعلیٰ، حدیث: 1802. امام ابن خزیمة نے اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 920 میں اسے صحیح کہا ہے۔ عسکر بن جاریہ جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہیں، لہذا یہ سند حسن لذاته ہے۔



سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات قیام رمضان پڑھائیں۔<sup>①</sup>

ثابت ہوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے کے قاریوں کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا علی بن ابوطالب، سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے 20 رکعات قیام اللیل کی تمام روایات سنداً ضعیف ہیں۔

### حری اور نماز فجر کا درمیانی وقفہ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

«أَنَّهُمْ تَسْحَرُوا مَعَ النَّبِيِّ صلوات الله عليه وسلم ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ بَيْسِهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ، يَعْنِي آيَةً»

”انہوں نے رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی، پھر نماز فجر کے لیے کھڑے ہو گئے (اور نماز پڑھی)۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ دونوں (حری اور نماز) میں کتنا وقفہ تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ (حری سے فراغت اور نماز میں داخل ہونے کا وقفہ) اتنا تھا جتنی دیر میں کوئی شخص قرآن حکیم کی پچاس یا سانچھ آیتیں پڑھ لیتا ہے۔“<sup>②</sup>

① [صحیح] الموطأ للإمام مالک، الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قیام رمضان، حدیث: 256. ضیاء المقدسی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر، حدیث: 575.

## نمازِ سفر

سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار فرض رکعتوں کو دو دو پڑھنا قصر (کم کرنا) کہلاتا ہے۔ فجر اور مغرب میں قصر نہیں ہے۔ جو شخص ارادہ سفر کے ساتھ اپنے گھر سے چلے اور اپنی آبادی سے نکل جائے تو وہ از روئے شریعت مسافر ہے اور اپنی فرض نماز میں قصر کر سکتا ہے۔ چنانچہ سیدنا انس رض سے روایت ہے:

«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى الظُّهُرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّى الْعَضْرَ  
بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ»

”رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں۔“<sup>①</sup>

ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین (شرعی) میل کے فاصلے پر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے لیے روانہ ہوئے تو ذوالحلیفہ پہنچ کر نماز عصر کا وقت ہو گیا، تو آپ نے وہاں عصر میں قصر کر لی۔

رسول اللہ ﷺ جب تین (شرعی) میل یا تین فرسنگ کی مسافت پر نکلتے تو نماز دو رکعتیں پڑھتے۔<sup>②</sup>

<sup>①</sup> صحیح البخاری، التقصیر، باب يقصر إذا خرج من موضعه، حدیث: 1089 و 1546، 1547.  
وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، حدیث: 690 واللفظ له. <sup>②</sup> صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، حدیث: 691.

اس حدیث میں راویٰ حدیث شعبہ نے پوری ایمانداری سے کام لیتے ہوئے تین میل یا تین فرسنگ کہا ہے، یعنی اسے شک ہے کہ اس کے استاذ نے تین میل یا تین فرسنگ (نومیل) کا بتایا ہے۔ پس مسافر کو چاہیے کہ احتیاطاً نومیل پر قصر کر لے۔ (اپنی آبادی کی حدود سے نکلنے کے بعد) اگر منزل مقصود نو (۹) میل یا اس سے زیادہ مسافت پر واقع ہو تو مسافر قصر کر سکتا ہے۔<sup>①</sup>

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی شاہزادہ کے ساتھ سفر میں رہا، یہ سب (چار کی بجائے) دو رکعتیں ہی پڑھا کرتے تھے۔<sup>②</sup> سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الْصَّلَاةِ إِنْ خَفْتُمْ أَنْ يَقْتَنِي إِلَيْكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾

”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر ادا کرو اگر تھیں ڈر ہو کہ کافر حملہ کر کے تھیں فتنے میں ڈال دس گے۔“<sup>③</sup>

آج ہم امن میں ہیں، نماز قصر کیوں کریں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بھی یہی تعجب تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: (”امن کی حالت میں قصر کی احاظت دینا) اللہ کا تم پر احسان ہے اسے قبول کرو۔“<sup>④</sup>

سیدنا حارش بن وہب رض کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مٹی میں قصر نماز پڑھائی، حالانکہ ہم تعداد میں بہت زیادہ اور نہایت امن کی حالت میں تھے۔<sup>۵</sup>

① شرعی 9 میل تقریباً ساڑھے 22 کلومیٹر بنتے ہیں۔

<sup>②</sup> صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، حديث: 689.

<sup>③</sup> النساء: 4: 101. <sup>④</sup> صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها،

<sup>٤٤</sup> حديث: 686. <sup>٥</sup> صحيح البخاري، التقصير، باب الصلاة بمني، حديث: 1083 و 1656.

## قصر کی حد

اگر کوئی مسافر کسی علاقے میں متعدد تھہرے کے آج جاؤں گا یا کل تو نماز قصر کرتا رہے، خواہ کئی مہینے لگ جائیں۔

ابو جرہ نصر بن عمران رض سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابن عباس رض سے سوال کیا کہ ہم غزوے کی غرض سے خراسان میں طویل قیام کرتے ہیں، کیا ہم پوری نماز پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: دور کعتیں ہی پڑھا کرو، خواہ تمھیں (کسی جگہ متعدد مسافر کی حیثیت سے) دس سال قیام کرنا پڑے۔<sup>①</sup>

اگر انہیں دن تک تھہرے کا ارادہ ہو تو نماز میں قصر کرے۔ اور اگر انہیں روز سے زائد تھہرے کا ارادہ ہو تو پھر (پہلے ہی روز سے) نماز پوری پڑھنی چاہیے۔<sup>②</sup>

سیدنا ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (فتح مد کے موقع پر کہ میں) 19 دن قیام کیا اور قصر کرتے رہے۔ سیدنا ابن عباس رض نے فرمایا: اگر سفر میں کہیں 19 دن اقامت کریں گے اور اگر انہیں دن سے زیادہ اقامت کریں گے تو پوری نماز پڑھیں گے۔<sup>③</sup>

« صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب قصر الصلاة بمعنى، حديث : 696 .

① المصنف لابن أبي شيبة: 2/210، حديث: 8202. دوسرا نسخه، ح: 2/453، 454، وسنده صحيح.

② اس کی بابت اختلاف ہے۔ ایک مسلک تو یہی ہے جس کا اظہار اس کتاب میں کیا گیا ہے کہ مسافر 19 روز تک قصر کر سکتا ہے۔ دوسرا مسلک 14 دن کا اور تیسرا مسلک 3 دن کا ہے۔ اسی طرح آخری مسلک کو عملاً اہل حدیث کی اکثریت نے راجح قرار دیا اور اختیار کیا ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: ”إتحاف الكرام“ شرح بلوغ المرام، الصلاة، باب صلاة المسافر والمريض، احادیث ثبیر عربی ایڈیشن: 421، 425، اردو ایڈیشن: 344، 346، ر، اس مسئلے میں پہلا مسلک ہی راجح ہے۔ دیکھیے میری کتاب هدیۃ المسلمين، ص 78، حديث: 32. ③ صحيح البخاري، التقصیر، باب ماجاء في التقصير وكم يقيم حتى»

سفر میں اذان اور جماعت

سیدنا مالک بن حويرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو آدمی (میں اور میرا چیاز اد بھائی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”جب تم سفر پر جاؤ تو اذان اور اقامت کہو،  
<sup>①</sup> پھر تم میں جو بڑا ہو، وہ امامت کرائے۔“

سفر میں دونمازیں جمع کرنا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوران سفر میں ظہر اور عصر کو اور  
<sup>②</sup> مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔

ایک نماز کے وقت میں دوسری کو ملا کر پڑھنا ”جمع“ کہلاتا ہے۔ جمع کی دو صورتیں ہیں:  
جمع تقدیم: ظہر کے وقت نماز ظہر کے ساتھ نمازِ عصر اور مغرب کے وقت نمازِ مغرب کے  
ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا۔

جمع تاخیر: عصر کے وقت نمازِ عصر کے ساتھ نمازِ ظہر اور عشاء کے وقت نمازِ عشاء کے  
ساتھ مغرب کی نماز پڑھنا۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ توبک کے موقع پر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو موخر کر کے عصر کے وقت میں نمازِ عصر کے  
ساتھ جمع فرمائیتے اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر کو اسی وقت،  
یعنی ظہر کے وقت میں ادا فرماتے۔ اسی طرح اگر سورج غروب ہونے سے پہلے سفر شروع کرتے

”بَقْصَر؟ حَدِيثٌ: 1080. ① صَحِيفَةُ الْبَخَارِيِّ، الْأَذَانُ، بَابُ الْأَذَانَ لِلْمَسَافِرِينَ إِذَا كَانُوا  
جَمَاعَةً وَالْإِقَامَةُ، حَدِيثٌ: 630. ② صَحِيفَةُ الْبَخَارِيِّ، التَّقْصِيرُ، بَابُ الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ  
الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، حَدِيثٌ: 1107، وَصَحِيفَةُ مُسْلِمٍ، صَلَاتُهُ الْمَسَافِرِينَ، بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ  
الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ، حَدِيثٌ: (51)-705.

تو مغرب کو موخر کر کے عشاء کے وقت میں نمازِ عشاء کے ساتھ پڑھ لیتے اور اگر سورج غروب ہونے کے بعد سفر شروع کرتے تو نمازِ مغرب اور عشاء کو اسی (مغرب کے) وقت پڑھ لیتے۔<sup>①</sup>

سیدنا معاذ بن جبل رض والی حدیث کی تائید سیدنا ابن عباس رض کی حدیث سے ہوتی ہے جسے یہیقی نے روایت کیا اور اسے صحیح کہا ہے۔<sup>②</sup> مزید اس بارے میں سیدنا ابن عمر رض اور سیدنا انس رض سے بھی روایات مردی ہیں۔<sup>③</sup>

### سفر میں سنتیں معاف ہیں

حفص بن عاصم رض سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رض نے ان سے کہا: اے میرے بھتیجے! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے ہمراہ سفر میں رہا مگر آپ نے دور کعتوں سے زیادہ نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمائی۔ اور میں سیدنا ابو بکر رض کے ہمراہ سفر میں رہا، پھر سیدنا عمر رض کے ہمراہ سفر میں رہا اور پھر سیدنا عثمان رض کے ہمراہ سفر میں رہا۔ ان سب نے سفر میں دور کعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی۔ اور اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم (کی زندگی) میں تمہارے لیے بہتر نمونہ ہے۔<sup>④</sup>

[۱] صحیح سنن أبي داود، صلاة السفر، باب الجمع بين الصلاتين، حدیث: 1220، وسنه صحيح، وجامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في الجمع بين الصلاتين، حدیث: 554، 553. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 549 میں اسے صحیح اور امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔ [۲] السنن الکبریٰ للیہیقی: 3/163. [۳] صحیح البخاری، التقصیر، باب تصلی المغرب ثلاثة في السفر، حدیث: 1091، 1111، 1112، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، حدیث: 704، 703. [۴] صحیح البخاری، التقصیر، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة، حدیث: 1102، 1101، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، حدیث: 689.

معلوم ہوا کہ سفر میں سنتیں، نفل سب معاف ہیں۔ سیدنا ابن عمر رض میدان مٹنی میں دو رکعتیں (نماز قصر) پڑھ کر اپنے بستر پر چلے جاتے تھے۔ حفص رض کہتے ہیں: میں نے کہا: چچا جان! اگر اس کے بعد آپ دور رکعتیں (سنن) پڑھ لیا کریں تو کیا حرج ہے؟ فرمایا: اگر مجھے یہ کرنا ہوتا تو (فرض) نماز ہی پوری پڑھ لیتا۔<sup>①</sup>

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزادفہ تشریف لے گئے تو ایک اذا ان اور دو اقامتوں سے نماز مغرب اور عشاء جمع کیں اور درمیان میں سنتیں نہیں پڑھیں۔<sup>②</sup>

### حضر میں دونمازوں کا جمع کرنا

سیدنا ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا، حالانکہ وہاں (دشمن کا) خوف تھا نہ سفر کی حالت تھی۔ (راوی) ابو زیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رض سے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تھا؟ سعید نے جواب دیا: جس طرح تم نے مجھ سے دریافت کیا ہے، اسی طرح میں نے سیدنا ابن عباس رض سے پوچھا تھا تو انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو دشواری میں نہیں رکھنا چاہتے تھے۔<sup>③</sup>

سیدنا ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے خوف اور سفر کے بغیر ظہر اور عصر کو اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھا۔<sup>④</sup>

عبداللہ بن شقيق رض سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا ابن عباس رض نے بصرہ میں

① صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب قصر الصلاة بمعنى، حديث : (18)- 694.

② صحيح مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، حديث : 1218. ③ صحيح مسلم، صلاة

المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، حديث : (50)- 705. ④ صحيح مسلم،

صلاة المسافرين، بباب الجمع بين الصلاتين في الحضر، حديث: 705.

عصر کے بعد ہمیں خطبہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے چکنے لگے۔ کسی نے کہا کہ نماز (مغرب) کا وقت ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے سنت نہ سکھاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ظہر و عصر اور مغرب و عشاء ملا کر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ عبد اللہ بن شقيق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے شبہ پیدا ہوا، میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے ان کی تصدیق کی۔<sup>①</sup>

① صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصالاتين في الحضر، حدیث: (57)-705. ان روایات سے معلوم ہوا کہ شدید ضرورت اور شرعی عذر کی بنا پر حضرت مسیحی کبھار جمع بین الصالاتین جائز ہے لیکن یاد رہے کہ بغیر عذر کے ایسا کرنا یا اس کو معمول بنا لینا غلط ہے۔ (زع) یعنی ناجائز قسم کے حالات (شرعی عذر) میں حالات اقامت میں بھی دونمازیں جمع کر کے پڑھی جاسکتی ہیں۔ تاہم شدید ضرورت کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں، جیسے کار و باری لوگوں کا عام معمول ہے کہ وہ سستی یا کار و باری مصروفیت کی وجہ سے دونمازیں جمع کر لیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں، بلکہ خحت گناہ ہے۔ ہر نماز اس کے مقام و وقت ہی پر پڑھنا ضروری ہے، سوائے ناجائز حالات کے۔ (ع، ر)

## نماز جمعہ

### رجمعہ کے دن کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرٌ يَوْمٌ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلُقُ آدَمُ، وَفِيهِ أَذْخَلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ»

”بہترین دن جس پر سورج طلوع ہو کر چکے، جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔“<sup>①</sup>

### رجمعہ کی فرضیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ مَا ذُلِّكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

”اے اہل ایمان! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (خطبہ اور نماز) کی طرف دوڑوا اور (اس وقت) کاروبار چھوڑو۔ اگر تم سمجھو

① صحیح مسلم، الجمعة، باب فضل يوم الجمعة، حدیث: 854.

تو یہ تکھارے حق میں بہت بہتر ہے۔<sup>①</sup>

سیدنا ابوالجعد ضمری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ستیٰ کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“<sup>②</sup>  
آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ جمعہ چھوڑنے سے بازا آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ غافل ہو جائیں گے۔“<sup>③</sup>

سیدنا ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے گھروں کو جو (بلاعذر) جمع سے پچھے رہتے ہیں، جلاویں کا قصد کیا۔<sup>④</sup>

معلوم ہوا کہ جمعہ چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے، اس پر شدید وعدہ ہے، لہذا ہر مسلمان پر جمع پڑھنا فرض ہے۔ اس میں ہرگز ستیٰ نہیں کرنی چاہیے۔ جب خطیب منبر پر چڑھے اور اذان ہو جائے تو سارے کار و بار حرام ہو جاتے ہیں۔

### رجوع کے متفرق مسائل

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے، اس پر جمعہ فرض ہے۔ غلام، عورت، نابغ بچہ اور مریض جمعے کی فرضیت سے مستثنی ہیں۔“ (اگر چاہیں تو پڑھ لیں ورنہ ظہر کی نمازاً دا کریں)۔<sup>⑤</sup>

① الجمعة 9:62. ② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، حدیث: 1052، وسنده حسن، وجامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في ترك الجمعة، حدیث: 500. امام ترمذی نے اسے حسن اور امام حاکم نے المستدرک : 280/1، ابن خزیم نے حدیث: 1857، 1858 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 554,553 میں اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ③ صحيح مسلم، الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، حدیث: 865. ④ صحيح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجمعة و بيان التشديد في التخلف عنها.....، حدیث: 652. ⑤ [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الجمعة للملوك والمرأة، «

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دیہاتیوں پر بھی نماز جمعہ فرض ہے کیونکہ انھیں اس عام حکم سے مستثنی نہیں کیا گیا۔

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعے کے دن خوب اپھی طرح نہا کر جلدی سے پیدل، مسجد جائے، سوار ہو کر نہ جائے، امام کے نزدیک بیٹھ کر دل جمعی سے خطبہ سنئے اور کوئی لغوابت نہ کرے تو اسے ہر قدم پر ایک برس کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ہوگا۔“<sup>①</sup>

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعے کے دن نہا جائے اور جس قدر پا کی حاصل ہو سکے کرے، (موچھیں کترائے، ناخن کٹائے، زیر ناف بال موٹائے اور بغلوں کے بال دور کرے) پھر اپنا تیل یا اپنے گھر (والی کی خوبیوں) سے خوبیوں کے اور (جمعے کے لیے) مسجد جائے۔ (وہاں) دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ ڈالے ( بلکہ جہاں جگہ ملے اس پر اکتفا کرے) پھر اپنی نماز پڑھئے جتنی اس کی قسمت میں ہے، پھر دوران خطبہ میں خاموش رہے تو اس کے گزشتہ جمعے سے لے کر اس جمعتک کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جو شخص غسل کر کے جمعے کے لیے آتا ہے اور خطبہ شروع ہونے تک جس قدر ہو سکے نوافل ادا کرتا ہے، پھر خطبہ جمعہ شروع سے آخر تک خاموشی کے ساتھ سنتا ہے تو اس کے گزشتہ جمعے سے لے کر اس جمعتک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“<sup>③</sup>

» حدیث: 1067، وسنده صحيح، امام نووی نے المجموع: 483/4 میں اسے صحیح کہا ہے۔

① [صحیح] جامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في فضل الغسل يوم الجمعة، حدیث: 496، وسنن أبي داود، الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة، حدیث: 345، وسنده صحيح، امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ ابن حبان نے حدیث: 559 میں، امام حاکم نے: 282، 281/1 میں اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاری، الجمعة، باب الدهن للجمعة، حدیث:

③ صحيح مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، 883

● سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسجد نبوی کے بعد جو سب سے پہلا جمعہ پڑھا گیا، وہ بحرین کے گاؤں ”جواثی“ میں عبدالقیس کی مسجد میں تھا۔<sup>①</sup>  
اس سے ثابت ہوا کہ گاؤں میں بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر لوگ گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔

سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ”نقیع الخضمات“ کے علاقے میں بنویاضہ کی لمبستی ”هزم النبیت“ (جومدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھی) میں جمعہ قائم کیا۔<sup>②</sup>

● جمعے کے دن بارش ہو رہی ہو تو نماز جمعہ کے متعلق بھی [صلوا فی بُيُوتکُم] ”گھروں میں نماز پڑھو۔“ کہنا اور نماز گھروں میں پڑھنا درست ہے۔<sup>③</sup>

سیدنا عبد اللہ بن زیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمعے کے دن عید ہوئی تو انہوں نے کافی دیر سے نماز عید پڑھائی، جمعہ نہ پڑھایا۔ اس واقعہ کی خبر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے فرمایا: ان کا یہ عمل سنت کے مطابق ہے۔<sup>④</sup>

● بنی اکرم رضی اللہ عنہم نے دوران خطبہ میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔<sup>⑤</sup>

» حدیث: 857. ① صحيح البخاری، الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، حدیث: 892. [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الجمعة في القرى، حدیث: 1069، وسنده حسن، وسنن ابن ماجه، حدیث: 1082، امام ابن خزیم، حدیث: 1724، حاکم: 281/1 اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاری، الجمعة، باب الرخصة إن لم يحضر الجمعة في المطر، حدیث: 901. مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے، اس لیے کہ بنی اکرم رضی اللہ عنہم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حج، جہاد وغیرہ کے لیے سفر کیے، تعداد زیادہ ہونے کے باوجود بھی ان اہل سفر نے جمعہ کی نماز نہیں پڑھی، اس کی وجہے ظہر کی نماز پڑھی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے إرواء الغليل، حدیث: 591، والموسوعة الفقهية لحسین بن عودہ: 2/367. (ع۔و) ③ صحيح [سنن النسائي، صلاة العيدین، باب الرخصة في التخلف عن الجمعة لمن شهد العيد، حدیث: 1593، وسنده صحيح، امام ابن خزیم نے حدیث: 1465 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ [حسن] جامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في كراهة الاحتباء والإمام يخطب، حدیث: 514. امام ترمذی نے اسے «

گوٹ مارنا اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ ہاتھ یا کپڑے کے ساتھ رانوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھیں۔ اس طرح بیٹھنے سے عموماً نیند آ جاتی ہے، پھر آدمی خطبہ نہیں سن سکتا، علاوہ ازیں اس حالت میں آدمی اکثر گر پڑتا ہے، نیز تہند پہنچنے کی صورت میں شرمگاہ کے بے حجاب ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

- سیدنا جابر بن سرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے۔ جو شخص یہ کہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، اس نے غلط بیانی کی۔<sup>①</sup>
- سیدنا کعب بن عجرہ رض سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبد الرحمن بن ام الحکم بیٹھے ہوئے خطبہ دے رہا تھا۔ سیدنا کعب رض نے کہا: اس خبیث کی طرف دیکھو، بیٹھے ہوئے خطبہ دیتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

**﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهُوَا انْفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرْكُونَ قَائِمًا﴾**

”اور جب یہ لوگ کوئی سودا بکتا دیکھتے ہیں یا کوئی تماشادیکھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگ اٹھتے ہیں اور آپ کو (خطبے میں) کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔“<sup>②</sup>  
معلوم ہوا کہ بیٹھ کر خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے جمعے کا خطبہ دیا۔ آپ کے سر پر سیاہ رنگ کی گیڑی تھی۔ اس کے دونوں سرے آپ نے کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔<sup>③</sup>
- رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنانے سے منع فرمایا۔<sup>④</sup>

”حسن کہا ہے، وسنده حسن۔① صحیح مسلم، الجمعة، باب ذکر الخطبین قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة، حدیث: 862. ② الجمعة 11:62. صحیح مسلم، الجمعة، باب فی قوله تعالى: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهُوَا انْفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرْكُونَ قَائِمًا﴾، حدیث: 864. ③ صحیح مسلم، الحج، باب جواز دخول مکہ بغیر إحرام، حدیث: 1359. ④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة، حدیث: 1079، وسنده حسن، وجامع الترمذی،“

• سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شدید سردی میں جمعے کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور شدید گری میں دری سے پڑھتے تھے۔<sup>①</sup>

• سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے ہوتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی اور غصہ سخت ہو جاتا (جو شی میں آ جاتے تھے)۔ (گویا کہ آپ ہمیں کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں جو صبح یا شام ہم پر حملہ کرنے والا ہو اور فرماتے: ”میں اور قیامت اس طرح ساتھ ساتھ بیجھے گئے ہیں۔“ یہ کہتے ہوئے آپ اپنی شہادت کی اور درمیانی انگلی ملاتے۔<sup>②</sup>

• نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”(امام کے ساتھ) جتنی نماز پالو، وہ پڑھو اور جورہ جائے، اسے پورا کرو۔“<sup>③</sup>

لیکن جمعے کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر جمعے کی نماز میں سے ایک رکعت امام کے ساتھ ملے تو اس کے ساتھ ایک رکعت اور ملائکر نماز جمعہ پوری کر لے اور اگر دوسری رکعت بھی نہ پاسکا تو پھر چار رکعت پڑھے گا، اس کی دلیل سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلَيُصِلْ إِلَيْهَا أُخْرَى»

”جو شخص جمعے کی ایک رکعت پائے تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے۔“<sup>④</sup>

”الصلاۃ، باب ما جاء في كراهة البيع والشراء، وإنشاد الفضالة والشعر في المسجد،“ حدیث: 322. امام ترمذی نے اسے حسن بجد امام ابن خزیم نے حدیث: 1816 میں اسے صحیح کیا ہے۔ مسند أحمد: 2/179، وأطراف المسند: 4/32، حدیث: 517. ① صحيح البخاري، الجمعة، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، حدیث: 906. ② صحيح مسلم، الجمعة، باب تحريف الصلاة والخطبة، حدیث: 867. ③ صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار و سکينة.....، حدیث: 602. ④ سنن الدارقطنی: 2/12، حدیث: 1592، وسندہ حسن.

اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے

«مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا إِلَّا أَنْ يَقْضِي مَافَاتَهُ»

”جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی تو اس نے جمعہ پالیا لیکن فوت شدہ رکعت کی قضا  
دے گا۔“<sup>①</sup>

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ایک رکعت بھی نہ پانے والا دور کعین نہیں پڑھے گا بلکہ  
چار رکعت ظہر کی پڑھے گا۔<sup>②</sup>

ر دو ران خطبہ میں دور کعین پڑھ کر بیٹھنا

رسول اللہ ﷺ نے جمعے کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص (سیدنا مسیک غطفانی رضی اللہ عنہ) مسجد  
میں آئے اور دور کعین پڑھے بغیر بیٹھ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ”کیا تم نے دو  
کعین پڑھی ہیں؟“ انہوں نے عرض کیا: ”نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے حکم دیا:  
”کھڑے ہو جاؤ اور دور کعین پڑھ کر بیٹھو۔“<sup>③</sup>

پھر آپ نے (ساری امت کے لیے) حکم دے دیا: ”جب تم میں سے کوئی ایسے وقت  
مسجد میں آئے کہ امام (جمعے کا) خطبہ دے رہا ہو تو اسے دو مختصری رکعین پڑھ لئی  
چاہئیں۔“<sup>④</sup>

جمعے سے پہلے نوافل کی تعداد مقرر نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ نے اجازت دی ہے کہ جتنے

① السنن الکبریٰ للبیهقی: 3/204، وسننه صحيح. ② مزید دیکھیے تمام المنۃ، ص: 340،  
ابو القاسم الغلیل: 3/83 اور الموسوعۃ الفقهیۃ لحسین بن عودۃ: 2/393. ③ صحيح البخاری،  
الجمعة، باب إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب.....، حدیث: 931، 930، وصحیح مسلم، الجمعة،  
باب ما جاء في النطوع مثني مثني، حدیث: 875. ④ صحيح البخاری، الجمعة، باب التحية  
والإمام يخطب، حدیث: 1166، وصحیح مسلم، الجمعة، باب التحية.  
. 875 و(59)- حدیث:

بمسانی پڑھ سکتے ہیں، پڑھ لیں۔<sup>①</sup>  
مگر کم از کم تعداد، یعنی تجیہ المسجد والی دور کعینیں ضروری ہیں۔

### ر گردنیں پھلانگنے کی ممانعت

سیدنا عبد اللہ بن بسر رضوی سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگنا ہوا آنے لگا تو آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا: ”بیٹھ جاؤ! تم نے (اس عمل سے لوگوں کو) ایذا دی ہے۔“<sup>②</sup>  
معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے لیے آنے والوں کو چاہیے کہ جہاں جگہ ملے، وہیں بیٹھ جائیں۔

### ر جمعہ کے لیے پہلے آنے والوں کا ثواب

سیدنا ابو ہریرہ رضوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشته جمعے کے دن مسجد کے دروازے پر (ثواب لکھنے کے لیے) نہ مہر تے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے کا نام لکھ لیتے ہیں، پھر اس کے بعد آنے والے کا (اسی طرح نمبروار لکھتے جاتے ہیں۔) جو شخص نماز جمعہ کے لیے اول وقت مسجد میں جاتا ہے، اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا (حرم کی طرف) قربانی کے لیے اونٹ بھینجنے والے کو ثواب ملتا ہے، پھر جو بعد میں آتا ہے، اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے گائے بھینجنے والے کو ثواب ملتا ہے، اس کے بعد آنے والے کو دنبہ بھینجنے والے کے برابر، اس کے بعد آنے والے کو مرغی اور اس کے

① صحيح البخاري، الجمعة، باب الدهن للجمعة، حديث : 883، وصحیح مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، حديث: 857. ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب تحطی رقاب الناس يوم الجمعة، حديث: 1118، وسنده صحيح، امام حامن نے المستدرک: 1/ 288 میں، امام ابن خزیمہ نے حديث: 1811 میں ابن حبان نے الموارد، حديث: 572 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

بعد آنے والے کو انداد صدقہ کرنے والے کی مانند اجر ملتا ہے۔ پھر جب امام، خطبہ دینے کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے دفتر (لکھنے ہوئے اور اراق) لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔<sup>①</sup> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن ایک گھری ایسی ہے کہ جو مسلمان اس گھری میں نماز کی حالت میں کھڑا اللہ تعالیٰ سے بھلانی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ بھلانی ضرور عطا فرماتا ہے۔“<sup>②</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن قبولیت کی گھری امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے لے کر نماز کے خاتمے تک کے درمیان ہے۔“<sup>③</sup>

### خطبہ جمعہ کے مسائل

● رسول اللہ ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے، ان کے درمیان بیٹھتے، خطبے میں قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔<sup>④</sup>

آپ ﷺ کی نماز بھی اوسط انداز کی اور خطبہ بھی اوسط انداز کا ہوتا تھا۔<sup>⑤</sup>

① صحیح البخاری، الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة يوم الجمعة، حدیث: 929، صحيح مسلم، باب فضل التهجد يوم الجمعة، حدیث: 24-850۔ اس حدیث میں بالترتیب پانچ چیزوں کا ذکر ہے: اونٹ، گائے، دنبے، مرغی اور انڈا۔ اس کی صورت یہ ہو گی کہ جمعے کے دن طوع آفتاب سے لے کر خطبہ جمعہ کے آغاز تک کے وقت کو پانچ برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے جو جو شخص پہلے حصے میں مسجد پہنچا، اسے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملے گا..... موطا امام مالک میں ”الساعة الأولى“ کے الفاظ سے اس توجیہ کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ② صحیح البخاری، الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة، حدیث: 935، صحيح مسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، حدیث: 852۔ ③ صحیح مسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، حدیث: 853۔ ایک قول کے مطابق قبولیت کی گھری نماز عصر سے لے کر غروب آفتاب کے درمیان آتی ہے۔

④ صحیح مسلم، الجمعة، باب ذکر الخطبین قبل الصلاة.....، حدیث: 862۔ ⑤ صحیح «

- آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی بُی نماز اور مختصر خطبہ دانائی کی علامت ہے، لہذا نماز طویل کرو اور خطبہ مختصر کرو۔“<sup>①</sup>
- نبی اکرم ﷺ خطبہ جمعہ میں سورہ ق کی تلاوت فرماتے تھے۔<sup>②</sup>
- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے خطبے میں جب تو اپنے پاس بیٹھنے والے کو (از راہ صحت) کہئے: ”چپ رہو۔“ تو بلاشبہ تو نے بھی لغو (کام) کیا۔“<sup>③</sup> اس سے ثابت ہوا کہ دوران خطبہ میں (سامعین کو آپس میں) کسی قسم کی بات کرنی جائز نہیں ہے۔ بڑی خاموشی سے خطبہ سننا چاہیے، البتہ خطیب اور سامع ضرورت کے وقت ایک دوسرے سے مخاطب ہو سکتے ہیں۔<sup>④</sup>
- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھے۔ نافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا صرف جمعہ میں منع ہے؟ فرمانے لگے: جمعہ میں اور اس کے علاوہ بھی۔<sup>⑤</sup>
- سیدنا عمارہ بن رؤیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بشر بن مروان کو جمعے کے دن منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو ہلاک کرے۔ نبی اکرم ﷺ خطبہ میں صرف ایک ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔<sup>⑥</sup>

” مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حدیث: 866. ① صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حدیث: 869. ② صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حدیث: 872. ③ صحيح البخاري، الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، حدیث: 934، وصحیح مسلم، الجمعة، باب في الإنصات يوم الجمعة في الخطبة، حدیث: 851. ④ صحيح البخاري، الجمعة، باب رفع اليدين في الخطبة، حدیث: 932، وصحیح مسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، حدیث: 897. ⑤ صحيح البخاري، الجمعة، باب لا يقيم الرجل أخاه يوم الجمعة ويقعد مكانه، حدیث: 911. ⑥ صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة، حدیث: 874.

- نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور آپ کے ہاتھ میں عصایا کمان تھی۔<sup>①</sup>
- نبی اکرم ﷺ دو خطبے دیتے اور ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔<sup>②</sup>

### ظہر احتیاطی بدعت ہے

بعض لوگ نماز جمعہ کے علاوہ ”ظہر احتیاطی“ پڑھتے اور اس کا فتویٰ بھی دیتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک اور آپ کے بے شمار صحابہؓ کرام ﷺ سے جمعہ کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا کہیں ثابت نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ نماز جمعہ ادا کر لینے کے بعد (احتیاطاً) ظہر کے فرض پڑھنے والے اور اس کا حکم دینے والے اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ معاذ اللہ! کیا رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا اور لوگوں کو بتانا بھول گئے تھے جو بعد میں آنے والے لوگوں نے ایجاد کر کے تعمیل دین کی ہے؟ احتیاطی ظہر پڑھنے والوں اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اپنی آوازا وچی نہ کرو۔

### محض جمعے کے دن روزہ رکھنا

نبی اکرم ﷺ نے جمعے کا دن روزے کے لیے اور جمعے کی شب (جمرات اور جمعے کی درمیانی رات کو) عبادت کے لیے خاص کرنے سے منع فرمایا۔<sup>③</sup>

### رجمہ کی اذان

سیدنا سائب بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعے کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام خطبے کے لیے منبر پر بیٹھتا۔ جب

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس، حدیث: 1096، وسنده حسن، امام ابن خزیم نے حدیث: 1778 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاري، الجمعة، باب القعدة بين الخطيبين يوم الجمعة، حدیث: 928. ③ صحيح مسلم، الصيام، باب كراهة إفراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عادته، حدیث: 1144.

سیدنا عثمان بن عفی خلیفہ بنے اور لوگ زیادہ ہو گئے تو زوراء (جگہ) پر ایک اور اذان دی جانے لگی۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: زوراء مدینہ کے بازار میں ایک مقام ہے۔<sup>①</sup>

مسجد کے اندر امام کے خطبے سے پہلے صرف ایک اذان ہے۔ عام طور پر مساجد میں خطبے کی اذان سے قبل دی جانے والی اذان کا ثبوت سیدنا عثمان بن عفی کے دور سے بھی نہیں ہے، لہذا اس سے احتساب کرنا چاہیے۔

جمعہ کے دن اذانِ جمعہ منبر کے پاس ہونی چاہیے۔<sup>②</sup>

<sup>①</sup> صحیح البخاری، الجمعة، باب الأذان يوم الجمعة، حدیث: 912. جمعہ کے دن اذانِ عثمانی کا پس مظیر یہ ہے کہ عہدِ نبوت میں مدینہ منورہ اور اس کی آبادی کا جنم سنبھال مختصر تھا، لوگوں کو آسانی سے اذان کا علم ہو جاتا تھا، عہدِ عثمانی میں جب آبادی زیادہ ہو گئی تو تمام لوگ اذان کی آواز سن نہیں پاتے تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ تکاک کئی لوگ مسجد میں بروقت چکنچکے سے رہ جاتے تھے، اس کا انتظامی حل یہ تکالا کیا کہ پہلے مسجد سے باہر بازار کے اندر، زوراء کے مقام پر اذان دی جاتی، اس سے کچھ ہی دیر بعد مسجدِ نبوی میں (دوسرا) اذان ہو جاتی۔ سیدنا عثمان بن عفی کا یہ اقدام بدعت نہیں ہے۔ (ع، ر) لیکن اس پر عمل ان اسباب و حالات کے ساتھ مشروط ہو گا جن کی بنیار سیدنا عثمان بن عفی نے اذان کی ابتدائی تھی اور وہ لوگوں کی کثرت اور ان کے گھروں کا مسجد سے دور ہونا ہے جس کی وجہ سے اذانِ مسجد کی آوازان نہیں پہنچی تھی تو انہوں نے لوگوں کے برع ہونے کی جگہ، یعنی بازار میں انھیں مطلع کرنے کے لیے اصل اذان سے کچھ دیر پہلے اس کا سلسلہ چلایا۔ آج کے زمانے میں اگر کوئی اس پر عمل کرنا چاہتا ہے تو انھی اسباب و شرائط اور ضرورت کو ملاحظہ کر کر اس پر عمل کرے، جبکہ عام طور پر جمعہ کے دن مساجد میں پہلی اذان کے نام سے دی جاتی والی اذان مذکورہ اسباب و شرائط نہ ہونے کی وجہ سے نہ تو اذانِ عثمانی ہے اور نہ اذانِ محمدی اس لیے اسے منسون اذان کہنا مشکل ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھیے الأجویۃ النافعۃ، ص: (9-14) (ع۔ و)

<sup>②</sup> دیکھیے المعجم الكبير للطبراني: 7/146, 147، حدیث: 6646 و رجالہ ثقات.



## احکام و مسائل

● سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«الغُسلُ . . . يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ الْفِطْرِ»

”جمعہ، عرفہ، قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیے۔“<sup>①</sup>

● سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

● عید الفطر کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے صدقۃ فطرہ ادا کرنا لازم ہے۔<sup>③</sup>

اس سے معلوم ہوا کہ صدقۃ الفطر نماز عید کے لیے جانے سے پہلے ادا کرنا لازم ہے اور اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں۔

● عید اگر جمعہ کے دن ہو تو نماز عید پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھ لیں یا ظہر، اختیار ہے۔<sup>④</sup>

① [صحیح] السنن الکبری للبیهقی، صلاة العیدین، باب غسل العیدین: 3/278، حدیث: 6124. اس کی سند صحیح ہے۔ ② [صحیح] الموطا للإمام مالک، العیدین، باب العمل في غسل العیدین والنداء فيهما والإقامة، حدیث: 436. اس کی سند صحیح بلکہ اصحاب الاسانید ہے۔ ③ صحیح البخاری، الزکاة، باب فرض صدقة الفطر، حدیث: 1503، وصحیح مسلم، الزکاة، باب الأمر بالخروج زکاة الفطر قبل الصلاة، حدیث: 986. ④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد، حدیث: 1070، وسنده حسن، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ما جاء فيما إذا اجتمع العيدان في يوم، حدیث: 1310. حاکم نے المستدرک: 288/1 میں، ابن خزیم نے حدیث: 1464 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

- رسول اللہ ﷺ نے عیدین کی نماز، اذان اور تکبیر کے بغیر پڑھی۔<sup>۱</sup>
- سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نماز عید کے لیے اذان ہے نہ تکبیر، پکارنا ہے نہ کوئی اور آواز۔<sup>۲</sup>
- آپ ﷺ نے عیدگاہ میں سوائے عید کی درکعتوں کے نہ پہلے نفل پڑھنے نہ بعد میں۔<sup>۳</sup>
- نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لیے نکلتے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھ کر کھاتے۔<sup>۴</sup>
- رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے روز طلاق بھوریں کھا کر عیدگاہ جایا کرتے تھے۔<sup>۵</sup>
- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب شہر جا کر عید کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکتے تو اپنے غلاموں اور اہل و عیال کو جمع کرتے اور اپنے غلام عبد اللہ بن ابو عتبہ رضی اللہ عنہ کو شہر والوں کی نماز کی طرح نماز پڑھانے کا حکم دیتے۔<sup>۶</sup>
- رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک فُتر سوار قائلہ آیا، اس نے گواہی دی کہ انھوں نے کل

<sup>۱</sup> صحيح البخاري، العيدین، باب المشي والركوب إلى العيد.....، حدیث: 960، وصحیح مسلم، صلاة العيدین، باب: کتاب صلاة العيدین، حدیث: 885. <sup>۲</sup> صحيح مسلم، صلاة العيدین، باب: کتاب صلاة العيدین، حدیث: 886. <sup>۳</sup> صحيح البخاري، العيدین، باب الصلاة قبل العيد وبعدها، حدیث: 989، وصحیح مسلم، صلاة العيدین، باب ترك الصلاة قبل العيد وبعدها في المصلى، حدیث: (13)-884. <sup>۴</sup> [حسن] جامع الترمذی، العيدین، باب ماجاء في الأكل يوم الفطر قبل الخروج، حدیث: 542، وسنده حسن، وسنن ابن ماجہ، الصیام، باب في الأكل يوم الفطر قبل أن يخرج، حدیث: 1756. ابن حبان نے الموارد، حدیث: 593 میں، ابن فزیمہ نے حدیث: 1426 میں، حامم نے المستدرک: 294 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ <sup>۵</sup> صحيح البخاري، العيدین، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج، حدیث: 953. <sup>۶</sup> صحيح البخاري، العيدین، باب إذا فاته العيد يصلى ركعتين، قبل الحديث: 987 معلقاً والسنن الكبرى للبيهقي، صلاة العيدین، باب صلاة العيدین سنة أهل الإسلام حيث كانوا: 305/3، حدیث: 6237. اس کی سند صحیح ہے۔

چاند دیکھا تھا تو آپ نے ہمیں روزہ افطار کرنے اور دوسرے دن عید کی نماز کے لیے نکلنے کا حکم دیا۔ (کیونکہ روئیت ہلال کی خبر اتنی دیر میں پہنچی کہ نماز عید کا وقت نکل چکا تھا)۔<sup>①</sup>

● عید کے دن مسجد میں صحابہ نے جنگلی کھیلوں کا مظاہرہ کیا۔<sup>②</sup>

● سیدنا عبد اللہ بن بسر رض عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے روز نماز کے لیے گئے۔ امام نے نماز میں تاخیر کر دی تو وہ فرمائے گئے: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم اس وقت نماز سے فارغ ہو چکے ہوتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ چاشت کا وقت تھا۔<sup>③</sup>

● عید گاہ میں جس راستے سے جائیں، واپسی پر راستہ تبدیل کریں۔<sup>④</sup>

### ر عورتوں کے لیے عید گاہ میں آنے کا حکم

● سیدہ ام عطیہ رض کہتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم (سب عورتوں کو حتیٰ کہ) حیض والیوں اور پردے والیوں کو (بھی) دونوں عیدوں میں (گھروں سے) نکالیں تاکہ وہ (سب) مسلمانوں کی جماعت (نماز) اور ان کی دعا میں حاضر ہوں۔ اور فرمایا: حیض والیاں جائے نماز سے الگ رہیں۔ (وہ نماز نہ پڑھیں) لیکن مسلمانوں کی دعاؤں اور تکبیروں میں شامل رہیں تاکہ اللہ کی رحمت اور بخشش سے حصہ پائیں۔ ایک عورت نے عرض کیا کہ اگر ہم میں

① [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب إذا لم يخرج الإمام للعيد من يومه يخرج من الغد، حدیث: 1157، وسنده صحيح، وسنن النسائي، صلاة العيدین، باب الخروج إلى العيدین من الغد، حدیث: 1558. ابن حزم: 92/5 اور یعنی: 316/3 نے اسے صحیح کہا ہے۔

② صحيح البخاري، الصلاة، باب أصحاب الحراب في المسجد، حدیث: 455,454 وصحیح مسلم، صلاة العيدین، باب الرخصة في اللعب.....، حدیث: (17)-892. ③ [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب وقت الخروج إلى العيد، حدیث: 1135، وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 1/295 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ④ صحيح البخاري، العيدین، باب من خالف الطريق إذا رجع يوم العيد، حدیث: 986.

سے کسی کے پاس چادر نہ ہو (تو پھر وہ کیسے عیدگاہ میں جائے؟) فرمایا: ”اے اس کی ساتھ دو ایسا عورت حادر اور ٹھادے (کسی دوسرا کی عورت سے حادر عمار بنا لے کر جائے)۔“<sup>①</sup>

- رسول اللہ ﷺ صحابہ اور صحابیاتؓ کو (حتیٰ کہ جیض والی عورتوں کو بھی) ساتھ لے کر عیدگاہ کی طرف جاتے۔
  - آپ کی عیدگاہ مسجد نبوی سے ہزار ہاتھ (ذراع) کے فاصلہ پر ابیقع کی طرف تھی۔<sup>②</sup>
  - رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر اور عثمان بن عیین کی نماز خطے سے پہلے پڑھتے تھے۔<sup>③</sup>

ر تکبیرات عید کا وقت

- حافظ ابن حجر علیہ الشہادت عکسیرات کے وقت ابتداء انتہا کے بارے میں فرماتے ہیں:  
رسول اللہ علیہ السلام سے اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ صحابہ علیہم السلام سے جو سب سے زیادہ صحیح روایت مردی ہے، وہ سیدنا علی علیہ السلام کا قول ہے۔
  - سیدنا علی علیہ السلام عرفہ کے دن نو ذوالحجہ کی فجر سے لے کر تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک عکسیرات کرتے۔<sup>(4)</sup>
  - سیدنا عبداللہ بن عمر علیہما السلام عید الفطر کے دن گھر سے عیدگاہ تک آواز بلند عکسیرات کرتے۔<sup>(5)</sup>

① صحيح البخاري، الحيسن، باب شهود الحائض العيدن ودعوة المسلمين.....، حديث: 971، 351، 324، 974، صحيح مسلم، صلاة العيدن، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيدن إلى المصلى.....، حديث: 890. ② فتح الباري: 2/ 449، تحت الحديث: 956.

<sup>③</sup> صحيح البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، حديث: 963,962، صحيح البخاري، العيدان، باب الخطبة بعد العيد، حديث: 884.

③ صحيح البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، حديث: 963,962، وصحیح مسلم، صلاة العيدین، باب: کتاب صلاة العیدین، حديث: 884. ④ [صحیح] السنن الکبری للیھقی، صلاة العیدین، باب من استحب أن یتندئ بالتكبیر خلف صلاة الصبح: 314/3، حدیث: 2675. امام حاکم نے المستدرک: 1/299 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس کی سمجھی ہے۔ ⑤ السنن الکبری للیھقی، صلاة العیدین، باب التکبیر ليلة النظر ويوم «

● امام زہری کہتے ہیں کہ لوگ عید کے دن اپنے گھروں سے عید گاہ تک تکبیرات کہتے، پھر امام کے ساتھ تکبیرات کہتے۔<sup>①</sup>

● سیدنا عبد اللہ بن عباس رض ذوالحجہ نماز عصر تک ان الفاظ میں تکبیرات کہتے:

«اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ وَأَجْلُ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ»

”اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ صاحب جلال ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لیے ساری تعریف ہے۔“<sup>②</sup>

● سلمان رض یوں تکبیرات کہتے:

«اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا»<sup>③</sup>

● مشہور تابعی ابراہیم خنی رض سے روایت ہے کہ لوگ عرفات کے دن نماز کے بعد قبلہ رخ حالت میں ہی ”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ“ پڑھتے تھے۔<sup>④</sup>

”الفطر: 3، 279، حدیث: 6129. امام تئنی فرماتے ہیں کہ حدیث سیدنا ابن عمر رض موقعاً صحیح ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔ ① المصنف لابن أبي شيبة: 1/488، حدیث: 5628، وسنده صحیح.

② [صحیح] المصنف لابن أبي شيبة: 1/489، حدیث: 5645، وسنده صحیح، 1/490، حدیث: 5654، وسنده صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 1/299 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحیح] السنن الکبریٰ للبیهقی، صلاة العیدین، باب کیف التکبیر؟ 3/316، حدیث 6282، وسنده صحیح، حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس بارے میں صحیح ترین قول سلمان رض کا ہے۔ فتح الباری: 2/462۔ ④ مصنف ابن أبي شيبة: 2/167، حدیث: 5649، وسنده صحیح، اس صحیح اثر سے معلوم ہوا کہ تکبیر کے مذکورہ الفاظ پڑھنا بھی صحیح ہے۔

## نماز عید کا طریقہ

رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ جاتے، سب سے پہلے نماز پڑھتے، پھر خطبہ دیتے جبکہ لوگ صفووں میں بیٹھے رہتے۔ خطبے میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور (اگر کہیں لشکر بھیجا ہوتا تو اس کی تیاری وغیرہ کا) حکم دیتے، پھر واپس لوٹتے۔<sup>①</sup>

<sup>②</sup> غسوكر کے قبلے کی طرف منہ کریں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدين کریں۔

پھر سننے پر ہاتھ باندھ کر دعائے استفتاح پڑھیں۔

پھر دعائے استفتاح ختم کر کے قراءت سے پہلے (خہر ہہر کر) سات تکبیریں کہیں۔

① صحيح البخاری، العیدین، باب الخروج إلى المصلى بغير منبر، حدیث: 956، وصحیح مسلم، صلاة العیدین، باب :كتاب صلاة العیدین، حدیث: 889. ② صحيح البخاری، الأذان، باب إلى أين يرفع يديه؟ حدیث: 738. ③ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب التكبير في العیدین، حدیث: 1151، وسنده حسن، امام احمد اور علی بن مدینی نے اسے صحیح کہا ہے۔

تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدين کرنے کی بابت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ سے کوئی صریح دلیل منقول نہیں۔ امام ابن حزم اس کی بابت لکھتے ہیں: [لَمْ يَصِحْ قَطُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ رَفَعَ فِيهِ يَدَيْهِ] (المحلی: 5/ 84، 83) ”رسول اللہ ﷺ سے یہ قطعاً ثابت نہیں کہ آپ نے ان تکبیروں میں رفع الیدين کیا ہے۔“ محقق عصر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ مسنون نہیں ہے۔ ابراء الغلیل: 3/ 114، تاہم تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدين کرنے کی بابت محدثین کرام، مثلاً: امام ابن المندرا اور امام تیجی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ہے: «وَيَرْفَعُهَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَ تَكْبِيرَةٍ كَبَرَهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ » اور آپ ﷺ ہر رکعت اور تکبیر کے ساتھ، جو رکوع سے پہلے ہے، دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ سلف صالحین میں سے کوئی بھی ان محدثین کرام کا مخالف نہیں اور یہ استدلال قوی ہے اس بارے میں ائمہ کے اقوال بھی ملکے ہیں جیسا کہ عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا: کیا امام نماز عیدین میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدين کرے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، وہ رفع الیدين کرے اور لوگ بھی اس کے ساتھ باہتھ اٹھائیں۔ (المصنف لعبدالرزاق: 3/ 297)، نیز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبیرات عیدین

پھر امام او نجی آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے الحمد شریف پڑھیں، پھر امام او نجی آواز سے قراءت کرے اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔

نبی اکرم ﷺ نے عید الاضحی اور عید الفطر میں سورہ ﴿قٰٰٰ وَالْقُرْآنُ الْمَجِيدُ﴾ اور ﴿إِقْرَأْ بَيْتَ السَّاعَةِ وَانْشَقَ الْقَبَرُ﴾ پڑھیں۔ ایک اور روایت میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَنْتَكَ﴾ پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔<sup>①</sup>

بہتر ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد منسون قراءت کی جائے۔ جب پہلی رکعت پڑھ کر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں اور قیام کی تکبیر کہہ لیں تو قراءت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔<sup>②</sup>  
پھر دور کعین پڑھ کر سلام پھیر دیں۔

### عید سے متعلقہ مسائل

<sup>③</sup> رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم پہلے نماز پڑھتے، پھر خطبه دیتے تھے۔ عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں۔ صحیح بخاری (العیدین، حدیث: 956) اور صحیح مسلم (صلوة العیدین، حدیث: 889) میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید گاہ میں منبر کا اہتمام مردان بن حکم کے عہد میں کیا گیا۔

» کے موقع پر ہاتھ انہانے چائیں اگرچہ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سن۔ (الفربابی بحوالہ ارواء الغلیل: 3/113) امام شافعی اور امام احمد بن حنبل پہنچ کا بھی یہی موقف ہے کہ تکبیرات عیدین میں ہاتھ انہانے چائیں۔ (الأم: 237)، لہذا تکبیرات عید کے ساتھ رفع الیدين کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

① صحیح مسلم، صلاة العیدین، باب ما يقرأ في صلاة العیدین؟ حدیث: 891، والجمعۃ، باب ما يقرأ في صلاة الجمعۃ؟ حدیث: 878. ② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب التکبیر فی العیدین، حدیث: 1151، وسننه حسن، امام احمد نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، العیدین، باب الخطبة بعد العید، حدیث: 962، وصحیح مسلم، صلاة العیدین، باب: كتاب صلاة العیدین، حدیث: 884.

سنن ابو داود اور سنن ابن ماجہ میں ہے کہ ایک شخص نے مردان کے اس فعل پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: تم نے عید کے روز منبر لا کر سنت کی مخالفت کی کیونکہ اس روز اسے نہیں لایا جاتا تھا۔ اس کی اصل صحیح مسلم (العیدین، حدیث: 989) میں ہے۔<sup>①</sup>

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بچیاں (وف بجا کراچھے) اشعار گارہی تھیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انھیں منع کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابو بکر! انھیں کچھ نہ کہہ، بے شک آج عید کا دن ہے۔ بلاشبہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔“<sup>②</sup>  
عید الاضحیٰ کے دن نماز عید پڑھ کر قربانی کرنی چاہیے۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز کے بعد قربانی کی (اس کی قربانی بھی ہو گئی اور) اس نے مسلمانوں کا طریقہ بھی اپنالیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی، اس کی قربانی نہیں ہوگی، وہ محض گوشت کی ایک بکری ہے جو اس نے اپنے گھروالوں کے لیے ذبح کی ہے۔“<sup>③</sup>

① صحیح مسلم، الإيمان، باب بیان کون النهي عن المنكر من الإيمان.....، حدیث: 49،  
osenن أبي داود، الصلاة، باب الخطبة يوم العيد، حدیث: 1140، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة العيدین، حدیث: 1275.

② صحیح البخاری، العیدین، باب سنة العیدین لأهله الإسلام، حدیث: 952. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پڑھنے والی چھوٹی بچیاں ہوں، آلات موسيقی میں سے صرف دف ہو، نیز اشعار خلاف شریعت نہ ہوں اور عید کا موقع ہوتا یہ اشعار پڑھنے یا سننے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مفاد پرست گویوں نے اس حدیث شریف سے اپنا الوسیدہ کرنے میں کوئی کسر باتی نہیں رکھی، چنانچہ انھوں نے بچیوں سے ہر عمر کی پیشہ در گلوکارہ ثابت کر دی۔ دف سے جملہ آلات موسيقی جائز قرار دیے۔ ابھی اشعار سے گاؤں کا جواز کشید کیا اور عید کے دن سے ”نام نہاد جشن و تہوار“ ڈھونڈنکا لے اور یہ نہ سوچا کہ اللہ خالق و مالک ہے، اس نے اپنے بندوں کے لیے جواز کی جو حد چاہی، مقرر کر دی اور اس سے تجاوز کرنا حرام کر دیا ہے۔ (ع، ر)

③ صحیح البخاری، العیدین، باب الخطبة بعد العيد، حدیث: 965، وصحیح مسلم، الأضاحی، باب وقتھا، حدیث: 1961.

نماز عیدین

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی کی، وہ نماز کے بعد دوسری قربانی کرے۔“<sup>①</sup>

① صحيح البخاري، العيدين، باب كلام الإمام والناس في خطبة العيد.....، حديث: 985، صحيح مسلم، الأضاحي، باب وقتها، حديث: 1960.

## نماز کسوف: سورج اور چاند گرہن کی نماز

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكِسِفَايْنِ لِمَوْتٍ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَاتٍ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَقُومُوا فَصَلُّوا»

”سورج اور چاند کسی کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔ یہ تقدرت الہی کی دو نشانیاں ہیں، جب انھیں گرہن ہوتے دیکھو تو نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔“<sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”چاند اور سورج کا گرہن آثار قدرت ہیں۔ یہ کسی کے مرنے، جینے (یا کسی اور وجہ) سے نہ مودار نہیں ہوتے بلکہ اللہ (اپنے) بندوں کو عبرت دلانے کے لیے ظاہر فرماتا ہے۔ اگر تم ایسے آثار دیکھو تو جلد از جلد یادِ الہی، دعا اور استغفار کی طرف رجوع کرو۔“<sup>②</sup>

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، حديث: 1041، وصحیح مسلم، الكسوف، باب صلاة الكسوف، حدیث: 901، اہل جاہیت کا عقیدہ تھا کہ سورج یا چاند اسی وقت گرہن ہوتے ہیں جب کوئی اہم شخصیت پیدا ہو یا وفات پائے یا دنیا میں کوئی اہم واقعہ روئنا ہو، نبی اکرم ﷺ نے اسی باطل عقیدے کی نقی فرمائی۔ (ع، ر)

<sup>②</sup> صحيح البخاري، الكسوف، باب الذكر في الكسوف، حدیث: 1059، وصحیح مسلم، الكسوف، باب ذکر النداء بصلوة الكسوف «الصلوة جامعۃ»، حدیث: 912. یعنی سورج یا چاند کے گرہن ہونے کا تعلق کائنات کے واقعات سے نہیں بلکہ برآ راست اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے ہے اور وہ اللہ جو تمہارے سامنے انھیں بے نور کر سکتا ہے، وہ قیامت کے قریب بھی انھیں بے نور کر کے لپیٹ دینے ہے۔

نماز کوف: سورج اور چاند گرہن کی نماز

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن شہباز سے روایت ہے کہ جب سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا:

«إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ»

<sup>①</sup> ”نماز (تمحیں) جمع کرنے والی ہے (یعنی نماز کے لیے جمع ہو جاؤ)۔

سورج اور چاند گرہن کی نماز کا طریقہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن لگا۔ آپ نے باجماعت دور کعتیں نماز پڑھی۔ آپ نے سورہ بقرہ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا، پھر لمبارکوع کیا، پھر سراٹھا کر پہلے قیام سے کم لمبا قیام کیا۔<sup>②</sup> پھر پہلے رکوع سے کم لمبارکوع کیا، پھر (قومہ کر کے) دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہو کر پچھلے قیام سے کم لمبا قیام کیا، پھر پچھلے رکوع سے کم لمبارکوع کیا، پھر پچھلے قیام سے کم لمبا قیام کیا، پھر پچھلے رکوع سے کم لمبارکوع کیا، پھر دو سجدے کیے اور شہد پڑھ کر سلام پھیرا، اتنی دیر میں سورج روشن ہو چکا تھا۔ پھر (خطبہ دیا جس میں اللہ کی تعریف اور شنا کی اور) فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دونوں نشانیاں ہیں۔ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے انھیں گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر (کرو، اس سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔“ نیز فرمایا: ”(دوران نماز میں) میں نے جنت دیکھی۔ اگر میں اس میں

”پر قادر ہے، لہذا اس سے ڈرتے رہو۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الكسوف، باب النداء بـ «الصلوة جامعۃ» في الكسوف، حدیث: 1045.

وصحیح مسلم، الكسوف، باب ذکر النداء بصلوة الكسوف «الصلوة جامعۃ» حدیث: 910.

<sup>②</sup> رکوع کے بعد قومہ کرنے کی بجائے دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے، لہذا اس موقع

پر نئے سرے سے فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

سے ایک انگور کا خوشہ لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے اور میں نے دوزخ (بھی) دیکھی، اس سے بڑھ کر ہولناک منظر میں نے (کبھی) نہیں دیکھا۔ (اور) میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی کیونکہ وہ خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر تو ایک مدت تک ان کے ساتھ نیکی کرتا رہے، پھر ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرے تو کہتی ہیں کہ میں نے مجھ سے کبھی بھلانی نہیں دیکھی۔<sup>①</sup>

سورج اور چاند کے گھنائے جانے پر آپ ﷺ گھبرا اٹھتے اور نماز پڑھتے۔ سیدہ اسماءؓ بیٹھا بیان کرتی ہیں کہ آپ کے زمانے میں (ایک دفعہ) سورج گرہن لگا تو آپ گھبرا گئے اور گھبراہٹ میں اہل خانہ میں سے کسی کا کرتہ لے لیا، بعد میں چادر مبارک آپ کو پہنچائی گئی۔ سیدہ اسماءؓ بیٹھا بھی مسجد میں گئیں اور عورتوں کی صفائی کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ ان کی نیت بیٹھنے کی ہوئی لیکن انہوں نے ادھرا دھرا پنے سے کمزور عورتوں کو کھڑے دیکھا تو وہ بھی کھڑی رہیں۔<sup>②</sup>

سیدنا جابرؓ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ایک سخت گرمی کے دن سورج گرہن لگا، آپ نے صالحہ کرام ﷺ کو ساتھ لے کر نماز پڑھی۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الكسوف، باب صلاة الكسوف جماعة، حديث: 1052، وصحیح مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف من أمر العجنة والنار، حدیث: 907. اس سے معلوم ہوا کسی حسن کی احسان فراموشی کبیرہ گناہ ہے۔ جب کسی بندے کی احسان فراموشی کبیرہ گناہ ہے تو جو خالق کی احسان فراموشی کرتا ہے، اس کا گناہ کس قدر خطناک ہو گا۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین۔ (ع، ر)

<sup>②</sup> صحيح مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في الكسوف من أمر العجنة والنار، حدیث: 906. آپ کا گھبراانا اللہ کے ذر کی وجہ سے تھا۔ جب آپ اللہ کے پیارے نبی ہو کر گھبرا اٹھتے تھے تو انہوں نے ان امتحنوں پر جو ہزار ہاگنا ہوں کے باوجود ایسے موقع پر اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ (ع، ر)

کے لوگ گرنے لگے۔<sup>①</sup>

سیدہ اسماءؓؑ کہتی ہیں کہ (ایک دفعہ سورج گرہن کی نماز میں) آپ نے اتنا مبارکہ قیام کیا کہ مجھے (عورتوں کی صفائی میں کھڑے کھڑے) ضعف آگیا۔ میں نے برابر میں اپنی<sup>②</sup> مشکل سے پانی لے کر سر پر ڈالنا شروع کیا (پھر جلد ہی دوبارہ قیام نماز میں شامل ہو گئی)۔ غور فرمایا آپ نے کہ نبیؐ اکرمؐ کس قدر رانہاک اور اہتمام سے سورج گرہن کی نماز پڑھتے تھے۔ لیکن ہم نے کبھی اس نماز کی طرف توجہ نہیں کی۔ رسول اللہؐ کے پیچھے عورتیں بھی سورج گرہن کی نماز پڑھتی تھیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم مسجد میں سورج گرہن کی نماز باجماعت کا اہتمام کریں اور ہماری عورتیں بھی ضرور مساجد میں جا کر نماز میں شامل ہوں۔

<sup>①</sup> صحيح مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف من أمر الجنة والنار، حدیث: 904. <sup>②</sup> صحيح البخاري، الكسوف، باب صلاة النساء مع الرجال في الكسوف، حدیث: 1053، وصحیح مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف من أمر الجنة والنار، حدیث: 905.



## نماز استسقا

اگر قحط سالی ہو جائے، مینہ نہ برسے تو اس وقت مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دن تجویز کر کے سورج نکلتے ہی پرانے کپڑے پہن کر عاجزی اور زاری کرتے ہوئے آبادی سے باہر کسی کھلی جگہ میں نکلیں اور منبر بھی رکھا جائے۔ سیدنا ابن عباس رض فرماتے ہیں:

«خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا حَتَّى أَتَى الْمُصْلَى»

”رسول اللہ ﷺ پرانے کپڑے پہنے، خشوع اور آہستگی سے چلتے ہوئے، عاجزی اور زاری کرتے ہوئے نکلے اور نماز (استسقا) کی جگہ پہنچے۔<sup>①</sup>

سیدہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے عید گاہ میں منبر کھنے کا حکم دیا۔ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوا تو آپ نکلے اور منبر پر بیٹھی، اللہ کی بڑائی اور حمد بیان کی، پھر فرمایا: ”تم نے اپنے علاقوں میں قحط سالی اور بروقت بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھیں حکم ہے کہ تم اسے پکارو اور اس نے تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔“ پھر فرمایا:

<sup>①</sup> [حسن] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفريعها، حدیث: 1165، وسنده حسن، وجامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، حدیث: 558. امام ترمذی نے، امام ابن خزیم نے حدیث: 1405 و 1408 و 1419 میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 603 میں، امام حاکم نے المستدرک: 1/326 میں، امام ذہبی نے اور امام نووی نے المجموع: 67 میں اسے صحیح کہا ہے۔

«الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ لَا  
إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَفْعُلُ مَا يُرِيدُ، أَللّٰهُمَّ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ  
الْفُقَرَاءُ، أَنْزَلْتَ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا فُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى  
جَنَّةٍ»

”سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، بہت حرم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبد (برحق) نہیں جو چاہتا ہے، وہ کرتا ہے۔ اے اللہ تو (سچا) معبد ہے، تیرے سوا کوئی معبد حقیقی نہیں۔ تو ہی غنی اور بے پرواہ اور ہم (تیرے) محتاج اور فقیر (بندے) ہیں، ہم پر بارش برسا اور جو بارش تو نازل فرمائے، اسے ہمارے لیے ایک مدت تک قوت اور مقاصد تک (پہنچنے کا ذریعہ بناتا ہے)“<sup>①</sup>

سیدنا انس رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز استقا کے علاوہ کسی دعائیں اپنے دونوں ہاتھوں اٹھاتے تھے۔ آپ نے دونوں ہاتھوں اٹھائے اور انھیں دراز کیا حتیٰ کہ آپ کی بغینی دکھائی دیں۔<sup>②</sup>

① [حسن] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، حديث: 1173، سنده حسن، امام حاكم في المستدرك: 1/ 328 میں، ابن حبان في الموارد، حديث: 604 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین ﷺ اور ان کے پاکباز صحابہ رض بھی اپنا کارساز اور داتا صرف اللہ ہی کو سمجھتے تھے، وہ اسی کے در کے محتاج، اسی سے ڈرنے والے اور براہ راست اسی سے دعائیں مانگتے رہے۔ قرآن مجید نے بھی اسی عقیدے کی تعلیم دی ہے۔ (فاطر: 35، 14: 35) لہذا ہم گناہ گاروں کو بھی چاہیے کہ کتاب و سنت کے مطابق صرف اللہ ہی کو اپنا کارساز اور داتا مانیں اور اس سے براہ راست دعائیں مانگیں۔ بھی نبی اکرم ﷺ سے کچی محبت اور ان کی اطاعت کا تقاضا ہے۔ (ع، ر)

② صحيح البخاري، الاستسقاء، باب رفع الإمام يده في الاستسقاء، حديث: 1031، صحيح «

ہاتھوں کو سر سے اوپر چانہ لے جائیں۔<sup>①</sup>

آپ ﷺ کے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف تھی۔<sup>②</sup>

پھر امام لوگوں کی طرف پیشہ کر کے قبلہ رخ ہو جائے۔ (اور ہاتھ اٹھائے رکھے) اور مندرجہ ذیل دعائیں بڑی عاجزی سے رو رو کر پڑھے۔ اور سب لوگ بھی بڑے خضوع سے آبدیدہ ہو کر ہاتھوں کو اٹھا کر کے اٹھائیں اور دعا نامگیں۔ دعائیں یہ ہیں:

اللَّهُمَّ اسْقِنَا، اللَّهُمَّ اسْقِنَا، اللَّهُمَّ اسْقِنَا

”اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔“<sup>③</sup>

اللَّهُمَّ اسْقِنَا عَيْتَا مُغْفِرَةً مَرْيِغَةً مَارِيْعَةً فَافْعَلْ صَارِزَةً عَاجِلًا عَيْرَ اِجِيلَ

”اے ہمارے اللہ! ہمیں پانی پلا، ہم پر ایسی خونگوار بارش نازل فرمajo ہماری تخفیف  
بچھا دے۔ ہمکی پھواریں بن کر غلہ اگانے والی ہو، نفع دینے والی ہونے کہ نقصان  
پہنچانے والی، جلد آنے والی ہونہ کہ دریگانے والی۔“<sup>④</sup>

صلاتہ استقامتا میں ایک اہم مسئلہ چادر پہنچنا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن زید رض سے روایت

”مسلم، صلاتۃ الاستسقاء، باب رفع الیدين بالدعاء فی الاستسقاء، حدیث: 896,895۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بلند ہاتھ آپ ﷺ دعا استقامتا میں اٹھاتے تھے، اتنے کسی اور دعا میں نہیں اٹھاتے تھے، تفصیل کے لیے دیکھیے المنهاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج للنووی۔ (ع، ر)

① [صحیح] سنن أبي داود، صلاتۃ الاستسقاء، باب رفع الیدين فی الاستسقاء، حدیث: 1168،  
وهو صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 602,601 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح  
مسلم، صلاتۃ الاستسقاء، باب رفع الیدين بالدعاء فی الاستسقاء، حدیث: 896۔ ③ صحیح  
البخاری، الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع، حدیث: 1013۔ ④ [حسن] سنن  
أبى داود، صلاتۃ الاستسقاء، باب رفع الیدين فی الاستسقاء، حدیث: 1169، وسنده حسن، امام  
ابن خزیم نے حدیث: 1416 میں، امام حاکم نے المستدرک: 1/327 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

نماز استقامتا

ہے کہ رسول اللہ ﷺ استقامتا کے لیے نکلے، آپ نے اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کی اور قبلہ رخ ہو کر دعا کرنے لگے، پھر اپنی چادر پلٹی۔<sup>①</sup>

آپ ﷺ پر سیاہ چادر تھی، آپ نے اس کا نچلا حصہ اوپر لانا چاہا مگر مشکل پیش آئی تو آپ نے اسے اپنے کندھوں پر ہی الٹ دیا۔<sup>②</sup>

چادر پلٹتے وقت چادر کا اندر کا حصہ باہر کیا جائے اور دایاں کنارہ دائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔<sup>③</sup>

امام کے ساتھ لوگ بھی اپنی چادریں اٹھیں۔<sup>④</sup>

رسول اللہ ﷺ لوگوں کو لے کر بارش طلب کرنے کے لیے عیدگاہ کی طرف نکلے انھیں دو رکعتیں نماز پڑھائی اور اس میں بلند آواز سے قراءت کی۔<sup>⑤</sup>

نبی اکرم ﷺ نے نماز عید کی طرح لوگوں کو دو رکعتیں نماز استقامت پڑھائی۔<sup>⑥</sup>

① صحيح البخاري، الاستسقاء، باب كيف حول النبي ﷺ ظهره إلى الناس؟ حدیث:

1025، وصحیح مسلم، صلاة الاستسقاء باب: كتاب صلاة الاستسقاء، حدیث: 894.

② [صحیح] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفریعها، حدیث: 1164، وهو حدیث صحیح، ومسند أحمد: 41/4. امام ابن خزیم نے حدیث: 1415 میں اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء، وسندہ صحیح.

④ [حسن] مسند أحمد: 41/4، وسندہ حسن، ابن دینق العید نے اسے صحیح کہا ہے۔ ائمہ ہاتھوں سے دعا کرتا اور چادر پلٹنا دراصل فعلی دعا ہے کہ اے مولا کریم! اس چادر اور ہاتھوں کی طرح ہمارے حالات پلٹ دے اور قحط کو خوشحالی سے بدل دے، یقیناً اس ساری کائنات کے تمام تر حالات صرف تیرے ہی اختیار میں ہیں۔

⑤ صحيح البخاري، الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء، حدیث: 1024.

⑥ [حسن] جامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، حدیث: 558، وسنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء، حدیث: 1165، وسندہ ۱۰۰

خطبہ نمازِ استقا سے پہلے ہے۔<sup>①</sup>

سیدنا عبد اللہ بن یزید النصاری رض نے نمازِ استقا بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائی۔<sup>②</sup>

ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نمازِ استقا میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔

«حسن» امام ترمذی نے، امام ابن خزیم نے حدیث: 1405 میں اور امام نووی نے المجموع 5/67 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ① [صحیح] صحیح ابن خزیم، جماعت أبواب صلاة الاستسقاء، باب الخطبة قبل صلاة الاستسقاء، حدیث: 1407. امام ابن خزیم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، وسندہ صحیح۔ ② صحیح البخاری، الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائمًا، حدیث: 1022.

## نماز اشراق

ضھی کے معنی ہیں: دن کا چڑھنا اور اشراق کے معنی ہیں: طلوع آفتاب۔ پس جب آفتاب طلوع ہو کر ایک نیزے کے برابر بلند ہو جائے تو اس وقت نوافل کا پڑھنا نماز اشراق کہلاتا ہے۔ سیدنا زید بن ارمٰم رض سے مروی حدیث میں اس نماز کو صلاۃ الْأَوَابِین بھی کہا گیا ہے۔<sup>①</sup> نوٹ: مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھی جانے والی نماز کو جس روایت میں صلاۃ الْأَوَابِین کہا گیا ہے، وہ مرسُل ہے (ضعیف ہے)۔

سیدنا ابوذر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامٍ مِّنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِيءُ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَاتٌ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى»

”ہر صبح آدمی پر لازم ہے کہ اپنے (جسم کے) ہر بند (جوڑ) کے بد لے صدقہ خیرات کرے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہليل صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المُنْكَر بھی صدقہ ہے۔ اور ان سب چیزوں سے ضھی کی دور کعتیں کفایت کرتی ہیں۔“<sup>②</sup>

① صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الأوابين حين ترمض الفصال، حدیث: 748. ② صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى وأن أقلها »

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! خالص میرے لیے چار رکعتیں (اشراق کی) اول دن میں پڑھ میں تجھے اس دن کی شام تک کفایت کروں گا۔"<sup>①</sup>

معاذہ تابعیہ ﷺ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز صحنی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے۔ سیدہ امی عائشہؓ نے کہا: چار رکعتیں اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا آپ (اس سے) زیادہ (بھی) پڑھتے۔<sup>②</sup>

سیدہ ام ہانیؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن غسل کیا اور (چاشت کے وقت) آٹھ رکعات نماز پڑھی۔<sup>③</sup> معلوم ہوا کہ اشراق کی رکعتیں دو، چار یا آٹھ ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے فرمایا: مجھے میرے پیارے محبوب نبیؐ اکرم ﷺ نے تین چھوٹوں کی وصیت کی۔ جب تک میں زندہ رہوں گا انھیں نہیں چھوٹوں گا: ہر (قری) میبینے (میں ایام بیض: 14, 13 اور 15 تاریخ) کے تین روزے، چاشت کی نماز اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔<sup>④</sup>

﴿رَكْعَتَانِ .....، حَدِيث: 720﴾ تسبیح سے مراد ہے: سُبْحَانَ اللَّهِ كَہنا، تَحْمِيد: الْحَمْدُ لِلَّهِ كَہنا، تَبَلِيل: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَہنا، تَكْبِير: اللَّهُ أَكْبَر كَہنا، امر بالمعروف: يَنْهَا كَوْكِمْ يَا تَرْغِيبُ دِينًا، نَهْيٌ عنِ الْمُنْكَر: بدی سے روکنا یا غفرت دلان۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چاشت (اشراق) کی نماز کی کم تعداد دو رکعتیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

① [صحیح] سنن أبي داود، النطوع، باب صلاة الصحنی، حدیث: 1289، وهو حدیث صحيح، وجامع الترمذی، الوتر، باب ما جاء في صلاة الصحنی، حدیث: 475. امام ترمذی اور حافظ ذہبی نے اسے حسن اور قوی الائسان و جبکہ امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 634 میں اسے صحیح کہا ہے۔ کفایت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ تیرے کام سنواروں گا۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) مسند أحمد 4/153, 2014، وسنده صحيح ② صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الصحنی .....، حدیث: 719. ③ صحيح البخاري، التهجد، باب صلاة الصحنی في السفر، حدیث: 1176، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الصحنی، وأن أقلها رکعتان.....، حدیث: (80)-336. ④ صحيح البخاري، التهجد، باب صلاة الصحنی في الحضر، حدیث: 1178، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الصحنی، حدیث: 721.



## نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی (جاںز) امر درپیش ہوا وہ اس میں متعدد ہو کہ اسے کروں یا نہ کروں، یا جب کسی کام کا ارادہ کرے تو اس موقع پر استخارہ کرنا سنت ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو رکعت نفل خشوع و خضوع اور حضور قلب سے پڑھے۔ رکوع و تہود اور قومہ و جلسہ بڑے اطمینان سے کرے۔ پھر فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَ أَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَاتِكَ وَ أَسْأَلُكَ  
مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِيرُ وَلَا تَقْدِيرُ وَ تَعْلَمُ وَ لَا أَعْلَمُ وَ أَنْتَ  
عَلَّامُ الْغَيْوَبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرُ خَيْرٌ لِّي  
فِي دِينِي وَ مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدِرْهُ لِي وَ كَيْسِرْهُ لِي ثُمَّ  
بَارِكْ لِي فِيهِ، وَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرُ شَرٌّ لِّي فِي  
دِينِي وَ مَعَاشِي وَ عَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَ اصْرِفْنِي عَنْهُ  
وَ اقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حِيثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ

”اے اللہ! یقیناً میں (اس کام میں) تجھ سے تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور (حصول خیر کے لیے) تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے استطاعت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں، بے شک تو (ہر چیز پر) قادر ہے اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں۔ تو (ہر کام کا انجام) جانتا ہے اور میں (کچھ) نہیں جانتا اور تو تمام

غبیوں کا جانے والا ہے۔ الہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لیے میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر کر اور آسان کر، پھر اس میں میرے لیے برکت پیدا فرم۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے برآ ہے تو اس (کام) کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھر دے اور میرے لیے بھلائی مہیا کر جہاں (کہیں بھی) ہو۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔<sup>①</sup> ”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ هذَا الْأَمْرُ کی جگہ اپنی حاجت کا نام لو۔“  
اگر عربی زبان میں اپنی حاجت کا نام لے سکو تو بہتر ہے ورنہ یہ دعا انھی الفاظ سے پڑھ کر بعد میں اپنی بولی میں اپنی حاجت کا اظہار کیجیے۔

جب آپ یہ مسنون استخارہ کر کے کوئی کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور اس میں بہتری کی صورت پیدا کرے گا اور برے انجام سے بچائے گا۔ استخارہ رات یا دن کی جس گھری میں بھی آپ چاہیں کر سکتے ہیں، سوائے اوقات مکروہ کے۔

<sup>①</sup> صحيح البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثني مثني، حديث: 6382 و 1162. بعض لوگ خود استخارہ کرنے کی بجائے دوسروں سے استخارہ کرواتے ہیں۔ یہ روشن ایک دبا کی شکل اختیار کر گئی ہے جس نے جگہ جگہ دوسروں کے لیے استخارہ کرنے والے پیشہ لٹ پیدا کر دیے ہیں، حالانکہ اپنے لیے خود استخارہ کرنے کی بجائے کسی اور سے استخارہ کروانا خلاف سنت ہی نہیں بلکہ کام اور نجومی کی تصدیق کرنے کے متراوف ہے، خصوصاً جب استخارہ کروانے والا استخارہ کرواتا ہی اس نیت سے ہے کہ مجھے ان ”بزرگوں“ سے کوئی کبی خبر یا واضح مشاہدہ ملے گا جسے بعد میں وہ من و عن سچا جان کر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے، حالانکہ استخارے کے لیے نہ تو یہ لازمی ہے کہ یہ سونے سے پہلے کیا جائے اور نہ یہ لازمی ہے کہ خواب میں کوئی واضح اشارہ ہوگا۔ سیدھی ہی بات ہے کہ کام کا ارادہ رکھنے والا شخص استخارہ کرے، نیک اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کرے، اس کے بعد وہ جو کام کرے گا، اللہ تعالیٰ اس میں بہتری پیدا کرے گا۔  
ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (ع، ر)



## نماز تسبیح

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«يا عباس! يا عماما! ألا أعطيك؟ ألا أمنحك؟ ألا أحبوك؟ ألا أفعل بك عشر خصال، إذا أنت فعلت ذلك غفر الله لك ذنبك أوله وآخره، قد يمه وحديته، خطأه وعمده، صغيره وكبيرة، سره وعلازيمته، عشر خصال أن تصلي أربع ركعات تقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة، فإذا فرغت من القراءة في أول ركعة وأنت قائم قلت: سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر، خمس عشرة مرّة، ثم ترفع فتقول لها وأنت راكع عشرًا، ثم ترفع رأسك من الركوع فتقول لها عشرًا، ثم تهوي ساجدا فتقول لها وأنت ساجد عشرًا، ثم ترفع رأسك من السجود فتقول لها عشرًا، ثم تسجد فتقول لها عشرًا، ثم ترفع رأسك فتقول لها عشرًا، فذلك خمس وسبعين في كل ركعة، تفعل ذلك في أربع ركعات، إن استطعت أن تصليها في كل يوم مرّة فأفعل، فإن لم تفعل ففي كل جماعة مرّة، فإن لم تفعل ففي كل شهر مرّة فإن لم تفعل ففي كل سنة مرّة، فإن لم تفعل ففي عمرك مرّة»

”اے پچھا جان عباس! کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا آپ کو کچھ عنایت نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی تحفہ پیش نہ کروں؟ کیا میں آپ کو (درج ذیل عمل کی وجہ سے) دس اچھی خصلتوں والا نہ بنادوں؟ کہ جب آپ یہ عمل کریں تو اللہ ذوالجلال آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے، انجانے میں اور جان بوجہ کر کے گئے، تمام چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرمادے۔ وہ دس خصلتوں یہ ہیں: آپ چار رکعات نفل اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ جب آپ اس قراءت سے فارغ ہو جائیں تو قیام ہی کی حالت میں یہ کلمات پندرہ بار پڑھیں: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ پھر آپ رکوع میں جائیں (تسبیحات رکوع سے فارغ ہو کر) رکوع میں انہی کلمات کو دس بار دہرائیں۔ پھر آپ رکوع سے انہی جائیں اور (سماع اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ وَغَيْرَه سے فارغ ہو کر) دس بار یہی کلمات پڑھیں۔ پھر سجدے میں جائیں اور (سجدے کی تسبیحات اور دعا میں پڑھنے کے بعد) یہی کلمات دس بار پڑھیں۔ پھر سجدے سے سراٹھائیں اور (اس جلے میں جو دعا میں ہیں وہ پڑھ کر) دس بار یہی کلمات دہرائیں، پھر (دوسرے) سجدے میں چلے جائیں۔ (پہلے سجدے کی طرح) دس بار پھر یہی تسبیح ادا کریں۔ پھر سجدے سے سراٹھائیں (اور جلسہ استراحت میں کچھ اور پڑھے بغیر) دس بار اس تسبیح کو دہرائیں۔ یوں ایک رکعت میں کل پچھتر (75) تسبیحات ہو جائیں گی۔ اسی طرح چاروں رکعات میں یہ عمل دہرائیں۔ اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو نماز تسبیح روزانہ ایک بار پڑھیں، اگر آپ ایسا نہ کر سکتے ہوں تو ہر جمعے میں ایک بار پڑھیں۔<sup>①</sup> یہ بھی نہ کر سکتے

<sup>①</sup> اہل دنیا کو سات دنوں کی مدت معلوم ہے۔ مسلمانوں کے ہاں جمعہ سے، یہود یوں کے ہاں ہفتہ سے ॥

ہوں تو ہر میئے میں ایک بار پڑھیں۔

یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار، اگر آپ سال میں بھی ایک بار ایمانہ کر سکتے ہوں تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑھیں۔<sup>①</sup>

حافظ ابن حجر ۃ الرشاد (الخصال المکفرة اور أمالی الأذکار میں) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کثرت طرق کی بنا پر حسن درج کی ہے، شیخ البانی فرماتے ہیں کہ امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اس حدیث کی تقویت کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ حق ہے کیونکہ اس کے بہت سے طرق ہیں۔ علامہ مبارکپوری نے (موعاۃ، حدیث: 1339) کی شرح میں اور شیخ احمد شاکر

۴۴ اور عیسائیوں کے ہاں اتوار کے دن سے اس مدت کا آغاز ہوتا ہے۔ جس طرح ”ہفتہ“ ایک خاص دن کا نام ہے اور اس سات دنوں کی مدت کو بھی ہفتہ کہتے ہیں، اسی طرح ”جمعہ“ بھی ایک خاص دن کا نام ہے اور اس سات دنوں کی مدت کو بھی ”جمعہ“ کہتے ہیں۔ عربی میں اس مدت کو ”اسیوں“ بھی کہتے ہیں۔ اس تفصیل کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث کا منشاء یہ ہے کہ نماز تسبیح ہر جمعتے کے دن پڑھو بلکہ مقصد یہ ہے کہ پورے سات دنوں کی مدت میں کسی وقت بھی پڑھ لو، چنانچہ صرف جمعتے کا دن نماز تسبیح کے لیے خاص کرنا صحیح ہے۔ (ع، ر)

① [حسن] سنن أبي داود، التطوع، باب صلاة التسبيح، حدیث: 1297، وسنده حسن، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة التسبيح، حدیث: 1386. امام ابن خزيمہ نے حدیث: 1216 میں، امام حاکم نے المستدرک: 1/318 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ یاد رہے کہ اس حدیث شریف میں نماز تسبیح باجماعت ادا کرنے کا ذکر نہیں ہے، صرف انفرادی عمل کے طور پر نبی اکرم ﷺ نے اپنے بیچا جان کو اس کی ترغیب دی ہے، لہذا جو مسلمان نماز تسبیح ادا کرنا چاہے، اسے چاہیے کہ پہلے نماز تسبیح کا طریقہ لے کر، پھر اسے تہائی میں اکیلا پڑھے۔ اور یہ رویہ بھی انہائی مہلک ہے کہ بنده فرض نمازوں پر توجہ نہ دے مگر نماز تسبیح (باجماعت) ادا کرنے کے لیے یہہ وقت بے تاب رہے، لہذا فرض نمازوں کے تارک کو پہلے بھی تو بہ کرنی چاہیے اور فرض نمازوں کی مکمل حفاظت کرنی چاہیے، پھر وہ نماز تسبیح پڑھنے تو اسے یقیناً فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔ (ع، ر)

## نماز صحیح

نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ جبکہ خطیب بغدادی، امام نووی (نے تهذیب الأسماء و اللغات میں) اور ابن صلاح نے اسے صحیح کہا ہے۔

**نوٹ:** نماز صحیح میں تسبیحات، تشهد میں التحيات سے پہلے پڑھیں۔ بخلاف دوسرے اركان کے نماز صحیح کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی سنداشت ضعیف ہے۔ اس کے راوی عبدالقدوس بن عبیب کو حافظ پیشی نے متوجہ اور عبداللہ بن مبارک نے کذاب کہا ہے۔

## أحكام الجنائز

بیمار پری

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ، رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ  
وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيمُتُ الْعَاطِسِ»

”مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: ① (جب ملے تو اسے سلام کہے یا اس کے) سلام کا جواب دے۔ ② جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ ③ جب مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھے۔ ④ جب دعوت دے تو اسے قبول کرے۔ ⑤ اگر وہ چھینک پر [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہے، تو جواب میں [بِرَحْمَكَ اللَّهُ] کہے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان دوسرے مسلمان کی دن کے اول حصے میں (دوپہر سے پہلے) عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصے میں (دوپہر کے بعد) عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں، نیز اس کے لیے بہشت میں با غہر ہے۔“

① صحيح البخاري، الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، حديث: 1240، وصحیح مسلم، السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، حديث: 2162. ② [حسن] سنن أبو داود، الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء، حديث: 3098، وهو حديث حسن، جامع «

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے میوے چلتا ہے۔“<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلانی کا ارادہ کرتا ہے، اسے بیماری میں بیٹلا کر دیتا ہے۔“<sup>②</sup>

آپ نے فرمایا: ”مسلمان کو جو بھی رنج، دکھ، فکر اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کاشا (بھی) لگتا ہے تو وہ تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔“<sup>③</sup>

مرید فرمایا: ”جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح مٹاتا ہے جس طرح (پت جھڑ میں) درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔“<sup>④</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بخار (ہو جائے تو اس) کو برانہ کہو کیونکہ بخار آدمی کے گناہ اس طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے سے میل کو دور کرتی ہے۔“<sup>⑤</sup>

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ مسافر اور مریض کو ان اعمال کے برابر اجر دیتا ہے جو وہ گھر میں اور تدرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔“<sup>⑥</sup>

”الترمذی، الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض، حدیث: 1969 امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ امام ابن حیان نے الموارد، حدیث: 710 [وسنہ حسن] میں، حاکم نے 1: 342, 341 میں اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا ہے۔<sup>①</sup> صحیح مسلم، البر والصلة، باب فضل عيادة المريض، حدیث: 2568.

<sup>②</sup> صحیح البخاری، المرضی، باب ماجاء في كفارة المرض، حدیث: 5645، وصحیح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصبه من مرض أو حزن.....، حدیث: 2572.

<sup>③</sup> صحیح البخاری، المرض، باب شدة المرض، حدیث: 5647، وصحیح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصبه من مرض أو حزن.....، حدیث: 2571. <sup>④</sup> صحیح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصبه من مرض أو حزن.....، حدیث: 2575.

<sup>⑤</sup> صحیح البخاری، الجهاد والسير، باب يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الإقامة،“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی بندے کو اس کی دو محظوظ چیزوں (آنکھوں) میں آزماتا ہوں (اور اسے بینائی سے محروم کرتا ہوں) پھر اگر وہ صبر کرے تو اس کے بد لے میں اسے جنت دوں گا۔“<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کالی عورت آئی اور عرض کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو صبر کرے گی تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر چاہے تو دعا کیے دیتا ہوں کہ اللہ تجھے صحت سے نوازے۔“ وہ کہنے لگی کہ میں صبر کروں گی۔ پھر کہنے لگی کہ میرا ستر کھل جاتا ہے، اللہ سے دعا کریں کہ وہ نہ کھلے (تاکہ میں بے پردہ نہ ہوؤں۔) چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔<sup>②</sup>

### عيادت کی دعائیں

جب مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی مندرجہ ذیل دعائیں اس کے حق میں کریں:

پہلی دعا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی تیارداری کے لیے جاتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے تو وہ شفایا ب ہو جاتا ہے الیکہ کہ اس کی موت کا وقت ہی آ چکا ہو۔“

**أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ**

” حدیث: 2996. ① صحيح البخاری، المرض، باب فضل من ذهب بصره، حدیث: 5653. ② صحيح البخاری، المرض، باب فضل من يصرع من الريح، حدیث: 5652 وصحیح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصبه من مرض أو حزن.....، حدیث: . 2576

”میں! بزرگ و برتر اللہ، عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفایے نوازے۔“<sup>①</sup>

دوسری دعا: رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس سے یہ کلمات کہے:

لَا يَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

”کوئی حرج نہیں (غم نہ کر) اگر اللہ نے چاہا تو (یہی یماری تجھے گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔“<sup>②</sup>

تیسرا دعا: سیدہ امی عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مریض (کے جسم) پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَأَشْفِ أَنْتَ الشَّافِ لَا شَفَاءَ إِلَّا  
شَفَاءُكَ شَفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

”اے انسانوں کے رب! یماری کو دور کر اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔

تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا (دے) جو کسی یماری کو نہیں چھوڑتی۔“<sup>③</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی مسلمان کو تکلیف (مصیبت یا نقصان) پہنچے تو وہ یہ کہے:

① [صحیح] سنن أبي داود، الجنائز، باب الدعاء للمریض عند العيادة، حدیث: 3106، وهو حدیث صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 714 میں، امام حاکم نے المستدرک: 416/4-342 میں اور امام نووی نے المجموع: 110/5 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، المرض، باب عيادة الأعراب، حدیث: 5656. ③ صحیح البخاری، الطب، باب مسح الرأفي الوجع بيده اليمنى، حدیث: 5750، وصحیح مسلم، السلام، باب استحباب رقیة المریض، حدیث: 2191.

**إِنَّا إِلَهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أَجْرُنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا قَدْنَا**

”ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر اور نعم البدل عطا فرماء“ تو اللہ تعالیٰ اس کے بد لے میں اس سے اچھی چیز عنایت فرمادیتا ہے۔“<sup>①</sup>

چوتھی دعا: معاذات کا دم: سیدہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو اپنے آپ پر معاذات (قرآن کی آخری تین سورتوں) سے دم کرتے اور اپنے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرتے۔ جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ علیہا معاذات پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی حالت میں دم کرتی تھیں اور حصول برکت کے لیے آپ کے ہاتھوں میں پھونک کر ان کو آپ کے جسم مبارک پر پھیرتی تھیں۔<sup>②</sup>

پانچویں دعا: سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جسم کے درد کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ”اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو، پھر سُبْحَانَ اللَّهِ کہو اور سات دفعہ یہ کلمات پڑھو:

**أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَادِرُ**

”میں اللہ کے ساتھ اور اس کی قدرت کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا (محسوں کرتا) ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔“

سیدنا عثمان رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی۔<sup>③</sup>

① صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند المصيبة؟ حدیث: 918. ② صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب فضل المعاذات، حدیث: 5016، وصحیح مسلم، السلام، باب رقیۃ المریض بالمعوذات والنفث، حدیث: 2192. ③ صحیح مسلم، السلام، باب استحباب »

چھٹی دعا: رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا کرتے تھے:

اعيَدُ كُلَّ مِنْ كُلِّ كَلَامَاتِ اللَّهِ الْعَالِمَةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لِّأَكْثَرِ

”میں تم دونوں کو اللہ کے تمام کامل کلمات کے ساتھ (اس کی) پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلے جانور کی برائی سے اور ہر نظر بد سے۔“

پھر فرمایا: ”تمہارے باب ابراہیم علیہ السلام (بھی) ان کلمات کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے (اللہ کی) پناہ طلب کیا کرتے تھے (اور انھیں دم کرتے تھے)۔“<sup>①</sup>  
ساتویں دعا: جبریل امین علیہ السلام کا دم: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا: اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ تو جبریل علیہ السلام نے (یہ) پڑھا (اور آپ پر دم کیا):

إِسْمُ اللَّهِ أَرْقِيَكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيَكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفِيسٍ  
أَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيَكَ إِسْمُ اللَّهِ أَرْقِيَكَ

”اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میں آپ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے، ہر نفس اور ہر حاسد کی آنکھ کے شر سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفادے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ پر دم کرتا ہوں۔“<sup>②</sup>

”وضع یہہ علی موضع الالم مع الدعاء، حدیث: 2202. ① صحیح البخاری، احادیث الانبیاء، باب: 10، حدیث: 3371، وسنن أبي داود، السنۃ، باب فی القرآن، حدیث: 4737، وجامع الترمذی، الطہ، باب کیف یعود الصبیان؟ حدیث: 2060 واللطف لهما.  
② صحیح مسلم، السلام، باب الطہ و المرض و الرقی، حدیث: 2186. ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ① اپنے آپ پر خود دم کرنا جو دم کروانے آئے اے دم کھانا کروہ خود ہی اپنے آپ پر دم“

” کرے مریض کے مطالے کے بغیر اسے دم کرنا یا مریض کا کسی سے دم کرونا سب جائز ہے، لیکن افسوس کہ مسلمان صرف آخری جائز (دم کروانا) پر ہی عمل کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو دم کرنے کی سنت تقریباً مفقود ہو چکی ہے کیونکہ اس میں ایک آدھ دعا یاد کرنی پڑتی ہے۔ یاد رکھیے! براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگنا انہائی سعادت کی بات ہے، یہ عین عبادت ہے اور مریض کی دعاؤ ویے بھی بہت قبول ہوتی ہے، لہذا سے چاہیے کہ نہ صرف خود م کرے بلکہ استغفار کو معمول بنائے، اس سے تکلیف سے جلد نجات ملے گی اور درجات بڑھیں گے، نیز خوب دعا میں کرے اللہ قبول کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ (ع، ر)

## تجھیز و تکفین

### عالم نزع میں تلقین

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔“<sup>①</sup>

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“<sup>②</sup>  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم بیماریا میت کے پاس جاؤ تو بھلانی کی بات کہو کیونکہ اس وقت تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔“<sup>③</sup>

مرنے والے کے پاس سورہ یسین پڑھنے والی روایت (سنن أبي داود، حدیث: 3121) کو

① صحیح مسلم، الجنائز، باب تلقین الموتی: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، حدیث: 916، 917. یعنی ان کے قریب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھوتا کہ اسے سن کروہ بھی پڑھیں۔ لیکن افسوس کہ آج کے جبلاء، زندہ اور قریب الرگ کو تو اس کی تلقین نہیں کرتے، البتہ موت کے بعد چار پانچ کوئندھادیتے وقت کہتے جاتے ہیں: ”کلمہ شہادت“ حالانکہ خیر القرون کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ کام نہیں کیا، پھر یہ آج ہمارے دین کا حصہ کیسے بن سکتا ہے؟ (ع، ر)

② [حسن] سنن أبي داود، الجنائز، باب فی التلقین، حدیث: 3116، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 1/351, 500 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ کیونکہ اس نے آثار موت دیکھ کر نہیں بلکہ اللہ سے ذکر کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا لیکن چند ہی لمحوں بعد اللہ کی قضا آگئی اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس کی زندگی کا آخری کلام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ سب کی توفیق دے۔ آمین۔ (ع، ر)

③ صحیح مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض أو الميت، حدیث: 919.

علامہ نووی نے ضعیف کہا ہے اور امام دارقطنی رض نے کہا کہ اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم<sup>①</sup> سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔

### ر موت کی آزو کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”موت کی آزو نہ کرو۔ اگر تم نیک ہو تو شاید زیادہ نیکی کر سکو اور اگر بد کار ہو تو، توبہ کر کے اللہ کو راضی کر سکو۔“<sup>②</sup>

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”موت کی آمد سے پہلے اس کی آزو کرو نہ موت کی دعا کرو کیونکہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کی (نیکی کرنے کی) امید ختم ہو جاتی ہے اور مومن کی لمبی عمر سے نیکیوں ہی میں آگے بڑھاتی ہے۔“<sup>③</sup>

سیدنا ابن عمر رض فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا: ”دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو سافر بلکہ رہا ہی ہے۔“ اور سیدنا ابن عمر رض فرمایا کرتے تھے: جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کر۔ جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کر۔ تند رسی کو بیماری اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جان۔<sup>④</sup>

### ر خود کشی سخت گناہ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے، وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹا رہے گا اور جو شخص نیزہ چھو کر اپنی جان دیتا ہے، وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔“<sup>⑤</sup>

① التلخیص الحبیر: 2/104. ② صحيح البخاری، التمني، باب ما يكره من التمني، حدیث: 7235. ③ صحيح مسلم، الذکر والدعاء، باب كراهة تمني الموت لضر نزل به، حدیث: 2682. ④ صحيح البخاری، الرفاق، باب قول النبي ﷺ: كن في الدنيا كأنك غريب.....، حدیث: 6416. ⑤ صحيح البخاری، الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس، حدیث: 1365.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے (ایک ایسے ہی شخص کے متعلق) فرمایا: ”میرے بندے نے اپنی جان خود لی، اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔“<sup>①</sup>

### میت کو بوسہ دینا

جس کا کوئی قربتی دوست یا عزیز فوت ہو جائے تو اس کا میت کو فرط محبت سے بوسہ دینا جائز ہے کیونکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر آپ کو بوسہ دیا تھا۔<sup>②</sup>

### میت کا غسل

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو نہلا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”اسے تین، پانچ یا سات بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار (پانی میں) کچھ کافر بھی ملالو۔“ ایک روایت میں ہے: ”غسل دائیں طرف اعضاے و ضو سے شروع کرو۔“ (سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) ہم نے (غسل کے بعد) اس کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور انھیں پیچھے ڈال دیا۔<sup>③</sup>

① صحيح البخاري، الجنائز، باب ماجاء في قاتل النفس، حديث: 1364، و صحيح مسلم، الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه، حديث: 978، صحيح مسلم کی اس روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، لہذا معززال علم اس کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں تاکہ باقی لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ (ع، ر)

② صحيح البخاري، الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت إذا أدرج في أكفانه، حدیث: 1242، 1241.

③ صحيح البخاري، الجنائز، باب يجعل الكافور في الآخرة، حدیث: 1255-1259، و صحيح مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، حدیث: 939. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو عورتیں ہی غسل دیں گی، یاد رہے کہ غسل میت کا طریقہ درج ذیل ہے اور غسل کے دوران میں اکرام میت کا بہت خیال رکھنا چاہیے، تفصیل یہ ہے:

## میت کا کفن

<sup>①</sup> رسول اللہ ﷺ کو سفید رنگ کے تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں کرتہ تھانہ عمامہ۔

## میت کا سوگ

سیدہ زینب بنت جحش رض کا بھائی فوت ہو گیا۔ تین دن بعد انہوں نے خوبیوں میں اور وفات کے فوراً بعد میت کا منڈ اور آنکھیں بند کی جائیں، بازو، نانگیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بھی سیدھی کر لی جائیں، نیز قمیں اور بنیان وغیرہ اتار کر چادر سے میت کا بدن ڈھانپ دیا جائے۔

پانی اور یہری کے پتے ابال لیے جائیں، پھر نیم گرم پانی میں استعمال کیا جائے۔ لکڑی کا ایک تخت ایک جگہ رکھا جائے جہاں پانی کا نکاس اور گندگی کو تھکانے لگانا آسان ہو، میت کو اس تخت پر لایا جائے۔ ناف سے گھٹنوں تک کی جگہ کپڑے سے ڈھانپ دی جائے اور دوران غسل میت کی شرمگاہ پر نظر پڑے نہ کپڑے کے بغیر اسے ہاتھ لے۔

اگر جسم زخمی ہو اور اس پر پیاس بندھی ہوئی ہوں تو احتیاط سے پیاس کھول کر روئی اور نیم گرم پانی سے آہستہ آہستہ زخم دھونے جائیں۔ ہر کام کی ابتداء میں طرف سے کریں الایہ کہ صرف بائیں جانب توجہ کی مسقتوں ہو۔

ناف کی طرف ہاتھ سے میت کا پیٹ دو یا تین دفعہ دبایا جائے (تاکہ اندر رکی ہوئی گندگی امکانی حد تک خارج ہو جائے) پھر بائیں ہاتھ پر کپڑے کا دستانہ وغیرہ (جو کفن کے ساتھ بنایا جاتا ہے) پہن کر پہلے مٹی کے تین ڈھیلوں، پھر پانی سے اس کا استنبخار کریں۔ اگر زیناف بالوں کی صفائی باقی ہو تو کر لی جائے۔

ناک، دانت، منہ کا خلال اور کانوں میں اچھی طرح گلی روئی پھیر کر ان کی الگ سے صفائی کر لی جائے تاکہ بعد میں وضو کے دوران تین دفعے سے زیادہ نہ دھونا پڑے۔

بسم اللہ پڑھ کر میت کو مسنون وضو کرایا جائے (سر کا مسح اور پاؤں رہنے دیں۔) تین دفعہ اچھی طرح سر دھوئیں۔

حسب ضرورت صابن استعمال کرتے ہوئے پورا جسم تین، پانچ یا سات مرتبہ اچھی طرح دھوئیں۔ آخری دفعہ نہلاتے وقت پانی میں کچھ کافر ملامیں۔ سب سے آخر میں پاؤں دھوئیں۔ (ع، ر)

① صحیح البخاری، الجنائز، باب الشاب البيض للکفن، حدیث: 1264.

اے ملا، پھر کہا: مجھے خوبی کی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ”جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے، سوائے شوہر کے جس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔“<sup>①</sup>

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا لڑکا فوت ہو گیا۔ تیرے دن انھوں نے زردی متنگوا کر بدن پر ملی اور کہا: ہمارے لیے شوہر کے علاوہ کسی اور (کی وفات) پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منوع ہے۔<sup>②</sup>

### میت پر رونا

اگر میت کو دیکھ کر رونا آئے اور آنسو جاری ہوں تو منع نہیں، اس لیے کہ یہ بے اختیار رونا ہے جو جائز ہے۔ بنی اکرم رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ آنکھ کے رو نے اور دل کے پریشان ہونے کی وجہ سے عذاب نہیں کرتا بلکہ زبان (کے چلانے اور واویلا کرنے) کی وجہ سے عذاب کرتا ہے۔“<sup>③</sup>

بنی اکرم رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ”(اللہ کے ہاں) وہ صبر معتبر ہے جو صدمے کے شروع میں ہو،“ یعنی واویلا اور بین کرنے کے بعد صبر کرنا، صبر نہیں ہے۔ اصل صبر یہ ہے کہ مصیبت کے شروع ہی میں تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا جائے اور اظہار غم کے فطری طریقے کے علاوہ اور کچھ نہ کیا جائے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے

<sup>①</sup> صحيح البخاري، الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، حدث: 1282. <sup>②</sup> صحيح البخاري، الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، حدث: 1279. <sup>③</sup> صحيح البخاري، الجنائز، باب البكاء عند المريض، حدث: 1304، و صحيح مسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، حدث: 924. یعنی نوح، ماتم اور بین کرنا منوع اور باعث عذاب ہے۔ <sup>④</sup> صحيح البخاري، الجنائز، باب الصبر عند الصدمة الأولى، حدث: 1302، و صحيح مسلم، الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، حدث: 926.

<sup>①</sup> نہیں ہے جو رخسار پیٹے، گریان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے (نوحہ اور داویلا کرے)۔  
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں بیزار ہوں اس سے جو (موت کی مصیبت میں) سر کے  
بال نوچے، چلا کروئے اور اپنے کپڑے پھاڑے۔“<sup>②</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے (اس) مومن بندے کے لیے  
بہشت کے سوا کوئی بدله نہیں جس کے پیارے کو میں اہل دنیا سے قبض کرتا ہوں اور وہ (اس  
کی موت پر) صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھتا ہے۔“<sup>③</sup>

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں جنھیں میری امت کے لوگ  
نہیں چھوڑیں گے: ① اپنے حسب میں فخر کرنا۔ ② (کسی کے) نسب میں طعن کرنا۔  
③ ستاروں کے ذریعے پانی طلب کرنا ④ نوحہ کرنا۔“ اور یہ بھی فرمایا: ”اگر نوحہ کرنے والی  
عورت مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس پر گندھک کی قیص اور خارش کا  
کرتا ہو گا۔“<sup>⑤</sup>

رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم جب حالت نزع میں تھے تو آپ نے انھیں انخایا اور  
فرمایا: ”آنکھ آنسو بھاری ہے اور دل غمگین ہے مگر اس کے باوجود ہم کچھ نہیں کہیں گے،  
سوائے اس (بات) کے جس سے ہمارا رب راضی ہو اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کے

① صحيح البخاري، الجنائز، باب ليس من شق الجيوب، حدیث: 1294، وصحیح  
مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب.....، حدیث: 103. ② صحيح  
البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من الحلق عند المصيبة، حدیث: 1296، وصحیح مسلم،  
الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب، حدیث: 104. ③ صحيح البخاري،  
الرفاق، باب العمل الذي يتغى به وجه الله.....، حدیث: 6424.

④ صحيح مسلم، الجنائز، باب في التشديد في النباحة، حدیث: 934، الال جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ  
ستاروں کی نقل و حرکت اور طلوع و غروب کا باہر اور دیگر زمینی واقعات وحوادث کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔  
آج کل علم نبوم بھی انھی شرکیہ خرافات سے عبارت ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھ کے۔ آمين۔ (ع، ر)

سبب غمگین ہیں۔<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ کا نواسہ فوت ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ وہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے والوں ہی پر رحمت کرتا ہے۔“<sup>②</sup>

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کے تین بچے مر جائیں تو وہ (اس کے لیے) جہنم کی آگ سے آڑنیں گے۔“ ایک عورت نے پوچھا کہ اگر دو بچے مر جائیں تو؟ آپ نے فرمایا: ”دو بچے بھی۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس سے مراد وہ بچے (ہیں) جو باہمی بالغ نہ ہوئے ہوں۔<sup>③</sup><sup>④</sup>

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ان بچپنے میں فوت ہونے والے بچوں پر (اپنی) رحمت اور فضل کے سبب ان کے مسلمان والدین کو جنت میں داخل کرے گا۔“<sup>④</sup>

① صحيح البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: إنا بک لمحزونون، حديث: 1303، صحيح مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال.....، حديث: 2315. معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ محبوب کی محبت میں آ کر اپنے فیضے نہیں بدلتا بلکہ جو چاہتا ہے، سو کرتا ہے، وہ کسی کی طاقت سے مرعوب ہوتا ہے نہ کسی کی محبت سے مغلوب۔ (ع، ر)

② صحيح البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه.....، حديث: 1284، صحيح مسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، حديث: 923.

③ صحيح البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، حديث: 1250، صحيح مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، حديث: 1249.

④ صحيح البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، حديث: 2633، 2634.

. 1248

## عزیت<sup>۱</sup> کے مسنون الفاظ

آپ نے اپنے نواسے کے متعلق جو حالتِ نزع میں تھے، اپنی بیٹی کو یہ کلماتِ عزیت بیسجے:

إِنَّ اللَّهَ مَا أَخْدَى وَلَهُ مَا أَعْظَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ يَأْجِلُ مُسْتَقْبَلًا

”یقیناً اللہ کا (مال) ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے، اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔“ (پھر آپ نے پیغام لے جانے والے سے کہا کہ) ”اے حکم دینا کہ صبر کر کے اس کے اجر و ثواب کی امید رکھ۔“<sup>②</sup> معلوم ہوا کہ اس دعا کے بعد لو احتیں کو صبر کرنے اور ثواب کی امید رکھنے کی تلقین بھی کرنی چاہیے۔

① عزیت کا مطلب وعدہ اجر کی بنابر صبر کی تلقین و ترغیب دینا اور میت و مصیبت زدہ کو دعا دینا ہے۔

② صحیح البخاری، التوحید، باب قول اللہ تبارک و تعالیٰ: (قُلِ ادْعُو اللَّهَ أَوْ ادْعُو الرَّحْمَنَ)،

حدیث: 7377، وصحیح مسلم، الجنائز، باب البکاء علی المیت، حدیث: 923.

## نماز جنازہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُولُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ»

”جس مسلمان کے جنازے میں ایسے چالیس آدمی شامل ہوں جو اللہ کے ساتھ شریک نہ تھے ہر اتنے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس (میت کے حق) میں ان کی سفارش قبول کرتا ہے۔“<sup>①</sup>

نماز جنازہ پڑھنے کے لیے میت کی چار پائی اس طرح رکھیں کہ میت کا سر شمال کی سمت (قبلے کی دائیں جانب) اور پاؤں جنوب کی جانب ہوں، پھر باوضو ہو کر صافیں باندھیں۔ میت اگر مرد ہے تو امام (اس کے) سر کے سامنے کھڑا ہو اور اگر عورت ہے تو اس کے درمیان کھڑا ہو۔<sup>②</sup>

پھر دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں تک اٹھائیں اور پہلی تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ پڑھیں۔

<sup>①</sup> صحیح مسلم، الجنائز، باب من صلی علیه أربعون شفعوا فيه، حدیث: 948. [حسن]  
 جامع الترمذی، الجنائز، باب ما جاء أین يقوم الإمام من الرجل والمرأة؟ حدیث: 1034،  
 وسنن أبي داود، الجنائز، باب أین يقوم الإمام من المیت إذا صلی عليه؟ حدیث: 3194،  
 وسنده حسن، امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ نیز وکھیے صحیح البخاری، حدیث: 1332،  
 وصحیح مسلم، حدیث: 964.

## جنازے میں سورہ فاتحہ

سیدنا ابوالامام بن کہل رض سے روایت ہے کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے تکبیر کہی جائے، پھر فاتحہ پڑھی جائے، پھر نبی اکرم ﷺ پر درود اور میت کے لیے دعا کی جائے اس کے بعد سلام (پھر اجائے۔) <sup>①</sup>

طلح بن عبد اللہ بن عوف رض کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رض کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا: (میں نے یہ اس لیے کیا ہے) تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔ <sup>②</sup>

طلح بن عبد اللہ رض کی ایک روایت میں فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔ <sup>③</sup>

معلوم ہوا کہ تکبیر اولیٰ کے بعد سورہ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔ سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر امام کو دوسری تکبیر کہنی چاہیے اور پھر نماز والا درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد تیسرا تکبیر کہہ کر ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھیں:

پہلی دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيْتَنَا وَمَيِّتَنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذِكْرِنَا وَأَنْشَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَتْنَاهُ مِنْا فَاخْيُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ

① [صحیح] المصنف لعبدالرزاق، الجنائز، باب القراءة والدعاء في الصلاة على الميت: 490,489/3، حدیث: 6428. حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر: 2/122 میں اسے صحیح کہا ہے۔  
المتنقی لابن الجارود، حدیث: 540، وسنده صحيح. ② صحيح البخاري، الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنائز، حدیث: 1335. اس سے جھری قراءت بھی ثابت ہوئی، تجویز ہے جو لوگ اٹھتے میتحتے "فاتحہ" کا نام لیتے ہیں، وہ نماز جنازہ میں اسے پڑھتے ہی نہیں۔ (ع، ر)

③ [صحیح] سنن النسائي، الجنائز، باب الدعاء، حدیث: 1989، وسنده صحيح.

تَوْفِيَتُهُ مَنَا فَتَوَقَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ، أَللَّهُمَّ لَا تَحْرِمُنَا أَجْرَهُ وَلَا  
تُضْلِنَا بَعْدَهُ

”اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردے کو، چھوٹے اور بڑے کو، مرد اور عورت کو، حاضر اور غائب کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے، اسے اسلام پر زندہ رکھا اور ہم میں سے جسے توفوت کرے، اسے ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ رکھا اور اس کے بعد ہمیں کسی گمراہی (آزمائش) میں نہ ڈال“<sup>①</sup>

### دوسری دعا

اللَّهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَأكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِعْ  
مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالْكَلْلَجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا  
كَمَا نَقَيْتَ التَّوْبَ الْأَبِيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ  
دَارَهُ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَرَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ  
الْجَنَّةَ وَأَعِدْهُ مِنْ عَدَابِ الْقَبْرِ وَعَدَابِ النَّارِ

”اللہ! اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت میں رکھ، اس سے درگز فرما، اس کی بہترین مہماں فرما، اس کی قبر فراخ فرما، اس کے (گناہ) پانی، برف اور اولوں سے ڈھوڈال، اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا ہے۔ اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر کر،

① [حسن] سنن ابن ماجہ، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلاة على الجنائز، حدیث: 1498، وسنن أبي داود، الجنائز، باب الدعاء للميت، حدیث: 3201، وسنده حسن، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 757 میں اسے صحیح کہا ہے۔ میکی بن ابی کثیر نے سماع کی تقریع کر دی ہے۔ والحمد لله

(دنیا کے) لوگوں سے بہتر گھروالے اور اس کی بیوی سے بہتر جوڑا عطا فرما، اسے بہشت میں داخل فرماؤ (فتنہ قبر)، عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا۔<sup>①</sup>

### تیسرا دعا

اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذَمَّتِكَ وَحَمْلِ جَوَارِكَ فَقِهْ  
مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ  
فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

”اللَّهُمَّ إِنَّ فَلَاسَ بْنَ فَلَاسَ تَيْرَهُ ذَمَّهُ وَعَذَابُ قَبْرِهِ رَحْمَتُكَ سَامَّهُ مِنْ هُنَّا۔ اسے فتنہ قبر اور آگ کے عذاب سے بچا، تو (اپنے وعدے) وفا کرنے والا اور حق والا ہے۔  
اللَّهُمَّ إِنَّمَا تَعْلَمُ مَا يَعْلَمُ الْإِنْسَانُ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِمَا يَعْلَمُ<sup>②</sup>“ اسے معاف کر دے اور اس پر رحم فرم، بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔“

### جنازے کے مسائل

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مومن ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاتا ہے اور جنازہ ہونے اور مدفن سے فارغ ہونے تک ساتھ رہتا ہے تو اس کے لیے دو قیراط اٹو اس کے برابر ہے اور جو (صرف) جنازہ پڑھ کرو اپس آ جاتا ہے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے۔“<sup>③</sup>

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کو جلد دفن کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو جس طرف تم اسے

<sup>①</sup> صحيح مسلم، الجنائز، باب الدعاء للموتى في الصلاة، حديث: 963. <sup>②</sup> [صحیح] سنن ابن ماجہ، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلاة على الجنائز، حديث: 1499، وسنن أبي داود، الجنائز، باب الدعاء للميت، حديث: 3202، وهو حديث صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 758 میں اسے صحیح کہا ہے۔ الأوسط لابن المنذر: 441/5، حدیث: 3173. <sup>③</sup> صحيح البخاري، الإيمان، باب اتباع الجنائز من الإيمان، حديث: 47 و 1325، و صحيح مسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنائز واتباعها، حديث: 945.

بیحیج رہے ہو، وہ اس کے لیے فائدہ مند ہے اور اگر وہ برا ہے تو وہ بوجھ ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔<sup>①</sup>

- سنت یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور دعا کیں آہستہ پڑھی جائیں۔<sup>②</sup>
- سیدنا عبد اللہ بن عباس رض نے جنازے میں (تعلیمًا) فاتحہ بلند آواز سے پڑھی۔<sup>③</sup>  
لہذا جنازے میں امام تعلیمًا اوپری آواز سے قراءت کر سکتا ہے۔
- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھا جائے۔“<sup>④</sup>

① صحيح البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، حديث: 1315، وصحیح مسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، حديث: 944. ② [صحیح] سنن النسائي، الجنائز، باب الدعاء، حدیث: 1991، وهو حدیث صحیح، حافظ ابن حجر نے فتح الباری: 3/204 میں اسے صحیح کہا ہے۔ المتنقی لابن الجارود: 540، وسنده صحیح.

③ [صحیح] سنن النسائي، الجنائز، باب الدعاء، حدیث: 1990، وسنده صحیح، امام حامی نے المستدرک: 1/358, 386 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، نیز اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے، وکیپیڈیا کے مطابق جنازہ کی بنا پر بھی بلند آواز سے جنازہ پڑھایا جاسکتا ہے، چنانچہ سیدنا عوف بن مالک رض نے فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز جنازہ میں ایک دعا پڑھی جو میں نے یاد کر لی اور میں نے تمنا کی کاش کہ یہ میرا جنازہ ہوتا۔ وکیپیڈیا صحیح مسلم، الجنائز، باب الدعاء للہمیت فی الصلاة، حدیث: 963. (ع، ر)

④ صحيح البخاري، الجنائز، باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع.....، حدیث: 1310.  
بعض علماء کے نزدیک یہ حکم احتساب کے طور پر ہے جبکہ بعض دوسرے اسے منسوخ قرار دیتے ہیں، اس کی دلیل سیدنا علی رض کی حدیث ہے: [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ أَمْرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذَلِكَ، وَأَمْرَنَا بِالْجُلوْسِ] ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جنازے کے بارے میں کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا، پھر اس کے بعد آپ بیٹھے رہتے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔“ (ع۔ و) (مسند أحمد: 1/83، حدیث: 627، وشرح معانی الآثار للطحاوی: 1/282، وکیپیڈیا احکام الجنائز للالبانی، ص: 100)

نماز جنازہ

- نبی اکرم ﷺ نے شہداء کو خون سمیت وفاتے کا حکم دیا، ان پر نماز جنازہ پڑھی نہ انھیں غسل دیا۔<sup>①</sup>
- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کی چار تکبیریں روایت کیں۔<sup>②</sup>
- سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پر چار تکبیرات کہتے۔ ایک جنازے پر انھوں نے پانچ تکبیرات کہیں اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح بھی کرتے تھے۔<sup>③</sup>
- رسول اللہ ﷺ نے سہیل اور ان کے بھائی میشیہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔<sup>④</sup>
- سیدنا فاروق عظیم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ صہیب رضی اللہ عنہ نے مسجد میں پڑھائی۔<sup>⑤</sup>
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار مسلمان جس مسلمان کی تعریف کریں اور اچھی شہادت دیں، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔“ ہم نے عرض کیا: اور تین؟ آپ نے فرمایا: ”تین بھی۔“ ہم نے عرض کیا: اور دو؟ آپ نے فرمایا: ”دو بھی۔“ پھر ایک کے متعلق ہم نے سوال نہ کیا۔<sup>⑥</sup>

غائبانہ نماز جنازہ

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا مشروع ہے اور اس کی دلیل وہ حدیث صحیح بخاری (حدیث: 1320, 1318, 1248 وغیرہ) اور صحیح مسلم (حدیث: 951) میں نجاشی شاہ جسہ کے حوالے سے آئی ہے۔<sup>⑦</sup>

① صحیح البخاری، الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، حدیث: 1343 و 1347. ② صحیح البخاری، الجنائز، باب التکبیر على الجنائز أربعاً، حدیث: 1333، وصحیح مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، حدیث: 957. ③ صحیح مسلم، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز في المسجد، حدیث: 973. ④ السنن الکبری للبیهقی، 52/4، وسنده صحیح، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز في المسجد. ⑤ صحیح البخاری، الجنائز، باب ثاء الناس على الميت، حدیث: 1368 و 2643.

⑦ غائبانہ نماز جنازہ کے متعلق علمائے متقدمین میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ

## قبر پر نماز جنازہ

سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ سیاہ رنگ کی ایک خاتون مسجد (نبوی) میں جھارو دیا کرتی تھی۔ وہ نظر نہ آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ رض نے بتایا

”اور دیگر جمیروں مالکین اسے جائز کہتے ہیں۔ جبکہ احناف اور مالکی حضرات اسے ناجائز خیال کرتے ہیں۔ جواز کا قول راجح ہے۔ جس کی دلیل مندرجہ ذیل فرمان نبوی ہے: ”آج جو شے تعلق رکھنے والا ایک نیک سیرت انسان (شاہ جوش) فوت ہو گیا ہے، اُذہم اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔“ روایت کہتے ہیں کہ ہم نے صفحیں درست کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، (نماز جنازہ کے وقت) ہم نے صفح بندی کر کی تھی۔ صحیح البخاری، الجنائز، باب الصفووف على الجنائز، حدیث: 1320.

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رض کو ساتھ لے کر عید گاہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں چار گھبیروں کے ساتھ اس کی نماز جنازہ ادا کی۔“ الجنائز، باب التکبیر على الجنائز أربعاء، حدیث: 1333.

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ کا اہتمام اس لیے کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی سرزین کے علاوہ (بغیر اَرْضِكُمْ) غیر ملک میں فوت ہوا تھا اور اس کا جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ ایک ملک کا سربراہ مسلمان ہو اور اس کے اسلام کا چچا بھی ہو چکا ہو لیکن وہاں اس کا ہمراه ہوتی کہ اعیان سلطنت، اہل خانہ اور دوست احباب بھی اس نعمت سے محروم رہے ہوں اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو۔ الفتح الریانی: 7/223

البہت غائبانہ نماز جنازہ کے لیے دیگر ذرائع ابلاغ کو استعمال نہ کیا جائے جیسا کہ ہمارے ہاں آج کل رواج کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہاں خطابات کا بھی قطعاً اہتمام نہ ہو، ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحبۃ کرام رض سے ثابت نہیں۔ [وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ] (حافظ عبدالستار الحجاج رض)

چونکہ جماشی بلاد کفر میں فوت ہوا جیسا کہ مسند احمد: 4/7 و 64 وغیرہ حدیث میں [بغیر اَرْضِكُمْ] کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ [بغیر اَرْضِكُمْ] کا مطلب یہ ہے کہ وہ سرزین مدینہ میں فوت نہیں ہوا اگر یہاں فوت ہوتا تو تم ضرور اس کا جنازہ پڑھتے، لہذا اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کا اہتمام کرو۔ (عون المعبود: 2/198)، لہذا جو مسلمان بلاد کفر میں فوت ہو جائے، اس کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا بلاشبہ شروع ہے اور جو مسلمان میت مذکورہ کیفیت کا حامل نہ ہو تو اس کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا بھی مذکورہ ہے۔

کہ وہ فوت ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ مجھے اس کی قبر بتاؤ۔“ صحابہ نے آپ کو اس کی قبر بتائی۔ پھر آپ نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ”یہ قبریں تاریکی اور ظلمت سے بھری ہوتی ہیں۔ میری نماز کے سبب اللہ تعالیٰ ان کو روشن کر دیتا ہے۔“<sup>①</sup>

” دلیل کے عموم کی وجہ سے اور نجاشی کے ساتھ تخصیص کی صریح دلیل نہ ہونے کی بنا پر جائز ہے لیکن چونکہ نبی اکرم ﷺ، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم و دیگر سلف کا عام معمول یہ نہیں تھا، لہذا نبی اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین کے عام معمول کو اپنا تابی افضل و بہتر ہے۔ بالخصوص جب کہ عالمانہ نماز جنازہ کو حصول شہرت اور دیگر نام نہاد سیاسی و مالی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے احکام الجنائز للألبانی، ص: 115 اور فتاویٰ الدین الخالص: 7/172۔ (ع۔ و)

① صحیح البخاری، الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن، حدیث 1337، وصحیح مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، حدیث: 956۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کی صفائی کرنے کی بڑی فضیلت ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ (ع، ر)



## تذفین و زیارت

● سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَا نَأْنُ نُصَلِّي فِيهِنَّ أَوْ أَنْ تَقْبَرْ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بِازْغَةَ حَتَّى تَرْتَفَعَ، وَحِينَ يَقْوُمُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيِّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ»

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا:

① طلوع آفتاب کے وقت حتیٰ کہ بلند ہو جائے۔ ② جب سورج دوپہر کے وقت میں

سر پر ہوتی کہ ڈھل جائے۔ ③ غروب آفتاب کے وقت حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔

● سیدنا ابن عمر رضی اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نماز جنازہ ادا کی جاسکتی ہے۔<sup>②</sup>

● قبر گھری کھو دیں، اسے ہموار اور صاف رکھیں۔<sup>③</sup>

● میت کو قبر کے پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کریں۔<sup>④</sup>

① صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، حدیث:

831 . ② الموطأ للإمام مالك، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز بعد الصبح إلى

الأسفار.....، حدیث: 548. اس کی سند صحیح بلکہ اصح الاسانید ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، الجنائز،

باب في تعقیق القبر، حدیث: 3215، وسندہ صحیح، جامع الترمذی، الجهاد، باب ماجاء في

دفن الشهداء، حدیث: 1713. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ④ [صحیح] سنن أبي داود، «

● میت کو قبر میں رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

### بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مَلَكَةِ رَسُولِ اللَّهِ

- ① ”اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر (اسے فن کرتے ہیں)۔“
  - سیدنا سعد بن ابی وقار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ نے وصیت کی کہ میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا جیسے رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔<sup>②</sup>
  - آپ ﷺ کی قبر اونٹ کی کوہاں جیسی تھی۔<sup>③</sup>
  - پھر قبر پر مٹی ڈال کر سب لوگ میت کے لیے بخشش اور ثابت قدی کی دعائیں۔<sup>④</sup>
- جنائزے کے بعد قبرستان سے نکل کر اجتماعی طور پر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، لہذا یہ بدعت ہے۔<sup>⑤</sup>

» الجنائز، باب کیف یدخل المیت قبرہ؟ حدیث: 3211، وسنده صحيح، امام تیہنی نے: 54/4 میں اسے صحیح کہا ہے۔

① [صحیح] سنن أبي داود، الجنائز، باب في الدعاء للموتى إذا وضع في قبره، حدیث: 3213، وهو حدیث صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 1/366 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ (شاهدہ عند الحاکم: 1/366 وسنده صحيح) افسوس کہ یہ سنت بھی بعض علاقوں میں مٹی چل جاری ہے کیونکہ لوگوں نے اس کا مقابلہ ڈھونڈ رکھا ہے، یعنی وہی نعرہ ”کلمہ شہادت“ ”أشهدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ جس کا اس موقع پر پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ (ع، ر) ② صحيح مسلم، الجنائز، باب في اللحد ونصب اللبن على الميت، حدیث: 966. ③ صحيح البخاري، الجنائز، باب ما جاء في قبر النبي ﷺ وأبی بکر و عمر، حدیث: 1390. ④ [حسن] سنن أبي داود، الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للموتى.....، حدیث: 3221، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 370/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

⑤ نماز جنازہ کے فوائد بعد میت کی چار پانی کے پاس جمع ہو کر اور اسی طرح تدفین کے بعد چالیس قدموں کے فاصلے پر پہنچ کر میت کے لیے دعائے مغفرت کا خصوصی اہتمام والترام کرنا سارہ بدعت ہے۔ (ع۔ ر)

## قبوں کو پختہ بنانے کی ممانعت

قبوں کو اونچا کرنا، پختہ بنانا، ان پر گنبد اور قبے بنانا حرام ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پختہ قبریں اور ان پر عمارت (گنبد وغیرہ) بنانے سے منع کیا، نیز آپ نے قبوں پر بیٹھنے اور ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے (بھی) منع فرمایا ہے۔ (چاہے کوئی شخص مجاور بن کر بیٹھے یا چلکشی کے لیے، سب ناجائز ہے۔)<sup>①</sup>

<sup>②</sup> رسول اللہ ﷺ نے قبوں پر (کتبہ لگانے) لکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

سیدنا علی رض بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں ہر تصویر مثالوں اور ہر اونچی قبر بردا کر دوں۔<sup>③</sup>

امہات المؤمنین سیدہ ام حبیبہ اور سیدہ ام سلمہ رض نے رسول اللہ سے (ملک جہش کے) ایک گرجے کا ذکر کیا کہ اس میں تصویریں لگی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ”جب ان لوگوں کا کوئی نیک شخص مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں تصویریں بناتے۔ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے سامنے بدترین مخلوق ہوں گے۔“<sup>④</sup>

رسول اللہ ﷺ نے آخری بیماری (مرض الموت) میں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبوں کو (عملہ) مسجدیں بنالیا۔“ سیدہ عائشہ رض نے فرمایا: اگر اس بات کا ذرہ نہ ہوتا کہ لوگ آپ ﷺ کی قبر کو مسجد بنالیں گے تو آپ کی قبر

① صحيح مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، حدیث: 970، وباب النهي عن الجلوس على القبر والصلاۃ عليه، حدیث: 972. ② [صحیح] سنن أبي داود، الجنائز، باب في البناء على القبر، حدیث: 3226، وهو حدیث صحیح، حاکم نے المستدرک: 1/380 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وأصله عند مسلم (: 970) ③ صحيح مسلم، الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، حدیث: 969. ④ صحيح مسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور.....، حدیث: 528.

کھلی جگہ میں ہوتی۔<sup>۱</sup>

### قبوں کی زیارت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تحسین قبوں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔“<sup>۲</sup>

ایک روایت میں آپ ﷺ نے قبوں کی زیارت کا مقصد و فائدہ بیان فرمایا ہے کہ یہ موت یاد دلاتی ہے۔<sup>۳</sup>

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قبوں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی مگر اس کے بعد آپ نے اجازت دے دی تو اس میں مرد، عورت دونوں شامل ہیں۔ آپ ﷺ ایک ایسی عورت پر سے گزرے جو قبر پر بیٹھی رہی تھی، آپ نے اسے اللہ سے ڈرنے اور صبر کرنے کا حکم دیا۔<sup>۴</sup>

اگر عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہوتا تو آپ اسے قبرستان میں آنے سے بھی منع کر دیتے۔ سیدہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا پنے بھائی سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لیے گئیں، ان سے پوچھا گیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے (عورتوں کو) اس سے منع نہیں کیا تھا؟ تو ایسے فرمایا: پہلے منع کیا تھا، پھر اجازت دے دی تھی۔<sup>۵</sup>

<sup>۱</sup> صحيح البخاري، الجنائز، باب ماجاء في قبر النبي ﷺ، حدیث: 1390، وصحیح مسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور.....، حدیث: 529.

<sup>۲</sup> صحيح مسلم، الجنائز، باب استذان النبي ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه، حدیث: 977.

<sup>۳</sup> صحيح مسلم، الجنائز، باب استذان النبي ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه، حدیث: 976.

<sup>۴</sup> صحيح البخاري، الجنائز، باب قول الرجل للمرأة عند القبر: اصبرى، حدیث: 1252، وصحیح مسلم، الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، حدیث: (15)-926.

<sup>۵</sup> [صحیح] المستدرک للحاکم ، الجنائز: 1/376، حدیث: 1392، حدیث:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ جب میں قبرستان میں جاؤں تو کون سی دعا پڑھوں۔ آپ نے دعا سکھائی (جو چند سطروں کے بعد ذکر کی جا رہی ہے۔)<sup>(۱)</sup>

اس سے بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“<sup>(۲)</sup>

معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے بکثرت زیارت و منع ہے مگر کبھی کبھار اپنے اقرباء کی قبروں کی زیارت کے لیے جانا جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کو برانہ کہو جو اعمال انہوں نے کیے تھے وہ انھیں مل گئے۔“<sup>(۳)</sup>

### زیارت قبور کی دعائیں

جو شخص قبروں کی زیارت کرنے جائے وہ یہ دعا پڑھے:

السلامُ عَلَى أَهْلِ الْقِبْرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ  
الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ  
لَكَاهُقُونَ أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

”مومن اور مسلمان گھر والوں پر سلامتی ہو۔ ہم میں سے آگے جانے والوں اور

”وسنده صحیح، حافظ ذہبی نے اسے صحیح اور حافظ عراقی نے جید کہا ہے۔“<sup>(۱)</sup> صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها؟ حدیث: (103)-974. [حسن]  
جامع الترمذی، الجنائز، باب ما جاء في كراهة زيارة القبور للنساء، حدیث: 1056، وسنده حسن، المام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔<sup>(۲)</sup> صحیح البخاری، الجنائز، باب ما ینہی من سب  
الأموات، حدیث: 1393.

پچھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی عذریب  
تم سے ملنے والے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کی دعا  
کرتا ہوں۔<sup>①</sup>

① صحيح مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلهما؟ حديث: 103 - (975، 974)

## دیگر نمازیں

### نماز توبہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص گناہ کرتا ہے، پھر وضو کر کے نماز ادا کرتا ہے اور توبہ استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔“<sup>①</sup>

### لیلۃ القدر کے نوافل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے لیلۃ القدر میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“<sup>②</sup> لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں (21, 22, 23, 24, 25, 26 اور 27) میں سے کوئی ایک رات ہے۔

### پندرہویں شعبان کے نوافل

پندرہویں شعبان کی رات (شب براءت) کے نوافل کے لیے قیام کرنے اور جانے کا

① [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في الصلاة عند التوبه، حدیث: 406، وسنده حسن، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ما جاء في أن الصلاة كفارة، حدیث: 1395. امام ترمذی نے اسے صن کہا ہے۔ اور یہ کسی بھی گناہ سے توبہ کرنے کی افضل ترین صورت ہے۔ (ع، ر) سنن أبي داود، حدیث: 1521. ② صحيح البخاري، الإيمان، باب قيام ليلة القدر من الإيمان، حدیث: 35، 2014، صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراویح، حدیث: 760.

وَكِير نَازِرِيں

اہتمام کرنا احادیث صحیح سے ثابت نہیں۔ اسی طرح (صرف) پندرہ شعبان کو روزہ برکتی والی روایت بھی (جو سنن ابن ماجہ، حدیث: 1388 میں ہے) سخت ضعیف ہے۔ اور اس کے جتنے بھی شواہد ہیں سب کے سب ضعیف ہیں۔

WWW. KITABOSUNNAT. COM

KITABOSUNNAT @ GMAIL. COM

کلامِ اختتم

پیارے بھائیو اور بہنو! اللہ، قیامت کے روز صرف وہی نماز قبول کرے گا جو نبی رحمت ﷺ کی نماز کے نمونے کے مطابق ہوگی۔

اس کتاب میں آپ نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کا پیارا نمونہ دیکھ لیا ہے۔ ہماری نہایت خلوص سے یہ درخواست ہے کہ آپ اپنی نمازوں اپنے پیارے رسول اکرم ﷺ کے نمونے کی روشنی میں پڑھا کر یہ تاکہ ان نورانی نمازوں کو اللہ کے پاس قبول عام حاصل ہو۔ اگر نمونے کے مطابق آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر کوئی نکتہ چینی کرے یا احادیث رسول ﷺ کے مقابل بزرگوں اور ائمہ کرام ﷺ کے اقوال پیش کرے تو آپ اس کی نادانی سے اجتناب کرتے ہوئے عمل بالقرآن والحدیث پر کاربندر ہیں کیونکہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات روئے زمین کے تمام بزرگوں اور اماموں سے اعلیٰ وارفع ہے، اسی طرح آپ کی تعلیم، سنت اور طریقہ بھی روئے زمین کے تمام طریقوں سے اعلیٰ وارفع ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام قارئین کو مکمل صالح کی توفیق دے۔ (آمین!)